

زندگی کی شخصیت

اہل سنت کی نظر میں

ناہیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از

محقق اہل سنت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی قدس سرہ

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غصنف

مؤسس و مدیر

الرحیمہ کی دہلی

۷/۷ اکرام آباد، عظیم نگر، لیاقت آباد، کراچی ۷۵۹۰۰

فون: ۳۹۱۳۹۱۶

یزید کی شخصیت

اہل سنت کی نظر میں

ماہیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات
از

محقق المسر شیح الحدیث مولانا محمد عبد الرشید نعمانی قزوینی

ناشر
ڈاکٹر محمد عبد الرحمن عصفور
مؤسس و مدیر

الرحیمہ لکچر

۱/۴ اکرام آباد، لاہور، پاکستان آواز کراچی ۷۵۹۰۰
فون: ۲۹۱۲۹۱۶

بسم الرحمن الرحیم
سنت مہاجرین
۱۳۵۹ھ
نکاح سیر کا بعد الرحیم

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ
۳۰	اہل سنت کے لیے لمحہ فکریہ	۱۱
۳۰	دیب پر	۱۶
۳۰	استفتاء کے سوالات و جوابات	۲۰
۳۰	کتاب سے مستقول ہیں	۲۰
۳۰	استفتاء	۲۰
۳۱	استفتاء کا اجمالی جواب	۲۶
۳۱	اہل مدین سے محبت رکھنا اور اہل جور سے	۲۶
۳۱	بغض رکھنا اہل سنت کا طریقہ ہے	۲۶
۳۱	حضور علیہ السلام کے اصحاب، ازواج	۲۶
۳۱	اور درمیت کے بارے میں اچھی رائے	۲۶
۳۱	دیکھنے والا نفیق سے بڑی ہے	۲۶
۳۱	حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سزا ہیں	۲۶
۳۳	اور حضرات سنین جوانان جنت کے	۲۸
۳۳	یزید سے نفرت کرنا ایمان کا مقتضی ہے	۲۸
۳۳	یزید کے بُرے کرتوتوں کی تفصیل شیخ	۲۸
۳۳	عبداللہ محدث دہلوی کے قتل سے	۲۸
۳۳	شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح کہ یزید	۲۹
۳۳	داعی ضلال تھا اور منافق تھا یا فاسق	۲۹
۳۳	تیار نہ تھا۔	۳۳

جملہ حقوق طباعت و اشاعت تمام و کمال بنام الرحیم اکیڈمی محفوظ ہیں
اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، اسکننگ اور کسی بھی قسم کی اشاعت ادارہ کی
تحریری اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی ہے۔

نام کتاب: یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں

تالیف: محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غففر

موسس و مدیر: الرحیم اکیڈمی، اکرام آباد، اعظم نگر، لیاقت آباد کراچی 75900

ٹیلیفون: 4913916

مطبع: قریشی آرٹ پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی

اشاعت بار اول: ۱۴۰۲ھ تا اشاعت بار ششم: ۱۴۲۵ھ
۱۹۸۲ء ۲۰۰۳ء

تعداد: ۱۰۰۰ = قیمت: ۶۰/- روپے

ملے پے

- ۱۔ مکتبہ اہل سنت و جماعت، کراچی ۱۹
- ۲۔ زم زم پبلشرز اردو بازار کراچی
- ۳۔ اسلامی کتب خانہ علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۴۔ ادارۃ الانوار، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۵۔ مکتبہ قاسمیہ، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۶۔ علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی
- ۷۔ مکتبہ بخاری، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی
- ۸۔ ادارۃ اسلامیات، انارکلی لاہور
- ۹۔ مکتبہ فاروقی شاہ فیصل کالونی، کراچی
- ۱۰۔ مکتبہ مجیدیہ، میان
- ۱۱۔ مکتبہ قاسمیہ، مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور
- ۱۲۔ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، بلوچستان
- ۱۳۔ مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ، بلوچستان
- ۱۴۔ عباسی کتب خانہ جوہان مارکیٹ، کراچی
- ۱۵۔ امداد اللہ اکیڈمی، حیدر آباد سندھ
- ۱۶۔ مکتبہ تبلیغ و اصلاح، حیدر آباد سندھ
- ۱۷۔ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- ۱۸۔ بیت الکتاب، گلشن اقبال، کراچی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۴	یزید کا مجاہدین روم کا مذاق اڑانا	۳۴	مدینہ قیصر سے حدیث میں
۳۴	حضرت معاویہ کا بائیس برس کو جہاد پر روانہ کرنا	۳۶	قسط طینیہ نہیں بلکہ "محض" مرثیہ
	یزید نے زیاد خلافت سنبھالتے ہی بحری اور		"صحیح بخاری" میں یزید کی مذمت
۳۶	سمرانی جہاد کو ختم کرنے کا حکم دے دیا	۳۶	میں حدیثیں۔
	"سیدنا یزید" کے موافق کی شرمناک		پہلی حدیث
۳۶	حاشیہ آرائی۔	۳۶	حضرت ابو ہریرہ کا دور یزید سے
	بالغرض یزید جہاد قسط طینیہ میں دل سے	۳۹	پناہ مانگنا
	شریک ہوا تو اس غزوہ تک جو گناہ اس نے		یزید کی مذمت میں "صحیح بخاری"
	کیے تھے ان کی مغفرت کی امید تو کی جاسکتی	۳۹	کی دوسری حدیث
	ہے نہ کہ آئندہ ہونے والے جرائم کی بخشش	۳۹	امت کی تباہی قریش کے چند
۳۸	شاہ ولی اللہ کی تصریح اس باب میں	۵۱	بے وقوف لوٹنے والے ہاتھوں ہوگی
	یزید نے بعد کو ایسے کام کیے جو لعنت	۵۱	لوٹنے والے کی حکومت کی کیفیت
	کے موجب تھے۔	۳۹	شمر کا اطاعت یزید کے سلسلہ میں یزید
	حدیث میں جن چار افراد کو لعنتی بتایا گیا ہے،		امت کو تباہ کرنے والے لوٹنے والے
	ان میں یزید شامل تھا۔	۳۹	میں یزید سر فہرست ہے۔
	جہاد قسط طینیہ میں شرکت کے بعد یزید		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت
	کے مقابلہ کی تفصیل امام ابن حزم کی زبانی	۴۱	کر ان لوٹنے والے سے دور رہا جائے
	خلاصہ بحث	۴۵	صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل
	یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد	۵۳	مروان کا ان مفسد لوٹنے والے پر لعنت
	ہو سکتا ہے	۴۶	یزید کے بھی صحابہ تابعین پر مظالم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	قیصری روایت	۵۳	یزیدی گورنر کا حضرت ابو شریح
	یزید کی ولی عہدی کے سلسلے میں مروان	۶۲	کے سامنے اپنی علیت بگھارنا۔
	کی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی جناب میں	۶۲	اس گورنر کے بائیس برس کا فیصلہ
	گستاخی و افتراء پر مبنی۔	۵۶	حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ
	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کا مروان کو		عمر و اشراق کی ہرزہ سرائی قابل
	پرسہ منبر ٹوٹنا۔	۵۷	قبول نہیں۔
	حضرت عائشہ کا مروان کو تھوڑا کہنا	۵۸	حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت
	مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی	۵۸	ابن عباس کی زبانی۔
	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت معاویہ		حضرت عثمان نے جن حضرات کو
	و ابوسفیان سے افضل ہیں۔	۵۸	کتا بہتے آن پر مامور کیا ان میں
	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کا حضرت معاویہ		ابن زبیر بھی ہیں۔
	کی رقم کو واپس کر دینا۔	۵۹	حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث
	یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کر دینا	۶۶	کی روشنی میں۔
	کہ اس نے حضرت ابن زبیر کی		یزید کا گورنر و اشراق کی مذمت حدیث میں
	سختی کیوں نہیں کی۔	۶۰	کہ بلا کے دن بنی امیہ نے اپنے
	مروان کا گورنر مدینہ کو مشورہ دینا کہ	۶۱	دیہ کو ذبح کر کے رکھ دیا۔
	حضرت حسین و ابن زبیر و ابن عمر اگر	۶۱	پانچویں حدیث۔
	بیعت نہ کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔	۶۰	قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
	حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم الہی		پاس و لحاظ۔
	پر فوج کشی سے منع کرنا۔	۶۰	ابن زیاد بد نہاد کی حضرت حسین
	جو غمی حدیث	۶۱	کے سر اقدس کے ساتھ گستاخی۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۴	یزید کی شقاوت	۷۴	ناصریوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء
۸۸	ابن زیاد بد نہاد کا صحابہ کے ساتھ	۸۸	حساب و عذاب سے بری ہیں
۹۰	گستاخانہ طرز عمل	۹۰	دوسرا شبہ اور اس کا جواب
۹۱	حضرت معقل بن یسار کا اس کو	۹۱	صحابہ یزید کے درباری نہ تھے
۹۳	نصیحت فرمانا	۹۳	یہ افسیوں کی طرف کا شبہ ہے
۹۴	ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل	۹۴	کیا یزید کے ظلم و ستم میں کبھی کوئی
۹۴	کے ساتھ گستاخی	۹۴	صحابی شریک ہوا ہے ؟
۹۸	ابن زیاد کی حضرت عابد بن عمرو	۹۸	تیسرا شبہ
۹۸	کے ساتھ بد تمیزی	۹۸	یزید کی برأت کے بارے میں محمد بن حنفیہ
۹۸	ابن زیاد کا حضرت ابوہریرہ کا مذاق اڑانا	۹۸	کی روایت قابل اعتماد نہیں ہے
۹۸	ابن زیاد بد نہاد تھا	۹۸	”منتقی“ کا غلط حوالہ
۸۱	یزید کی مدینہ نبوی پر فوج کشی	۸۱	یہ جاہل گردوں کا عقیدہ ہے کہ
۹۸	واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت	۹۸	یزید خلیفہ راشد تھا
۸۲	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی	۸۲	خلافت نبوت جیسا کہ حدیث میں
۹۸	چھٹی حدیث	۹۸	تصریح ہے کہ میں ہی پھر لوگوں کی
۸۳	حرہ کے مظالم کی تفصیل	۸۳	ائمہ مسلمین میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ
۸۵	حرم مکہ کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری	۸۵	یزید عادل تھا اور حق تعالیٰ کا مطیع
۸۶	یزید کا انجسام بد	۸۶	حافظ ابن کثیر کی تصریح یزید کے
۸۷	خود فیصلہ سمجھنے	۸۷	فسق کے بارے میں
۸۸	ائمہ سیوطی اور علامہ تفت زانی کا	۸۸	محمد بن حنفیہ کی طرف منسوب اس
	یزید پر لعنت کرنا		افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۲	ناصریوں کا امام ابن حجر کورافضی بتانا	۱۰۱	فتی رجال کا متفقہ فیصلہ ”یزید اس کا
۱۱۲	محض جھوٹ ہے	۱۰۲	اہل نہیں کر اس کی کوئی روایت کی جائے
۱۱۲	مطبوعہ ”کتب الزہد“ اصل نہیں اس کا	۱۰۲	چوتھا شبہ
۱۱۳	انتخاب ہے	۱۰۲	کیا حضرت ابن عباس نے یزید کو اپنے
۱۱۳	یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح کہ	۱۰۲	خاندان کا نیک فرد بتلایا تھا ؟
۱۱۳	اس سے کوئی روایت نہ کی جائے	۱۰۲	اغائی کی روایت میں یہ ثابت ہو کر نہیں
۱۱۵	حافظ ابن حجر کی لسان المیزان سے	۱۰۳	”الامانہ والسیاسہ“ قابل استناد
۱۱۹	یزید کا مکمل ترجمہ	۱۰۳	کنا نہیں
۱۱۹	امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے	۱۰۳	بلاذری کی سند صحیح نہیں
۱۲۲	قاضی ابو بکر ابن العربی کی ہجو	۱۰۳	بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت
۱۲۳	پھٹا شبہ اور اس کا جواب	۱۰۴	ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہو
۱۲۴	یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے	۱۰۴	یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت
۱۲۴	غزالی کے فتویٰ کی تصحیح	۱۰۵	یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام
۱۲۴	حضرت حسین کا میدان کربلا میں	۱۰۵	حضرت ابن عباس کا سر نشانی یزید کے نام
۱۲۷	آخری خطبہ	۱۰۸	پانچواں شبہ اور اس کا جواب
۱۲۸	امام کیا ہر اسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے	۱۰۹	قاضی ابن العربی کی رائے غزالی کے بارے میں
۱۳۰	حافظ ابن الوزیریانی نے غزالی کے	۱۰۹	قاضی ابن العربی کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا
۱۳۰	فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے	۱۱۰	قاضی ابو بکر ابن العربی ناصبی ہیں
۱۳۰	یزید پر لعنت کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث		”کتب الزہد“ میں جس یزید کا ذکر ہے
۱۳۰	دہلوی کی تحقیق		وہ یزید اسوی نہیں بلکہ اس نام کے
۱۳۲	یزید پر لعنت کے بارے میں علامہ کے اختلاف کی	۱۱۱	دوسرے بزرگ ہیں
	بابت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق		

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۵۸	عمر بن سعد کا حشر	جانی بیکر تمام امت یزید کی بیعت پر
۱۵۸	ابن زیاد کے سر کا عبرت ناک انجام	منتقل ہے تو آپ اپنے ارادے سے
۱۵۹	یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا	دستبردار ہو گئے۔
۱۶۰	یزید کی نسل کا منقطع ہو جانا	اس شبہ کا جواب
۱۶۱	یہ صحیح نہیں کہ آخر وقت میں حضرت حسین	سائل کی لغویائی و دروغ گوئی۔
۱۶۱	یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے	حضرت فاروق اعظم کی شہادت میں کسی
۱۵۳	اس روایت پر درایت کے اعتبار سے	کوئی کام تھ نہ تھا۔
۱۶۱	تفصیل بحث	بقیہ غلط باتوں کی تفصیل۔
۱۶۲	حضرت حسینؑ کا شمار نجباء صحابہ میں ہے۔	حضرت حسینؑ کا اقدام محض شرفی اثر
۱۵۳	اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت	بغرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔
۱۶۳	علی اور حضرت حسینؑ اپنی تمام جنگوں میں	جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف
۱۵۴	حق پر تھے۔	اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا۔
۱۶۴	حضرت حسینؑ اگر یزید کی بیعت پر راضی	حریم میں یزید اور اس کے عمال نے
۱۵۵	تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟	حضرت حسینؑ کو چین سے نہ بیٹھے دیا۔
۱۶۵	اس روایت کے برخلاف عقبہ بن	جن حضرات نے بھی حضرت حسینؑ کو
۱۶۵	سحمان کی روایت بھی موجود ہے۔	کو ذبح کرنے سے روکا پر بنائے شفقت روکا۔
۱۶۶	خضریٰ کی تحتیں اس باب میں۔	کو ذبح کے سب لوگ غدار نہ تھے۔
۱۶۷	بارہواں شبہ	کوفی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر اور
۱۵۶	حضرت حسینؑ کی اجتہادی منطقی	حضرت حسینؑ کی شہادت۔
۱۵۷	جس کا اصل سبب سبائی کوفیوں کے	حضرت حسینؑ کے سردار کے ساتھ
۱۵۷	جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا۔	ابن زیاد کی گستاخی۔

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۴۵	ساتویں اور آٹھویں شبہ اور ان کے جوابات	یزید پر جب لوگوں نے جھٹکار کی تو اس
۱۴۲	یزید نے حضرت عبداللہ بن جعفر کی	نے اظہارِ بزدلت کیا۔
۱۴۵	بیٹی اور حضرت عمر کی پوتی سے نکاح کیا تھا	یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ
۱۴۵	ان شبہوں کا منشا کیا ہے۔	عبدالغزیز صاحب کا فیصلہ
۱۴۶	نواں شبہ	بعض علماء یزید پر لعنت اس لیے نہیں
۱۴۶	حضرت زین العابدین کی یزید سے	کرتے کہ کہیں اس کے گناہوں کا بوجھ
۱۴۶	بیعت اور اس کے حق میں عائد خیر کرنا۔	کم نہ ہو جائے۔
۱۴۶	اس شبہ کا جواب	بعض حضرات کے پیش نظر اس سلسلہ میں
۱۴۶	طبقات ابن سعد اور بلاذری کا غلط حوالہ	یہ مصلحت ہے کہ لعنت کا سلسلہ آگے نہ بڑھے
۱۴۷	یزید کے کماؤ پر حضرت زین العابدین	یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح۔
۱۴۷	کے ساتھ بدتمیزی۔	یزید پر لعنت کے بارے میں امام اعظم اور
۱۴۹	اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا۔	دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات۔
۱۴۹	اہل بیت کی حق تلفی	امام ابو جبر جصاص کا فتویٰ۔
۱۵۱	سادات کی رشتہ داریاں امویوں سے۔	ائمہ بخارا کا فتویٰ
۱۵۱	اس شبہ کا جواب۔	امام کردری کا فتویٰ
۱۴۲	واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی	خلافت الفداوی اور فتاویٰ ہزاریہ
۱۵۱	اولاد میں کوئی رشتہ مناکحت قائم نہیں ہوا	کا شمار فقہ حنفی کی معجزاتیوں میں ہے۔
۱۵۱	عبدالملک کا یزید کے زوال سے عبرت پکڑنا	لعن کے بارے میں کتاب العالم والمتعلم
۱۵۲	گیارہواں شبہ	کی عبارت۔
۱۴۳	شری النفس لوگوں نے حضرت حسینؑ کو یزید کے	مسلمان پر لعنت کرنے کا مطلب۔
۱۵۲	خلاف فروع پر آمادہ کیا اور جب آپ نے	

اہل سنت کیلئے لمحہ فکریہ

جامد او معلما و مستلما، اما بعد

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۵۰۶ھ نے شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حادثہ کربلا، واقعہ حرہ، حصار کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان چاروں جان نسل واقعات کو اسلام کے چار رخوں سے تعبیر کیا ہے کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرکز کا احترام ختم ہوا، اختلاف کا رعب داب اٹھ گیا، حادثہ کربلا سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرہ سے مہینۃ الرسولؐ کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں پہلوؤں میں ان کو رکھوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفۃ الرسول، عزت پیغمبر اور اصحاب نبی سب کا بے دریغ خون بہایا۔ اور حرم نبی، خانہ کعبہ جد شعائر اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر باطل لگا دینیں کیا۔

ان چاروں حادثات کے بارے میں ماصیوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور حادثہ کربلا کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرہ کا ان صحابہ کرام کو جنہوں نے یزید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور حصار کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اعداء خلافت کو، شیعہ مروانئیمہ کا ایمان و عقیدہ ہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور مسالوں کے خون سے ہولی کھینچنے والے۔ حضرت حسینؑ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؑ اور

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۱	یزید کے بارے میں ماصی کا ابراہی تقریر کا	۱۶۷	اس شبہ کا جواب
۱۸۲	یعنی یزید کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصریحات	۱۶۸	بقول مستفتی جب حضرت حسینؑ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا تو پھر ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا؟
۱۸۳	بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں	۱۶۹	سید احمد شہید کی تصریح یزید کے بارے میں
۱۸۴	مولانا تھانوی کا فتویٰ	۱۷۰	سبائی کون تھے؟
۱۸۴	غیر متحرک یوں کے فتویٰ کی نتیجہ	۱۷۱	یہ افتراء ہے کہ حضرت حسینؑ کے ساتھی کوئی سیاحتوں نے لڑائی میں پہل کر کے صلح نہ ہونے دی۔
۱۸۵	نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں	۱۷۲	صحابہ کی بھاری اکثریت حضرت حسینؑ کے موقف کی حامی تھی۔
۱۸۸	علامہ مقبل کی رائے	۱۷۳	صحابی رسول کا صبر کرنا اور جبر اور اس احادیث کی رو سے حضرت حسینؑ کے موقف پر
۱۹۱	یزید کی ظہارت و منفرت کی بحث	۱۷۴	اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت و فرم ہے
۱۹۲	یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ اوراس سے جہاد بن کو واپس بلانا	۱۷۵	یزید کے بارے میں خود اس کے بیٹے کی شہادت
۱۹۳	حدیث یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۶	یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت
۱۹۴	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۷	یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے
۱۹۵	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۸	شہادت حسینؑ پر حضور علیہ السلام کا قلق
۱۹۶	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۷۹	شہادت حسینؑ کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان
۱۹۷	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۰	حضرت حسینؑ سے حضور علیہ السلام کا محبت فرمانا
۱۹۸	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۱	اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا اکرام کرنا
۱۹۹	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۲	مفتی محمد رفیع صاحب کی طرف فتویٰ کا انتساب
۲۰۰	یزید قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح	۱۸۳	مشکوٰۃ ہے۔

وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو مادۂ سڑا اور حصار کعبہ کے خونی ہنگاموں میں زید اور عبد الملک بن مروان کی تیغ مستم کا نشانہ بنے شہید نہیں۔ بلکہ خلافت کے باغی تھے جو اپنی بغاوت کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچے۔ شیعہ مروانیہ کا یہ نظریہ مروانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن محمود احمد عباسی نے کتاب "خلافت معاویہ ویزید لکھ کر اس فتنہ کو پھرنے سے روک دیا۔" اس کی کوشش کی ہے۔

اس کتاب کے شائع ہونے سے ملک میں ایک تازہ فتنہ "ناصبیت" کا پیدا ہو گیا ہے جس سے اب تک جند و پاک کی سرزمین یکسر پاک تھی، اور انیسویں کے ساتھ کنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصہ سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ رہ سکا، اور اب تو بہت سے ملتوں میں اس کو اہل تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے۔

یہ کتاب سراسر فریب، خداع، تلبیس اور کذب و اختراک کا مرتع ہے۔ اس نام نہاد تازیانی پلیرج کے چار نامہ ہیں۔

(۱) مستشرقین کی تعزیمات، جن کو مؤلف جا بجا آزاد اور بے لاگ محققین کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں، اور ہر باب میں ان کے اقوال کو قول فیصل سمجھتے ہیں۔

(۲) شیعہ مؤرخین جن کے کذب و اختراک کا جلد بجا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود مولف ہر جگہ ان سے اپنے مطلب کی بات کہیں ان کی عبارت میں تلخ و برید کر کے اور کہیں بغیر اس کے ہی لے لیتے ہیں۔

(۳) بعض وہ مصنفین جن پر ناصبیت کا الزام ہے اور وہ اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں۔

(۴) خود اپنی دماغی آبیج جس میں مولف بڑی دور دور کی کوڑی لاتے ہیں اور ایسی بات اپنے دل سے گزرتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران و ششدر رہ جائے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو کہیں بھی اثبات مدعا کے لئے مولف نے اپنے اصل رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریب سے کام لے کر "ناصبیت" کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رنغن کا فتنہ قدیم سے تھا۔ باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ سب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج و نو اصب کا ڈھونڈنے سے بھی پرہیز تھا، لیکن عباسی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اہل سنت میں ناصبیت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خاکی و غلط کام سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب سے سوائے ضرر کے فائدہ کوئی مرتبہ نہ ہوا۔ روافض تو اپنی جگہ اور سخت ہو گئے لیکن اہل سنت کے اعتدال میں فرق آگیا، بہت سے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راستہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شک کرنے لگے۔ آج تک کسی ایک رافضی کے متعلق بھی یہ نہیں بتلایا جاسکتا کہ وہ عباسی صاحب کی کتاب پڑھ کر تائب ہو گیا ہو، لیکن اس کے برخلاف اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی نکلے گی جو اس جھوٹ کے پلندہ کو صحیح سمجھ کر حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے دلوں کو مٹا نہ رکھ سکے۔ اس کتاب نے سادہ لوح عوام نہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو متاثر کیا ہے جن میں عربی مدارس کے بھی بہت سے فاضل تحصیل شامل ہیں، جن لوگوں کی دسترس موضوع کتاب کے اصل ماخذ تک نہیں وہ اس کو تحقیق اور دیکھ بھل کا ایک نادار شاہکار سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ عباسی بات کا لابلہاں من حیث القوم علوم اسلامیہ سے نابلدہ ہو گئے ہیں۔ لہذا جو کوئی شخص بھی اپنے کسی غلط نظریے کو ذرا سنے انداز سے بنا سجا کر پیش کر دیتا ہے یہ اس کے ہوتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے جو شخص عربی، فارسی کی معمولی عبارتوں کے صحیح ترجمے نہ کر سکے کتابوں کے غلط حوالے دے مفسرین کی عبارتوں کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے غلط معنی پہنائے اور ان میں قطع و برید سے کام لے، ایسے شخص کا پیش کردہ کوئی نظریہ کس درجہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رد افض کے سب و شتم سے لوگ تنگ آئے ہوئے تھے ایسے میں یہ کتاب شائع ہوئی جس میں حضرت علی اور حضرت جنتین رضی اللہ عنہما کے موقف پر اس سے کہیں زیادہ سلجھے ہوئے اور سنجیدہ انداز میں جرح کی گئی تھی جو رد افض کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موقف کو مجروح کرنے میں عام روش ہے۔ اس لئے رد علی کے طور پر بہت سے لوگ عباسی صاحب کے اس طرز عمل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حالانکہ تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور جو لوگ ان سے برسر جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کر کے غلطی کی اور وہ خلیفہ راشد نہ تھے، ان کا بیٹا یزید ظالم و جابر کراں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدؓ اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط و اقتدار کو بروہم کر کے کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور خیر کے علمبردار تھے۔ مگر اس کتاب کی تصنیف صرف ان ہی امور کی تردید کے لئے عمل میں آئی ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے اہل سنت کا یہ نقطہ نظر صریح طور پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی نا صہیت کا عین منشا ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ نا صہیت کے پرچار ک شیعہ مروانیہ نے تو اپنی بدعت کی اشاعت کے لئے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنائے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو

مطابقت کرنے پر تکلے ہوئے ہیں مگر اہل سنت و جماعت کہ صحابہ اور خاندان رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزو و ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سد باب کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

محمد عبدالرشید نعمانی
سرخسینہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

آفتاب تو موسیٰ فرم

ازن تربیت مسافر بردار

راکھ از درہ پرور ہے ہرگز

نخنہ آفتاب تابان عالم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا

”یہ بزدل بھلا آدمی تھا یا بُرا، وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جاہل و فرماؤ
اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر، اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں، حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کر کے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام
سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا۔ یہ بزدل نے مدینہ نبوی اور حرم البی کی حرمت
کو پامال کیا یا نہیں، صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام
ہوایا یا نہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا
بھی تعلق نہیں، یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری
اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا فضیلع وقت خیال کریں۔

لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کلام کی اہمیت
بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ”یہ بزدل ایک صالح
مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا“ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف
یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اللہ اس کو مسخ کر دیا، یہ بزدل جیسے صالح
مسلمان اور خلیفہ عادل کے کردار کو ایسا گھٹاؤ نہ کر کے پیش کیا کہ وہ شیطان عظیم
نظر آئے دگا۔

یاد رہے یہ بزدل کا دور صحابہ و تابعین کا دور ہے۔ اس لئے اس دور کی تاریخ کا
ایک ایک واقعہ بند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سنا
الغرام نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرہون منت ہوتی ہے۔
طبقات صحابہ و تابعین پر پیسوں کی کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دار و مدار
ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھہریں تو پھر حدیث کی ساری
کتابوں کو دبا کر نہ بڑھایا۔ کیونکہ ان کی صحت و ضعف کا دار و مدار ان ہی کتب طبقات
پر ہے کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو
پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں
نہیں، اور فلاں سچا اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب یہ بزدل جیسے
خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ ”وہ اس کا
اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے“ چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں سکی
روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم
اسماء الرجال نے یہ بزدل کی تاہلی کا فیصلہ کر کے اس کی روایت کو مردود کر دیا بغرض
سارے محدثین نے اس غریب سے بائبل طبع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ حاکمین
ملت کے تمام طبقات میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہا ہوں یا صوفیہ اس
خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو ہار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بیچارے بزدل کا تھا
معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی جگہ میں پس گئے ہوں گے
اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرہ شیطانی میں شمار کرتے ہوں گے
اور جس طرح یہ بزدل کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم و سفاک
فاسق و فاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح میں ممکن ہے کہ مسلمانوں کے
اسماء الرجال ان کی تاریخ اور کتب حدیث و طبقات کے کسی شیطان عظیم کو اس کا

نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے رو بہ پیش کر دیا
ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنا دیا ہو کیونکہ جب یزید کے ساتھ
ایسا ظلم و ستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا۔
اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے
ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر
محفوظ قرار دیا جائے یہی منکرین حدیث کی اہل مفرغ و غایت اور ملحدین کا اہل
منشا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں انزاعی اور
اشتعال پیدا ہو کر قتل و قتل کا بازار گرم ہو۔ انہوں نے بعض نادان مولوی
جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دینوں کی اس سادش کا شکار ہو کر
یزید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اور اس طرح گو یا خود اپنے پیروں
پر کھپاڑی مار رہے ہیں۔

حمود احمد عباسی اس فتنہ کا سربراہ ایک ناخدا ترس اور دین بے دار
آدمی تھا۔ جس زمانہ میں وہ چینی سفارت خانہ میں ملازم تھا اس نے اس فتنہ
کی داغ بیل ڈالی۔ اور اب زمانہ زلزلہ یہ فتنہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس فتنہ میں
مبتلا لوگوں کی جرات یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ آئے دن عباسی کی کتاب
”خلافت معاویہ و یزید“ سے کچھ شبہات نقل کر کے اہل مسلم کو مستفتا کی
صورت میں بھیجتے رہتے ہیں چنانچہ یہ بارہ شبہات بھی اس کی کتاب سے نقل کر کے
”بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفادہ اور
اور اس کا جواب“ کے نام سے ایک کتابچہ کی شکل میں پہلے مجلس عثمان غنی کراچی
نے شائع کئے اور بعد کو ”انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور“ نے پھر کسی صاحب نے
اس کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے ”مدد عربیہ علامہ بنوری“ نامی ”کے دارالافتاء
میں استفادہ کی شکل میں پیش کر دیے اور جواب کے طالب ہوئے۔

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان شبہات کا تحقیقی جواب لکھنے کی
توفیق بخشی۔ ہماری اس کاوش سے اگر کسی ایک مسلمان کا بھی ذہن ان شبہات
کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو ہماری دل مراد بر آئی اور ہم یہ کہنے میں
حق بجانب ہوئے کہ

شادم از زندگی خویش کہ کامے کردم

یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علماء
اہل سنت میں اس پر کوا اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا البتہ اختلاف ہے تو
اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا
ردا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو حقیقی بتانا اور اس کی
تعریف کے گن گانا منسلک نہیں تو اور کیا ہے۔

اب پہلے قلمی استفادہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد
بالتفصیل نمبر وار ہر سوال کا جواب پڑھتے جائیے۔ واللہ العزیز۔

محمد عبدالرشید رحمانی

۱۰ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ شب جمعہ

بیعت و اطاعت کا حکم فرمایا۔ اور خود بھی بیعت میں داخل ہو گئے۔

(و) ذات ابنہ یزید لمن مالمی اہلہ فالزموا بحاکم واعطوا اطاعتکم و بیعتکم فخطی بنایع

پہم: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزعمہ میں امیر یزید مرحوم و مغفور کا ذکر رکھا وصحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرے میں بیان فرمایا ہے۔ جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور امیر یزید کے خطبے کے چند جملے بھی نقل کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن لوگوں کو شرم دلائی ہے جو آپ پر شراب نوشی اور فسق و فجور وغیرہ کا اتہام لگاتے ہیں۔

(ز) وهذا يدل على عظم منزلته عند حتى يدخله في جملة الزهاد من بعد الصحابة والتابعين يقتدى بقوله ويري عري من وعظهم ونعم وما أدخله في جملة الصحابة قبل أن يخرج إلى ذكر التابعين فأين هذا من ذكر المؤمنين في الخمر والنواح الفجور والاعتصام؟

ششم: حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امیر یزید نے تو سید حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضامند تھے۔ جو شخص ان پر الزام لگائے۔ وہ حد درجہ ابلہ و احمق ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ امیر یزید پر رحمۃ اللہ علیہ کہنا صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور چونکہ مومن تھے۔ اس لئے ہر نماز میں مومنین کی مغفرت والی دعا میں شامل ہیں۔

(ح) واما الترجمة عليه فبما نزل هو مستحب بل هو داخل في قولنا في كل صلوة اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات فانه كان مؤمنا والله اعلم كتبه الفقير إلى الله

ہفتم: امیر یزید سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے داماد ہیں۔ کیونکہ سیدہ امّ محمد بنت عبداللہ بن جعفر اُن کے نکاح میں تھیں۔ اس رشتے سے آپ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیج و داماد ہوتے ہیں۔

ہشتم: سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ امّ مسکین بنت حاصم بھی امیر موصوف کے جالہ عقد میں تھیں۔ اس رشتہ سے آپ خلیفہ دوم کے پوت و داماد ہوتے ہیں۔

نہم: سیدنا علی بن حسین المعروف بزرین العابدین کربلا کے واقعہ میں موجود تھے۔ اُن سے دمشق گئے۔ اور امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور زندگی بھر اس پر قائم رہے۔ بلکہ واقعہ کربلا سے تین برس بعد واقعہ حرہ کے موقع پر امیر یزید کا حسن سلوک دیکھ کر اُن کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھلے۔

دہم: واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات میں ہوتی رہیں۔ اور ان کی اُن میں جس کے ثبوت سے کتب تواریخ و انساب پُر ہیں۔ یا ز دہم: سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کوفہ کے ان شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ جن کے نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق عظیم اور سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور کبھی جنگ جمل اور صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توبین و تہقیر سے بھی انہیں کئے نادر اعمال پیاہ اور دامن و اخذاریں۔ اور جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو تقریباً چار ماہ کی مسلسل کوشش بصورت محطوط و فوط کی بھرمار سے یہ باور کرا دیا کہ

امیر زید اہمت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں۔ بلکہ ملت کی متعدد جماعت ان کی خلافت سے مطمئن نہیں۔ تو اب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا ارادہ فرمایا۔
 (۱) سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ (۲) عبد اللہ بن عمرؓ (۳) عبد اللہ بن جعفرؓ۔
 (۴) جابر بن عبد اللہؓ (۵) ابو واقد اللیثیؓ (۶) محمد بن الحنفیہؓ وغیرہم حضرات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس ارادہ سے منع فرمایا کہ وہ ایسا برگزیدہ نہ کریں۔ اور اپنے والد اور بھائی کے ساتھ دھوکہ بازی کرنے والے کوفیوں کی بات مان کر ہمت میں افتراق و انتشار کی راہ نہ کھولیں۔ اور اپنے آپ کو اس بلاکت انگیز اقدام سے باز رکھیں۔ لیکن افسوس کہ آپ نے کسی کی نہ مانی۔ اور کوفیوں کے خطوط اور وفود اور ان کی طلب پر کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان مدعیان وفاداری نے وہی کچھ کیا۔ جو مذکورہ حضرات نے ماضی کی تاریخ کے پیش نظر آپ کو روکے ہوئے کہا تھا۔ جب آپ نے جان لیا کہ امیر المومنین یزید کی بیعت پر تمام اہمت و ملت متفق ہے جس کے فیصلے وکل استخفا ممکن نہیں۔ تو آپ اپنے ارادے سے دست بردار ہو گئے اور پہلے موقف سے رجوع فرما کر فوج افسر عروین سعد کے ذریعہ کوفہ کے سامنے تین شرطیں پیش فرمائیں۔

اول :- مجھے واپس جانے دیا جائے۔

دوم :- اسلامی سرحد پر جہاد کے لئے بھیج دیا جائے۔

سوم :- یا پھر مجھے دمشق بھیج دیا جائے۔ تاکہ میں اپنے ابن عم و چچا زاد بھائی امیر یزیدؓ کے ماتھے میں ماتھ دے کر معاملہ کو اس طرح طے کر لوں۔ جس طرح میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔
 فاضل بدیعی فی یادہ

دوازہم :- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس خروج کو بغاوت کا نام دینا

۱۔ تاریخ طبری، ج ۲، ص ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى أما بعد

استفتاء کا اجمالی جواب

اہل عدل سے محبت اور اہل جور سے بغض اہلسنت کا طریقہ ہے
امام اہل اوائی نے فقہائے امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے عقائد کو
ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ جو عقائد اہل الطحاویہ کے نام سے مشہور و معروف
ہے۔ علامہ نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ رسالہ مصر اور ہندوستان میں
بار بار طبع ہو چکا ہے۔ اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اور مملکت سعودیہ میں
داخل درس بھی ہے۔ اس میں ان حضرات ائمہ کا یہ عقیدہ لکھا ہے۔

وتحب أهل العدل والامانة
وبغض أهل الجور والفسانة
یہ وہ عقیدہ ہے جس کے بارے میں حدیث پاک میں تصریح ہے۔

مَنْ أَحَبَّ لِلْإِثْمِ وَبَغَضَ لِلْعَدْلِ
وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلنَّاسِ
مَنْ أَحَبَّ لِلْعَدْلِ وَبَغَضَ لِلْإِثْمِ
وَمَنَعَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلنَّاسِ
اسی نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

اسی ہدایت کے مطابق عقیدہ طحاویہ میں یہ بھی مصرح ہے کہ

وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلَ فِي أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِمْ
وَقُرْبَاتِهِمْ فَقَدْ بَرَّيَ مِنَ النِّفَاقِ
جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
آپ کی زوجہ اور آپ کی قربات کے بارے میں
اچھے رائے رکھے وہ نفاق سے برک ہے۔

عہدہ جامع درہند ۱۰۶۰ھ منہج ۱۰۶۱ھ منہج ۱۰۶۲ھ منہج ۱۰۶۳ھ

اجمالی جواب اب سائل نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے مابین محاکمہ
کر کے جو بارہ سوالات قائم کئے ہیں۔ اور پھر ان کو حقائق کا نام دے کر پوچھا ہے
کہ امیر بنی ہاشم یعنی وطن کرنا درست ہے یا نہیں؟

اس کے بارے میں اجمالی جواب تو یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور
جملہ اہل بیت نبوی سے محبت رکھنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا تقاضائے ایمانی
ہے۔ چنانچہ علامہ شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان
میں جو عقائد پر ان کی مشہور تصنیف ہے فرماتے ہیں۔

وفاطمة سيدة نساء أهل
الجنة والحسن والحسين
سید اشباب اہل الجنة
اور حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں
اور حضرت حسن اور حضرت حسین جوانان جنت کے
سردار ہیں۔

والا مسلمہ را علیہ در عقائد ذکر کردہ ام
از جہت قطعیت و سہ بر رخم
نہایتان کہ قطعیت بشارت را مخصوص
بعشرہ مبشرہ دارند و یحتمل کہ علماء
بر رخم رخصہ اہتمام بشارت عشرہ کردہ
بہ تخصیص ذکر کردہ اند۔ اگر بر رخم
ناہیبیہ اہتمام بذکر اس سترین پاک
و ذکر فضائل اہل بیت نبوت کنند
نیز مناسب باشد

یہ بھی مسئلہ کو اس کے قطعی ہونے کی بنا پر مشتمل
طوسے عقائد میں ذکر کیا ہے۔ ان عقائد کے
علی الرغم کہ جو صرف عشرہ مبشرہ کے بارے
میں قطعی ہونے کی بشارت کو قطعی سمجھتے ہیں۔
اور جس طرح کہ علماء نے رد الفتن کے علی الرغم
عشرہ مبشرہ کے اہتمام بشارت کے پیش نظر
بالتخصیص ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اگر مناسب
کے علی الرغم ان تینوں حضرات کے بھی ذکر کا اہتمام
ہو اور اہل بیت نبوت کے فضائل بھی ذکر کیا تو
بھی مناسب ہوگا۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”التنبیہات الالہیہ“
میں عقائد اہل سنت والجماعت پر ایک چھوٹا سا رسالہ قلمبند فرمایا ہے۔ جس میں

عہدہ جامع درہند ۱۰۶۰ھ منہج ۱۰۶۱ھ منہج ۱۰۶۲ھ منہج ۱۰۶۳ھ

عہدہ جامع درہند ۱۰۶۰ھ منہج ۱۰۶۱ھ منہج ۱۰۶۲ھ منہج ۱۰۶۳ھ

وہ فرماتے ہیں۔

وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالْخَيْرِ
لِلْعَشْرَةِ الْمَبْشُورَةِ وَطَائِفَةٍ
وَيُخَدِّجُهُ عَائِشَةُ وَالْحَسَنُ
وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَنُوتِرُهُمْ وَنَعْتَرُهُمْ بِعَظَمِ
مَحَلِّهِمْ فِي الْأَسْلَامِ

اور ہم جنت اور خیر کی شہادت دیتے ہیں۔
حضرات عشرہ مبشرہ اور طائفہ نماز اور حضرت زکریا
اور حضرت عائشہ اور حضرت حسن اور حضرت
حسین رضی اللہ عنہم کے حق میں۔ اور ان کی
توفیق کرتے ہیں اور اسلام میں جو ان حضرات کا
بلند مرتبہ ہے۔ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور یزید سے محبت نہ رکھنا۔ اور اس کے بُرے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ
بھی ایمان ہی کا مقتضی ہے اور اہل سنت کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ چنانچہ شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "تکمیل الایمان" میں یزید کے بارے
میں فرماتے ہیں۔

وَالْجَمَلُ وَسَيُصْفَوْنَ تَرِينَ
مَرْدَمِ اسْتِ نَزْدِمَا، وَكَارِ كَرِ اسِ
بَدِ نَجْتِ وَبِ سَعَادَتِ رِيحِ اَقْتِ
كَرْدِ مَسْجِ كَسْ نَ كَرْدِ۔ بَعْدِ اَزْ
قَتْلِ اِمَامِ حُسَيْنِ وَ اَمَانَتِ اَهْلِ بَيْتِ
لَشْكْرِ تَخْرِيْبِ مَدِيْنَةِ مَطْبَرَةِ قَتْلِ
اَهْلِ اَنْشَبِ اَفْرِ سِتَادِ وَ لِقِيَةِ اَزْ
صَوَابِ وَ تَابِعِيْنَ رَا اَمْرِ قَتْلِ
كَرْدِ وَ بَعْدِ اَزْ تَخْرِيْبِ مَدِيْنَةِ
اَمْرِ اَنْشَبِ اَمْ مَلَكَةِ مَعْظَمَةِ وَ قَتْلِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ شَكْرِ كَرْدِ وَ مَسْجُودِ

اور مختصر یہ کہ وہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں کی
مبغوض ترین ہے۔ جو کہ اس بد بخت مخلوق نے
اس امت میں کئے ہیں کسی نے نہیں کئے۔ حتیٰ
کہ امیر المؤمنین کو قتل کرنے اور اہل بیت کی امانت کے
بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور
اہل مدینہ کو قتل کرنے کیلئے لشکر بھیجا۔ اور جو یہ
اور تابعین و اہل باقی رہ گئے تھے۔ ان کو قتل کرنے
کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مدینہ
کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اسی اشارے میں جبکہ مکہ منکر
خاصہ کی حالت میں تھا۔ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔

اثنائے اس حالت از دنیا
بجہتم شتافت۔ دیگر احتمال
توبہ و رجوع اور خدا داند۔
حق تعالیٰ دہلئے مارا و تمام
مسلمانان را از محبت و موالات
وسے و اعوان و انصار وسے و ہر کہ
اہل بیت نبوی بد بوردہ و بد
اندیشیدہ و حق ایشان را پائمال
کرده و با ایشان براہ محبت و
صدق عقیدت نیست و نبودہ
نگاہدار و موارا، و محبتان موارا
در ذمہ مجتہان ایشان محصور
گرداند۔ و در دنیا و آخرت
بر دین و کیستش ایشان وارد،
بحسرتہ النبى و الہ الامجاد
بمقتہ و کرمہ و ہو قریب
مجیب آمین

باقی بابہ احتمال کہ شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا
ہوے خوا جائے۔ حق تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں
کے دلوں کو اس کی امداد کے اعوان و انصار
کی محبت اور دوستی سے جگہ بگہاں شمس کی محبت اور
دوستی سے کہ جس کا اہل بیت نبوی سے برابر ہو گیا
یا جس نے بھی ان کے حق میں بڑا سوچا۔ اور ان کے
حق کو پامال کیا۔ یزید کو جس کی ان کے ساتھ محبت
اور صدق عقیدت نہیں ہے۔ یا نہیں تھا۔ ان
سب کی محبت اور دوستی سے محفوظ رکھے۔ اور
ہمارا اور ہم سے محبت رکھنے والوں کا ان حضرات
کے محبت میں مشر فرمائے۔ اور دنیا و آخرت
میں ان ہی حضرات کے دین و مذہب پر رکھے
اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد
امہار کے طفیل اپنے فضل و کرم سے ہمارے یہ
دعا قبول فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قریب
ہے۔ اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔
آمین۔

اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ البالغہ" کے "مبحث فتن" میں
حدیث "فَدَعَا دُعَاةُ الضَّلَالِ" کے پھر گرائی کی طرف دعوت دینے والے پیدا
ہوئے گی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَدُعَاةُ الضَّلَالِ يَزِيدُ بِالشَّامِ
وَمُخْتَارُ بِالْعِرَاقِ۔

اور ضلالت کے داعی شام میں یزید اور
مختار بن عمار تھے۔

لے ص ۱۱ طبع مجتہد کی دہلی

اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں۔

ومن القرون الفاضلة
انفاقا من هو مناقق او
فاسق ومنها الحجاج و
يزيد بن معاوية ومختار
وتميم بن معاوية و
ملاحظہ کیجئے۔

ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات

پہلا شبہ

جو مستفی کو پیش آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جنگ قسطنطنیہ کے سلسلہ میں بخاری شریف میں حسب ذیل دو روایتیں مذکور ہیں:

(الف) اول جیش من
اقتی یفزون مدینة قیصر
مغفور الہم۔

(ب) قال محمود بن
الریبع فحدثنا قومنا
فیہم ابوالیوب الانصاری
صاحب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی غزوۃ النبی
تولی یسار یزید بن معاویہ
علیہم بارض الشوریہ۔

محمود بن ربعی کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوالیوب انصاریؓ بھی تھے۔ یہ اس غزوہ واقعہ ہے کہ جس میں حضرت ابوالیوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور یزید بن معاویہؓ روم میں اس وقت فوج کا امیر تھا۔

غرض یزید جس لشکر کا کمانڈر تھا۔ اس لشکر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر مستفی حدیث پر غور کرے۔ تو سرے سے یہ امکان ہی پیش نہ آتا۔ کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ قد حوّر علی النار من قال لا الہ الا اللہ یمسحی بذا الذک وجہ اللہ۔
کے لئے لا الہ الا اللہ کا۔

اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے۔ کہ صدق دل سے "لا الہ الا اللہ" کہنے کے بعد اس کے تقاضے میں پورے کرے۔ یہ نہیں کہ بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ تو سو بخون معاف ہو جائیں۔ اب جو چاہے کرتا پھرے۔ ثقیب ہے کہ مستفی نے یزید کی منقبت میں اس حدیث کو کس کوں نہیں پیش کیا۔ حالانکہ غزوہ قسطنطنیہ کی حدیث میں تو صرف "مغفور الہم" کے الفاظ ہیں۔ اور اس حدیث میں صراحتاً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پس جو تاویل یا تشریح حدیث مذکور (ب) کی ہوگی۔ وہی تشریح حدیث مذکور (الف) کی ہونی چاہیئے۔

احادیث کے متبع سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے اعمال خیر پر مغفرت کی بشارت ہے۔ اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا۔ کہ بس اس عمل خیر کے بعد جنتی ہونا لازمی ہے۔ اور اب ظلم کی کھلی چھٹی ہے جو چاہے کرے جنت اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کسی شخص کا نام بیکرا سے جنتی کہنا اور بات ہے۔ اور کئی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اُن کو جتنی فرمایا ہے۔ لیکن یزید کا نام دیکر اس کو جتنی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ کسی روایت کے علوم میں داخل ہونا اور چیز ہے۔ اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے۔ بیشک اس حدیث میں خازن بیان ہند قیصر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ جیسا کہ خازن بیان ہند کے لئے۔ لیکن اس سے ہر غازی کا اس وقت تک جتنی ہونا لازم نہیں آتا جب تک کہ اس کی زندگی اعمال خیر پر ختم نہ ہو یہ صحیح ہے یزید غزوہ قسطنطنیہ میں شریک ہوا۔ لیکن یہ غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقرار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا کہ جب کلمہ طیبہ پڑھ لیا گیا۔ تو پھر گناہوں کی نکلی چھٹی ہے۔ اور جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں۔ اسی طرح ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضر نہیں ہوتی۔ یہی ”موجہ“ کا مذہب۔ جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ حسانہ ابن کثیر نے ”البدایہ والنہایہ“ میں جہاں مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہیں۔

(۱) یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا۔ جس کے خازنوں میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اور جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو یزید ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ ”جب میں خراجوں تو لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ اور اُن کو یہ بتا دینا۔ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ کہ

من مات لا یشرک باللہ جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہو کہ وہ نہ شریک شیعہ داخل الجنتہ کے ساتھ کسی بزرگ کے ساتھ نہ ہو۔ نہ خاں اور نہ جنین داخل ہو۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت مدوح نے وفات کے وقت فرمایا۔

قد کنت کتممت عنک شیعہ میں نے تم سے اب تک ایک حدیث چھپا لی تھی۔

سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ میں نے اللہ علیہ وسلم سمعتہ بقول: آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر تم گناہ نہ کرتے ہو تو لولا انکم تذبذبون لخلق اللہ قوم ایسی قوم پیدا کرتا کہ جو گناہ نہ کرتے تو مایہ ذنبون فیفسد لہم اور حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا۔

وہاں ان دونوں حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

ہذا الحدیث والذی قبلہ یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث جو گزری۔ عوالذی حمل یزید بن معاویہ بنی ہاشم بنی معاویہ علی طرف من الایحاء اس کے بعد اس کے باعث کہنے ایسے بہت سے آکر ڈالے و رکب بسببہ افعالہ کثیرہ جن کا بنا ہوا اس پر بیکاری گئی۔ جیسا کہ جہاں کے انکرت علیہ کما مسند کما تذکرہ میں عن قرب ذکر کریں گے۔ لگے اللہ تعالیٰ فی ترجیہ واللہ تعالیٰ اعلم یہ خوب جانتا ہے۔

اب اگر سائل بھی یزید کی طرح اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور مرتد کے مذہب میں داخل ہے۔ تو اس کو دوسری حدیث بھی یزید کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ کہ چونکہ وہ کلمہ گو تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے بعد اب کسی گناہ پر اس کی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ سب گناہ معاف ہیں۔ شیعیان بنی امیہ کا بھی یہ مذہب تھا۔ کہ امام اور خلیفہ کے حسنات مقبول ہیں۔ اور گناہ سب معاف۔ اس کی احکامات طاعت و معصیت دونوں میں واجب ہے۔ اور اگر سائل اہل سنت میں داخل ہے۔ تو جو تاویل اس حدیث کی ہوگی۔ وہی حدیث غزوہ قسطنطنیہ کی ہوگی۔ پھر حدیث اولیٰ میں غور کرنے کی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد کیلئے تصحیح نیت ضرور کی ہے۔ یعنی جو جہاد بھی کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور احسان کے لئے اللہ کے لئے ہو۔ اور اپنے ذوق و شوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آکر ناخوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے۔ اور صرف

امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی۔ کہ وہ ایک جہاد میں شریک ہونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔ اور جہاں تک بن سکا۔ اس نے ہائل مشول کی کوشش کی۔ بلکہ جب مجاہدین کرام محاذ پر تھے۔ اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔ رہا اور قحط میں مبتلا تھے۔ تو یہ بڑے محتاط سے اپنے عشر تکدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ داڑھیں دے رہا تھا۔ اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر منجر اس کو محاذ پر روانہ کیا اس سلسلے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون رج ۳ ص ۳۰۰ اور کمال ابن اثیر میں موجود ہے۔ چنانچہ حافظ مودتخ ابن الاثیر رحمہ اللہ کے واقعات کو ذکر کرتے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فی هذه السنة وقيل سنة
خمين سيم معاوية جيشا
كثيفا الى بلاد الروم للغزاة
وجعل عليهم سفیان بن عوف
وامراؤه يزيد بالغزاة معهم
فتناقل واعتل فامك عنه
ابو فاصاب الناس في غزاتهم
جوع ومرض شديد فانشد
يزيد يقول
ما ان ابالي بمالقت جموعهم
بالغداة قدوة من حمى ومن موم
دستبائے قوت کو ہزار اور چپک کا سامنا ہے

لہ قسطنطنیہ کے قریب وجہ میں ایک مقام کا نام تھا۔

اذا انكثرت على النماط مرتفعاً
بعد يد صرمان عندی اتم كلثوم

وام كلثوم امرأته هي ابنة
عبد الله بن عامر قبيص معاوية
شعرة فاستد عليه ليلا حثت
بسفیان فی ارض الروم
ليصيبه ما اصاب الناس
فاسد معه جمع كثير فاضاعه
اليه البرد وكان في هذا
الجيش ابن عباس و
البن عمرو وابن الزبير
وابو ايوب الانصاري
وغيرهم. وعبد العزيز
بن زرارہ الكلبي فاعلوا في
بلاد الروم حتى بلغوا
القسطنطينية

یہ ہے یزید کے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید بڑے
شکار، شعور شاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے تہجد میں نہ اپنے
والد ماجد کی زندگی میں بلانا چاہتا تھا۔ اور نہ اپنے ایام خلافت میں۔ چنانچہ جہاد خلافت
کے سنبھالنے پر سب سے پہلا غلبہ جو اس نے دیا۔ وہ یہ تھا۔
ان معاویہ کان یلزم یکسر فی

لہ کا اپنا اثر جلد ۳، صفحہ ۱۸۱-۱۸۲

جیکہ میں درپرستان میں گدوں پر اونچے اونچے
ٹکیوں کے سبارے بیٹھا ہوں۔ اور میرے
سامنے اتم کلثوم ہے۔

اتم کلثوم یزید کی بیوی عبد اللہ بن عامر کی بیٹی
تھی۔ حضرت معاویہ کو جب اس کے ان اشعار
کا اطلاع ہوئی۔ تو انھوں نے اس کو قسم دیکر
بتا دیا کہ اے امی! اے روم میں سفیان کے پاس
پہنچنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو مصیبت
میں گرفتار ہیں۔ یہیں گرفتار نہ رہیں۔ اب جو یہ
رعاد ہوا۔ تو اس کے والد ماجد نے ایک نوکر
کا اس کے ساتھ اور احاد ذکر دیا۔ اسی لشکر
میں حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت
ابن زبیر اور حضرت ابو ایوب انصاری وغیرہ
موجود تھے۔ اور عبد العزیز بن زرارہ کلابی بھی
چنانچہ لوگ بلاد روم میں گئے کہ پہلے گئے
تاکہ یزید کے ساتھ ہتھیار کرتے ہوئے
قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

یہ ہے یزید کے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید بڑے
شکار، شعور شاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے تہجد میں نہ اپنے
والد ماجد کی زندگی میں بلانا چاہتا تھا۔ اور نہ اپنے ایام خلافت میں۔ چنانچہ جہاد خلافت
کے سنبھالنے پر سب سے پہلا غلبہ جو اس نے دیا۔ وہ یہ تھا۔
ان معاویہ کان یلزم یکسر فی

بیک معاویہ کو جو یزید کو جہاد کی ہم پر

البحرانی است حاملاً لهذا
من المسلمين في البحار و
معاوية كان يشقكم بأرض
الروم وليست مشقة هذا
بأرض الروم. رات. معاوية
كان يخرج لكم العطاء والامسا
وانا اجمعه لكم كله

بھو کہتے تھے۔ مگر میں کسی مسلمان کو بحری ہم پر بھیجے
روا نہیں۔ اور ایک معاویہ تم کو ہم میں نیم
سراییں جہاد پر روا کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو
سرزمین میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے
خبر نہ بھیجوں گا اور ایک معاویہ تمہیں تمہارا وظیفہ
سال میں تین قسطوں میں دیا کرتے تھے۔ میں تم کو
اکٹھا کیا رکھی دیا کروں گا۔

بہن چھوڑ گیا تھا۔ یہ خوشخبری سن کر حاضرین اور بارزید سے اس حال میں لوگوں
وہم لا یفضلون علیہ احداً
لہ البیاء والنباہ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۰۳۔

اس آخری جملہ پر حیات سیدنا یزید کے ہونے کے قابل ہے کہ یہ
"قد مر ابن کثیر" کہتے ہیں کہ سیدنا یزید اپنے والد ماجد سیدنا معاویہ رضی اللہ
عزہ عنہ وفات کے بعد امیر المومنین کی حیثیت سے پہلا خطبہ دیکر فارغ ہوئے۔ تو
اجتماع میں موجود صحابہ اور جمعہ تابعین نے پندہ کی کاہ عالم تھا۔
نافقہ اس میں غنہ و فضل و فضول علیہ شہدا۔ (البیاء والنباہ، ج ۱۰، ص ۱۰۳)
- لوگ تقریباً کرائی کے پاس سے گئے۔ تو ان کا یہ حال تھا کہ وہ سیدنا یزید پر کسی
دوسرے آدمی کو فضیلت نہیں دیتے تھے؟

اسلامی خلافت کے مرکزی شہر دمشق میں اس عظیم اجتماع کے موقع پر سیدنا یزید کے
ساتھ عوام و خواص کی جانب سے پندہ کی دعوت کا یہ اظہار، صرف اس لئے نہ تھا کہ
مرد و مل کے بیکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی بڑی پرانے دینداروں کے الفاظ نے
انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بلکہ اعتقاد و محبت کا مظاہرہ کرنے والے یہ وہ
حضرات صحابہ و تابعین کرام تھے جنہوں نے یہاں سے لے کر عراق کی جو وہ منزلی
تک امیر یزید کے شہد و روضہ کا براہ راست مشاہدہ کیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے
کہ رضی ماعول میں ہوش سنبھالنے والا یہ باصلاحیت اور صاحب کردار نوجوان مسلمانوں
کے اجتماعی معاملات میں دوسروں سے کبیرا زیادہ قیادت و امارت کی ذمہ داروں سے
(انہیں اس مصلحت سے)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ یزید کی شرکت مغزوہ قسطنطنیہ میں کس بنا پر
تھی۔ تاہم تھوڑی دیر کے لئے حان لیا جائے کہ وہ خالصتاً اپنے شوق سے بغیر اپنے
والد ماجد کے حکم کے اس مغزوہ میں شریک ہوا۔ تب بھی یہ بشارت حضرت اس

بھو (بھو) عہد برآ ہونے کی اسناد اور کتبہ انہیں سیدنا یزید کی شخصیت میں
ایک ایسے قائد اور غلیظ کی جھلک دکھائی دے رہے تھے۔ جو فاروقی عزم و ارادہ
کے ساتھ متعدد مرتبہ قائد صلاحیت کے وہ طر فانی نقوش ثبت کر چکا تھا۔ جن کی
یاد اور جذبہ نشتر کرنے چھوٹے بڑے تمام جمعہ حضرات کو اس بات پر آندہ کیا کہ
وہ سیدنا یزید کی خدمت میں عقیدت و محبت اور اتحاد کا یہ بے مثال نذرانہ پیش
کریں۔ کہ لا یفضلون علیہ احداً۔ (ص ۱۰۳، شائع کردہ "جلس عثمانی" کراچی)
اللہ تعالیٰ ہی سمجھے۔ "جلس عثمانی" کے ان عقیدت مندوں کی ان کی نادر تحقیق ایک رنگ بھی
ہے کہ جہاد کی معطلی پر بھی اپنے سید محمد و یزید کو صابہ و تابعین کرام کی زبان سے نذرانہ عقیدت پیش
کر دیا۔ انالہ وانا الیہ راجعون۔

خود فرما چکے! یہ تاہم اپنے سید یزید کی کسا شہد و شکر و صحت کو اپنی خود ساختہ غزوات سے
رنگ و روغن سے آراستہ کر کے کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یزید نے اپنے پہلے خطبے میں جو جہاد
کو مدلل کرنے کا اعلان کیا۔ سرمایہ جہاد کو موقوف کیا۔ سرکاری فوج کو جو وظیفہ سال میں تین قسطوں میں دیا
تھا۔ اب اکٹھا دینے کا وعدہ کیا۔ ظاہر ہے ان انعامات پر یزید کے وفادار فوجی و جنتی بھی خوشیاں مناتے کم
تھیں۔ صحابہ کرام اور تابعین کو تو عہد پندہ نام کیا۔ وہ کب جہاد کی معطلی پر یزید کی تعریف کر سکتے تھے۔
ان کے لئے تو یہ اعلان سوائی روضہ سے کم نہ ہوا۔ یہ تعریف کرنے والے تو وہی لوگ تھے۔ جن کو نہ تو جنت
میں کوئی پاک تھا۔ نہ انصار و مدینہ کا سرنگم کرنے میں کوئی تھپک اور نہ حبشین و عزیق کی عزت کو خاک میں ملانے
کوئی وار۔ اسی یزید پر تعریف کرنے والے دیگر بڑے بڑے جہاد و شہد و شکر (نیا تھے۔ جو سوسو ہزار
کے قتل بلکہ بعض روایات کے مطابق تو بعض چار اشرفیوں کے بدلے سترہ ہجری میں یزید کے حکم سے
سیدنا الرسول پر چڑھ دوڑے۔ اور تین دن تک اس پاک سرزمین پر قتل و قمار کا وہ بازار گرم کیا کہ بڑے بڑے
انصار و مدینہ صحابہ کرام و تابعین کی ایک خلقت تہ تیغ کر دی گئی۔ سارا شہر لوگوں کے گھسٹا۔ اور
ہر گھر کی عورتیں اور بچے تو کچھ پر چڑھ دوڑے اس کا ہا صرہ کیا۔ اور بخینق سے اس پر گولہ پلکی کر کے
اس کی نیساویں ہلا دیں۔ یہ ہے اس کتاب کی تحقیق کا ایک نمونہ۔ یزید پلیڈیجے مولیٰ کو جو لوگ "سیدنا"
کہتے ہیں۔ ان سے بچ کر لے کی قریبی ہی فضول ہے۔

شرط کے ساتھ مخصوص ہوگی۔ کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوں جن سے وہ کہ جن سے مغفرت کی بجائے اٹا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ العبرة بالخواتیم۔ یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے۔

اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تراجم ابواب بخاری
میں فرمایا ہے کہ

تولہ "مغفور لہم" تمسک بعض الناس بهذا الحديث في حجة يزيد لآلہ کان من جملة هذا الجیش الثاني بل کان رأسهم و رئیسهم علی ما یشهد به التوامیخ والصحيح انه لا یثبت بهذا الحديث الا کونه مغفور لہ ما تقدم من ذنبه علی هذا الغرور لان المجاهد من الکفارات وشأن الکفارات ازالة آثار الذنوب السابقة علیها لا الواقعة بعدها نعم لو کان مع هذا الکلام انه مغفور لہ إلى يوم القيمة لدل علی نجاته واذ لیس فلیس بل امره مقروض الی

اللہ تعالیٰ فیما ارتکبہ من
القبائح بعد هذه الغزوة
من قتل الحسين عليه السلام
وتحريب المدينة والاصرار
على شرب الخمران شاء عفاه عنه و
ان شاء عذبه كما هو مطرد في حق
ما سائر العصاة على ان
الاحاديث الواردة في
شان من استخف بالعقوبة
الطاهرة والملحد في
الحرم والمبدل للكثرة تبقى
منعصات لهذا العموم
لوفرص شمله لجميع الذنوب.
حضرت شاه ولي الله رحمته الله
وهو درج ذیل ہے۔

سنة لعنتهم ولعنتهم الله
كل نبي مجاب ، الزائد
في كتاب الله ، والمكذب
بقدر الله تعالى والمنسلط
بالجبروت فيعزب الذك من
اذل الله - ويذل من اعز الله
والمستحل المحرم الله - والمستحل

چہ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے ۔
الہم تعالیٰ نے بھی اُن پر لعنت کی ہے ۔ اور
ہر نئی مستجاب الدعوات ہے ۔ (ن کتاب اللہ
میں زیادتی کر نہ لو ۔) (۲) تقدیر الہی کی تکذیب
کر نہ لو ۔ (۳) جبر و زور سے تسلط حاصل
کرنے کے میں کہ اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اُسے اعز
پہنچنے والا اور جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے

ملہ شریعہ تراجم ابوبالیزاری (ص ۳۱۰-۳۲۰) شایع کردہ کارخانہ تجارت کتب اکام باغ کراچی۔

مے بخاری پر اصرار کرنا۔ ان سب گناہوں کے معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو معاف کر دے۔ اور چاہے تو عذاب دے۔ جیسا کہ تمام گنہگاروں کے بارے میں یہی طریقہ جاری ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے جو احادیث بران لوگوں کے بارے میں آئی ہیں۔ کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت ظاہرہ کی ناقصدی کرتے۔ اور حرم کی حرمت کو پامال کرتے اور مقت نبوی کو بدل ڈالتے ہیں۔ وہ سب حدیثیں بالفرض اس حدیث میں اگر۔ عظمت عام۔ بھی شامل جائے۔ جب بھی اس کے جرم کی تخصیص کے لئے باقی رہیں گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے۔
وہ درج ذیل ہے -

من عتري ماحر مر الله
والنار لك بسنن رت كك
عن عائشه ك عن ابن عمر
اسے ذلیل کر دیا۔ (۱) اس حدیث کی حجت کو با مال
کرنا وہ (۲) میری عزت کی جو رحمت اللہ تعالیٰ نے
دیکھ ہے۔ اس کو حال کر دینے والا ہرگز مستحکم
نہیں۔ اس حدیث کو امام احمد نے اور عاکم نے مستحکم
میں حضرت عائشہ سے روایت کیا۔ نیز عاکم نے مسکو میں
ابن عمر کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی "باب الایمان بالقدر" کی فصل ثانی
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کر کے لکھا ہے کہ
رواہ البیہقی فی المدخل و اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں اور زہری
زہری نے کتاب میں روایت کیا ہے۔
یہ تو نہیں معلوم کہ یزید تقدیر کا بھی منکر تھا۔ یا نہیں مگر باقی چاروں صحابہ
اس میں موجود تھے۔

(۱) وہ دھونس دیا اور جبر و زور سے اہل بیت مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہلبیت نبوی
صحابہ کرام جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک معزز ترین
خلایق ہیں۔ ان کی توہین و تذلیل کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھانے کی تھی مفسد
اور شریر لوگ جنہوں نے حرمین محرمین پر چڑھائی کی۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کو شہید کیا۔ جیسے عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن، عزم بن عتبہ،
حسین بن تمیم وغیرہ ایسے فحشیت اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز و محترم تھے۔
اس نے اس نے حرم الہی کی حرمت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں رکھا۔

(۲) عزت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا۔ اور

(۳) تارک سنت تو تھا ہی۔

بہر حال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا۔

یعنی الکبیر فی صم القیادہ الی الجامع الصغیر از محمد بن ابی شیبہ ص ۱۵۵ مطبوعہ مصر۔

جو غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے حق میں وارد ہے۔ تب بھی حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ یہ ماننا
پڑے گا کہ "اس کے اب تک کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے" یہ غزوہ مؤخرین
کے بیان کے مطابق مسند یا بعض کی تصریح کے مطابق مسند یا مسند
میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کے بعد یزید تقریباً ۱۳-۱۴ سال تک زندہ رہا۔ اور اس
مذمت میں اس نے جو جبرائیاں کیں۔ اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے۔ ان
میں اس کی بے نوشی، شہداء کے بہلا کر قتل، دروازہ قتل، احمد بن محمد بن ابی جراحہ
برہادہ اور وہاں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم بیت اللہ پر
اس کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ۔ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت
ہوگی۔ غزوہ قسطنطنیہ کے بعد یزید سے جو حرکات ناشائستہ سرزد ہوئی ہیں۔
ان کا مختصر سا جائزہ امام ابن حزم ظاہری کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔
ملاحظہ فرمائیے:-

یزید امیر المؤمنین دکان قبیح
الاشار فی الاسلام قتل اهل
المدینہ و اخاض الناس و بقیۃ
التصایبۃ رضی اللہ عنہم یوم
المحترۃ فی آخر دولۃ۔ و قتل
الحسین رضی اللہ عنہ و اهل
بیتہ فی اول دولۃ۔ و حاصر
ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فی
المسجد الحرام و استخف بجموعۃ
الکعبۃ و الاسلام فاما اللہ

یزید امیر المؤمنین یہ اسلام میں بھگے تھوڑے
کرنا وہاں رہا ہے۔ اس نے اپنے اقتدار کے آخری
روز میں عسکر کے دن اہل مدینہ کا قتل عام کیا۔
ان کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرام کو
اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کر قتل کیا۔ اور
اپنی سلطنت کے اٹا کر اس حضرت حسین اور
ان کے اہل بیت کو قتل کیا۔ اور مسجد حرام میں
حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا۔ کعبہ شریف کو
اسلام کی بچھری کی۔ پھر حق تعالیٰ نے ان ہی
دنوں اس کو مار ڈالا۔ اس نے اپنے باپ کے
لے حق اس مقام کا تاہم ہے جہاں انصار مدینہ اور یزید کے لشکر کے درمیان مکرر آرائی ہوئی تھی۔

فی تلك الايام وقد كان غزاه ايام
أيہ القسطنطينية وعاصرها
اور اپنی دوسری تصنیف "اسماء الخلفاء ونولہ" و ذکر کرد وھمہ میں
ارکام فرمائی۔

ویزید بن یزید بن معاویہ؛
اذ مات ابوہ، یکٹی ابا خالد
وامتنع من بیعتہ الحسین بن
علی بن ابی طالب وعبد اللہ
بن الزبیر بن العوام، فاما
الحسین علیہ السلام والرجة
فنهض الی الکوفة فقتل قبل
دخولہا، وهو ثالث مصائب
الاسلام بعد امیر المؤمنین
عثمان اور ابعیا بعد عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ وخروہ
لاد المسلمین استخیرا فی
قتلہ ظلما علانية واما
عبد اللہ بن الزبیر فاستجار
بمكة فبقی هناك الی ان
اغزی یزید الجیوش الی
المدینہ حرم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والی

زمانہ میں قسطنطنیہ پر جنگ بھی کی۔ اور اس
معاشرہ بھی کی۔

اور اپنی دوسری تصنیف "اسماء الخلفاء ونولہ" و ذکر کرد وھمہ میں

یزید بن معاویہ سے اس کے والد کے
انتقال ہونے پر بیعت کی گئی۔ اس کی کثرت
ابو خالد تھی۔ حضرت حسین بن علیؑ بن ابی طالب
اور عبد اللہ بن زبیر بن العوام نے اس کی
بیعت سے انکار کیا۔ پھر حضرت حسین علیہ السلام
والرجہ تکو کہ کی طرف نہفت فرما ہو گئے اور
کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ کو شہید
کر ڈالا گیا۔ آپ کی شہادت امیر المؤمنین حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسلام
میں تیسری مصیبت اور حضرت عمر بن الخطاب
کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور اسلام
میں رخنہ اندازی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی
شہادت سے مسلمانوں پر طائفہ ظلم ٹوڑا گیا۔
اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے
مکہ منقر جا کر جہاں تھی میں پناہ لی۔ اور وہیں
مقیم ہو گئے۔ تا آنکہ یزید نے مدینہ نبوی حرم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ منقر کو
مواظف تعاقب حرم ہے۔ اپنی فوج میں لڑائی کی۔

مكة حرم الله تعالى۔ قتل
بقایا المهاجرین والانصار
یوم الحرة وھي ايضا اکبر
مصائب الاسلام وخروہ
لاد افاضل المسلمین وبقیة
الصحابہ وخیار المسلمین من
جئة التابعین تلتوا جھرا
ظلماً فی الحرب وصبراً و
جالت الخیل فی مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وراشت وبالت فی الروضة
بین القبر والمنبر ولم تصل
جماعة فی مسجد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ولا کانت
فیہ أحد حاشا سعید بن
السیب فاتہ لم یفارق
المسجد۔ ولولا شهادة
عمرو بن عثمان بن عفان
ومروان بن الحکم عند
مجرم بن عقبہ الری بانه
مجنون لقتلہ۔ واکرو
الناس علی ان یمایعوا
یزید بن معاویہ علی اللہ

بمعین۔ چنانچہ حق کی جنگ میں ہاجرین اور
انصار بچ رہ گئے تھے۔ ان کا قتل عام کیا
، عادیہ قا جو بھی اسلام کے بڑے مصائب
اور اس میں رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے۔
کیونکہ افاضل مسلمین، بغیر معاویہ اور ابی بکر بن ابی
میں بہترین مسلمین اس جنگ میں کھلے دائے
ظلم قتل کر دیے گئے اور گرفتار کر کے ان کو
شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے سڑاٹھ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جولاں دکھاتے تھے
اور ریاض الجنتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر اور آپ کے منبر مبارک کے درمیان فید
کرتے اور ہیشاب کرتے تھے۔ ان دنوں پھر پکا
میں کسی ایک نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی۔ اور
نہ بجز حضرت سعید بن المسیب کے وہ کوئی فرقہ
موجود تھا۔ انھوں نے مسجد نبوی کو بالکل برباد
اور عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن الحکم
یزیدی کے سالار لشکر مجرم مسلم بن عقبہ کے
ساتھ یہ شہادت دیتے کہ یہ تو دروازہ ہے
نور ان کو بھی ضرور دھار ڈالے اور اس نے اس
عادیہ میں لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ یزید بن
معاویہ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اس
کے ظلم میں چاہے وہ ان کو کیسے چاہے میں کو
آرا دیکھ اور جب اس کے سامنے بیکر تھا

عبداللہ، ان شاہ باع وان مشاء
اعتق، وذاکرلہ بعضہم البیعة
علی حکم القرآن وسنة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فامر بقتلہ
فتسرب عنقه صبرا وھتک موتہ
او مجرورا لاسلام ھتکا وانصب
المدینة ثلاثا واستخف باصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وعدت الایدی الیہم وانتهت
دورھم واستغلوا لادائی مکة
شرفھا اللہ تعالیٰ فموصرت وری
البیت بحجارة المنجیق توطی
ذالک الحصین بن نمیر السکونی
فی جیوش اھل الشام وذلک
لان مجرمین عقبۃ السری مات
بعد وقعة الحرة بثلاث لبال
وروی مکاتۃ الحصین بن نمیر
واخذ اللہ تعالیٰ یزید لغد مزور
مقتدر فوات بعد الحرة باقل من
ثلاثة اشھر والید من شھرین
وانصرف الجیوش من مکة۔ و
مات یزید فی نصف ریح الاول من
ربیع وثمن ولہ نیف وثلاثون

لے یہ بات رکھی کہ ہم قرآن و سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت کرتے
ہیں تو اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور کوفہ
کے قتل کو قتل کر دیا گیا۔ اس صوف یا مجرم
(مسلم بن عقبہ) نے اسلام کی جوی بے عزت کی
مدینہ منورہ میں تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ
جاری رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر دست و زاری کی گئی
ان کے گھروں کو لوٹا گیا و مدینہ طیبہ کو تباہ و تاراج
کرنے کے بعد یہ فوج مکہ معظمہ شرفہ اللہ تعالیٰ
کی طرف چل پڑی وہاں جا کر مکہ معظمہ میں مسکین
کیا اور بیت اللہ پر منجنیق سے سنگباری کی
گئی۔ یہ ہم حصین بن نمیر کی سرکردگی میں شام
کے لشکروں نے انجام دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ مجرم بن
نمیر مری کو تو جنگ مرتد کے تین دن بعد ہی موت
آؤ چھا تھا اور اب اس کی جگہ سالار لشکر
حصین بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو
بھی اس طرح دھوکا دیا جس طرح وہ غالبہ قدر شاہ
پر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی واقعہ مرتد کے بعد
تین ماہ تک اور مدینہ سے تاراج کرتے ہوئے مسکین کو
چلا گیا اور یزید کی لشکر مکہ معظمہ سے واپس چلے گئے
یزید کی موت ۵ ریح الاول سنہ ہجری ۴۰
واقع ہوئی، اس وقت اس کی عمر کہ

سنۃ امہ میسون بنت یحیدل
الکلبیۃ وکانت مدتہ ثلاث
سنین وثمانیۃ اشھر وایام فقط
خلاصہ بحث یہ ہے کہ اول تو یزیدؒ عزوہ قسطنطینیہ میں بخوشی خاطر شریک
ہی نہیں ہوا، جو وہ اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ
وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے خود دل سے اس عزوہ میں شریک ہوا تھا تب بھی اس
بشارت مغفرت کا تعلق اس کے اس گناہوں سے ہو گا۔ جواب تک اس سے
سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس سفزہ قسطنطینیہ میں شریک
ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی
تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کچ نہم کو اب بھی اس پر اصرار
ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام لگے پھیلے گناہوں سے ہے
اور اس عزوہ میں شرکت کرنے والے ہر فرد کے تمام لگے پھیلے گناہ معاف کر دیے
گئے ہیں اور مذکورہ مغفرت سے ہر فرد کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے
اور اس مغفرت کے علوم کی تخصیص کے لئے وہ حدیث کافی ہے جو ابھی آپ کی
نظر سے گزری ہے۔ اور اس کی روشنی میں یزید کے سپاہ کار ناموں کی تفصیل
بھی آپ پر دھچکے ہیں۔ اب ایسے نابکار کے جنتی ہونے پر اصرار کرنا کس قدر خدشہ
فلطی ہے۔ ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مدد دہ یزید کو "خلیفہ راشد" مانیں،
اس کے جنتی ہونے کا اعتقاد رکھیں بلکہ جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ تھا
اس کو صحابی سمجھیں یا اس کی نبوت کا اقرار کریں۔ لیکن اہل حق میں سے کوئی شخص
ملہ ص ۳۵۴، ۳۵۵ طبع مصر طبعہ بکوار مع السیرۃ لابن حزم۔ ملہ حافظ ابن تیمیہ منہاج المسلمین لکھے ہیں
لواقعة من الجہال یکتون یزید۔ هذا من
الغصابة وبعث فلا تعد یحیدل من الانبیاء۔
ہے ان بعض خالی ناصی اس کو بھی منصف سمجھ
رہے ۳ ص ۱۶۰، مطبع امیرہ بولاق مصر سنہ ہجری ۱۲۰۰۔ فہمیت ہے ہمارے دور کے ناصی ابھی اس جھانک
نہیں پہنچے بلکہ یزید کو صرف "خلیفہ راشد" سمجھتے ہیں اور "یزید" کہہ کر اس کی خدمت میں کوبہ لگاتے ہیں۔

اور تیس سال تھی اس کی ماں کا نام میسون بنت
یحیدل کہیہ تھا۔ یزید کی مدت حکمرانی کل تین
سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔

بجائے محبت جو دش و حواس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے

ان علما نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ضرور نکالا ہے کہ سرفاسق کی سرکردگی میں جہاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

دینہ مشرعیۃ الجہاد مع کل امام لتضمنہ الثناء علی من غزا - مدینۃ قیصر - وکانت امیر تلک الغزوۃ یزید بن معاویۃ - (کہ اس کی تابکاری و نالافتی معلوم خاص و عام ہے)

اور امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں:-

وقد کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغزون بعد الخلفاء الاربعہ مع الامراء الفساق وغزوا ابو یوب اللہابی مع یزید اللعین

"مدینہ قیصر" سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ محض ہے اور یہاں رہے کہ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جب کہ ہم اس حدیث تکملاً جو مدینہ قیصر کے الفاظ آتے ہیں اس سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیں ورنہ اگر مدینہ قیصر سے وہ شہر مراد لیا جائے کہ جو اس وقت قیصر کا دار السلطنت تھا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بشارت کے یہ الفاظ تھے تو ساری بحث ہی ختم ہو جاتی ہے

لہ فیج الباری - جلد ۱۱ - صفحہ ۳۵ - ۳۶

کیونکہ اس صورت میں "مدینہ قیصر" سے مراد "قسطنطنیہ" نہیں بلکہ محض ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:-

وبعضہ تجوز کتہہ کہ مراد "مدینہ قیصر" اور بعض علماء کی تجویز ہے کہ شہر قیصر مدینہ باشد کہ قیصر در آنجا بود روزے مراد ہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا کہ کہ فرمود ایں حدیث را آنحضرت، جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ و آن محض است کہ در آن وقت دار مملکت او بود - واللہ اعلم

اب پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ اس وقت قیصر کا دار الملک "محض" نہیں بلکہ "قسطنطنیہ" ہی تھا اور اس عہد میں جب بھی "مدینہ قیصر" کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اس سے مراد شہر "قسطنطنیہ" ہی لیا جاتا تھا پھر اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے لغت، عرف، اشعار عرب اور آثار و احادیث سے سند لانا ضروری ہے محض دعویٰ سے کام نہیں چلتا۔

صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں حدیثیں یہ بھی واضح رہے کہ صحیح بخاری میں یزید بارہا نہیں ہر ایک حدیث نہیں ہے کہ جس کو مستفی نے استغفار میں درج کر دیا ہے بلکہ اور بھی متعدد روایات موجود ہیں جن میں یزید کی بدکرداری اور بد اطواری کی پوری طرح نشاندہی کر دی گئی ہے، یزید کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت ان روایات کو بھی نظر میں رکھنا چاہیے۔ یہ روایات حسب ذیل ہیں:-

پہلی حدیث (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعایشین فاما احدھما فبئس ثقتہ واما الآخر فلو بئس ثقتہ قطع

لہ شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام مطبوعہ برعائشہ تہذیبیہ کراچی - ص ۶۶۹ مطبع طوی کتب و نسخ

عن ابیہ وسلم۔

کات ذالاجلے۔

یہ دوسری نوع کا علم جس کی نشر و اشاعت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر گریز فرمایا کہ وہ اگر زبان پر لاؤں تو یہ سر قلم کر دیا جائے، کیا تھا؟ اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:-

المردبہ علی الصحیح من
أقوال العلما علم الفتن
والواقعات التي وقعت بعد
وفاته عليه السلام من شهادة
عثمان وشهادة الحسين وغير
ذلك وكان يخاف في انشاؤها
وتعيين اسماء أصحابها من
غلمان بني أمية وفتیانہم۔
اقوال علماء میں سے صحیح قول کے مطابق اس سے
مردان فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واقع ہوئے
جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات کے
انشار کرنے اور ان فقرہوں کی کہوں کے بتلانے سے
اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے فتنے اور
ان کی فوجیں اس پر کرم ہو کر ان کو قتل نہ کر دے۔

اور علامہ ابن تیمیہؒ منہاج السنہ میں رقمطراز ہیں:-

وابوہریرۃ اسلم عام غیبہ
فلما یصحب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم إلا اقل من
اربع سنین ، وذلک الجواب
لم یکن فیہ شیء من علم
الدین ، علم الایمان والامور
النہی وانما کان فیہ الاخبار
عن الأمور المستقبلة
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر کے
سال اسلام لائے اس نے ان کو چار سال سے کم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا وقت
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس وقت
تھیلے میں علم دین ، علم ایمان اور امور دینی کا کمال
چیز تھی اس میں تو صرف آنحضرت کے واسطے
واقعات کی خبریں تھیں۔ مثلاً ان بتوں میں سے
جو آئے ہیں کہ مسلمانوں میں رہا ہو سکتا ہے جیسے

لے صحیح بخاری ، باب حفظ العلم ، ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۳ طبع میرہ معرستہ

مثل الفتن التي اجرت
بین المسلمين فتنة الجمل
صفين وفتنة ابن الزبير وفتل
الحسين ونحو ذلك۔
جنگ جمل و جنگ صفین ۲ فتنہ ، حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا فتنہ اور حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۲
بیان اور اسی قسم کے واقعات ۔

حضرت ابوہریرہؓ کا دور بزرگوار سے پناہ مانگنا
علیہ فرماتے ہیں:-
اور علامہ نے علم کے اس فرق کو جس کی حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشاعت نہ کی
ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں امراء سوء
(بدکردار اور ناپاک راجاؤں کے ناموں کی تفصیل)
ان کے حالات اور زمانے کا بیان تھا حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نالائق مکرانوں میں سے
بعض کا ذکر اٹھا کر ان پر کراہت تھے مگر مراد
ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے
نہ مار ڈالیں ، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ
سے قسم کہ میں نے ان لوگوں کی مکتوبات
سے پناہ مانگنا ہوتا ہے ، بزرگوار سے پناہ مانگنا
کی طرف اشارہ تھا کہ وہ قسم میں قائم ہو گیا
اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
دعا قبول بھی فرمائی چنانچہ وہ بزرگوار کے ہاں نہایت
سے ایک سال پہلے ہی دنیا رحلت فرما گئے۔

نور سحر کی حدیث | امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصحیح میں ایک باب

۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۳ طبع میرہ معرستہ

تاکم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں -

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذاک امتی

علی یدی اغیلة من قریش :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی :

اور پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے ۔

حدیثا مرستی بن اسمعیل

حدیثا عمرو بن یحییٰ

بن سعید بن عمرو بن

سعید قال اخبرنی جدی

قال کنت جالساً مع ابی مریرہ

فی مسجد النبی

صلی اللہ علیہ وسلم بالمدينة

ومعنا مروان قال ابوہریرہ

سمعت الصادق الصدوق

يقول - هلکة امتی علی

یدی غلماة من قریش

فقال مروان لعنة اللہ علیہم

غلماة فقال ابوہریرہ

لو شئت ان اقول بنی فلان و

بنی فلان فعلت ، فکنت اخرج

مع جدی الی بنی مروان حیث

ملکوا بالاسام فاذا راہم غلماة

عمر بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید کہ جس کہ

مجھے میرے والد بیان نے بتلایا کہ میں مدینہ شریف میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی

میں بیٹھا ہوا تھا ، اس وقت مروان بھی جا رہا تھا

تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے

صادق و صدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے

چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی ، اس پر مروان کی توجہ

نکلا ، فقہا کی ان پر لعنت ہو ، تو شے ہو گئی ؟ حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا

چاہوں کہ فلاں فلاں کے لئے کہ ہوں گے تو تم بھی

سکتا ہوں ۔ زعمو کا بیان ہے کہ (میر میں

اپنے دادا جان کے ساتھ جب بنی مروان کی حکومت

شام پر قائم ہوئی تو ان کے یہاں جایا کرتا تھا

اور دادا جان جب ان توہمہ زد لوگوں کو دیکھتے

تو فرمایا کرتے کہ قابلیہ وہی توگہ ہیں وہ

کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لحدائنا قال لنا عسی هؤلاء ان

یکونوا منہم قلنا انت أعلم -

میری امت کی تمہاری قریش کے چند لوگوں کے ہاتھوں ہوگی | حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب

میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مستدام اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہاں الفاظ مروا ہے ۔

ان فساد امتی علی یدی

غلماة منہم من قریش

لوگوں کی حکومت کی کیفیت | ہلاکت اور فساد کی تشریح جس کا ذکر صحیح بخاری

کی ان حدیثوں میں آپ کی نظر سے آئے ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہی کی ایک دوسری روایت میں بنی کو علی بن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً

روایت کیا ہے ۔ ان الفاظ میں غلماہ کو مرے ۔

احمد بن حنبلہ من امارة

الصبيان - قالوا وما

امارة الصبيان ؟

قال ان اطعموہم

هلکتم ، وان عصیتوہم

اهلکوکم

میں اللہ سے لوگوں کی امانت سے پناہ مانگتا

ہوں ، جو انہیں نے عرض کیا ، لوگوں کی امانت

کیا معنی ہے فرمایا کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو

ہلاک ہو گئے ، اگر کچھ برباد ہوا ، اور اگر تم نے ان کی

نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر کے کھوڑ دیں گے ، یعنی

تمہیں جان سے مار ڈالیں گے ، یا تمہارا مال لوٹ لیں گے

یا تمہاری جان و مال دونوں تیرے لئے کھڑے کر دیں گے ۔

۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ -

نیز ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ

ان اباہم مریۃ کان یحشی فی السوق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں
ویقول اللہم لا تدکنی سائتہ جاتے ہاتھ یوں دھا کر دیتے تھے کہ اللہ مجھے
ستین دلاۃ امارۃ الصبیان متعہ ازمانہ نہ آنے پائے اور نہ لونڈوں کی لڑائی
امت کو تباہ کرنے والے لونڈوں میں نیز سرفہرست ہے اس روایت کو نقل
کرنے کے بعد عائذہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

وفی هذا اشارۃ الی أن اولی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس
الاشیاء کان فی سنة ستین وهو حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں

من ابیہ وعتہ أبو الصالح السبعی لیس وقبہ عاصیہ
بأهل السراية فانه احد قتلة الحسين روايت کرتا ہے ، اور اس سے ابوالصالح سبعی
ورمى الله تعالى عنہ وقد قتله أعوانہ عزیر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کا ایک
المختار۔ روی ابو بکر بن عباس من فروہ شکر کو قتل کرنے کا دعویٰ نقل کیا ، ابو بکر
ابی اسحق قال کان شمر یسلی معنا بن عباس ، ابو اسحاق سے راوی ہیں کہ شمر چارہ
ثم یقول : اللهم انک تعلم انی ساتھ ناپاک تھا اور چھوٹی دھار کا کہ اے اللہ تو
شریفت فاعف عنی قلت : کیف جاننا ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اس لیے مجھے
یغفر الله لک وقد اعنت علی قتال بخشورے اس پر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ
ابن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بخشنے کا تھوڑے تو ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
قال ویملک فکیف تصنع ابن امرأتہ علیہ وسلم کے قتل میں اعانت کہہ کہنے کا : تجھ پر
هو لاء امرؤ یا مرنہم فالفہم انسویں ، ہر یہ کہیں دھاڑا گیا میں تمام ہمارے
و یوخصا لفناہم کنا شرأ من ان مالکوں نے جن میں ایک حکم دیا تھا ہم نے اس کی
هذه المحر الشقاۃ طاقت نہ کی ، اور اگر ہم ان کو مخالفت کرتے تو ان
قلت ان هذا الحدیث بدعتی گروہ سے بھی بدتر ہیں جاتے ۔

تبعی فانما الطاعة فی عائذہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ
المعروف ہے حدیث ، امامت تو صرف ایک کام میں ہوا کرتی ہے ۔

لے فتح الباری ج ۳ - ص ۸ - ج ۲ - ص ۳۳۹ - طبع مصر ۱۳۲۵ھ

كذا الملك فبان بزيادة من معادیه میں سب سے پہلارہ امتداد میں برسر اقتدار
استخلف فیہا وبقی الی سنة کیا جبرائیل واقع کیا ، غایب ہے ، کیونکہ نزیہ
اربع وستین فمات ۱۰ میں معاویہ اسی سنت میں بادشاہ بنا اور پھر
ستہ ویک زندہ کر دیا ۔

اور مہر مزید افادہ یہ فرماتے ہیں کہ :-

” اس روایت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس
روایت کے عموم کی بھی تخصیص ہو جاتی ہے جس کو ابو زرہ نے اس سے
نقل کیا ہے اور جو ” باب ملاقات النبوة ” میں یا میں الفاظ گزر چکی
کہ یهلك الناس هذا الحی من قریش لو گولہ کو قریش کا یہ قبیلہ
ہلاک کرے گا (کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ قریش کا پورا
قبیلہ نہیں بلکہ اس کے بعض افراد مراد ہیں یعنی ان کی نوخیز نسل کے
چند لونڈے ذکہ قبیلہ کے سب افراد ، غرض یہ لونڈے طلب سلطنت
کے لیے لوگوں کو ہلاک کریں گے اور اسی کی خاطر ہنگامہ قتال برپا
کریں گے جس کی وجہ سے لوگوں کے حالات میں بگاڑ پیدا ہو گا اور
فتنوں کے مسلسل برپا ہونے کے باعث سخت گروہ بڑھو گی ، چنانچہ
جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی
تھی اسی کے مطابق ہو کر رہا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان سے دور رہا جائے نیز اس حدیث میں
جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ : لو ان الناس اعتزلوہم ذکا ش لوگ ان
لونڈوں سے کنارہ کشی کریں) اس میں حرف کو کا جواب ” کان
اولی بعدہ ” (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد
” اعتزال ” یعنی کنارہ کش رہنے سے ہے کہ ان کے پاس

آمد و رفت: ہمیں اور ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوں
بلکہ اپنے دین کو سلامت لے کر ان کے پاس سے راہ قرار اختیار کریں۔

صحابہ و تابعین: اس ہدایت پر عمل اب ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق
پڑھ جائیے۔ یہ بید کے عہد نحوست مہد میں میدان کربلا ہوا یا جنگ حرہ جیم لہی کا
محاصرہ ہوا: رم نبوی پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی
حمایت میں نہ تھی۔ صحابی تو درکنار کسی قابل ذکر تنگ نام تابعی کا نام بھی آپ کو
دھونڈنے میں نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر محدث کے اس جملہ کی کہ: فاذا راهم فلما اتوا الدائرا
وہمارے دایجان جب شام کے حکمرانوں کو دیکھتے کہ وہ نوخیز لڑکے ہیں ان کی شرح
کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

والدہم ینظرون المدکورین
من۔ عملتہم وان اولہم
یوزید کا دل علیہ قولہ
ایضا ہریرۃ۔ رئیس الستین
وامانۃ الصبیان۔ فان یزید
کان غالباً یشترع الشیوخ
من امارۃ البلد ان الکبار
ویولیعہ الا صاغر من
اقاربہ۔

مروان کا ان منسلکوں پر لعنت کرنا نیز اس باب کے ختم پر حافظ ابن حجر عسقلانی
علیہ الرحمۃ نے جو "تنبیہ" فرمائی ہے وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:

(تنبیہ) یتعجب من لعن (تنبیہ) تعجب ہوتا ہے کہ مروان نے ان مذکورہ

مروان الغلۃ المدکورین مع
ان الظاہر انہم من ولدہ فکان
اللہ تعالیٰ اجری ذالک علی
لسانہ لیكون اشد فی الحجۃ
علیہم لعلہم یتعظون وقد
رواہ الاحادیث فی لعن
الحکم والد مروان وصا
ولد اخرجہا الطبرانی
وغیرہ غالبہا فیہ مقال
وبعضہا جید ولعل المراد
تخصیص الغلۃ المدکورین
بذلک۔

یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم غرض قریش کے وہ چند نوخیز لڑکے
جن کے ہاتھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہلاکت و بربائی
کی خبر دی ہے ان سب میں اول نمبر یزید پلید کا ہے، چنانچہ اسکی ولی عہد کی
سلسلہ جنیالی کے آغاز سے لے کر اس کے مرتے دم تک اس عہد کے اختیارات
صحابہ و تابعین پر مصائب کے جوہاڑ ٹوٹے اور ان کی جس طرح توہین و تذلیل کی
گئی اور ان کے ساتھ قتل و غارت کا جو معاملہ ہوا۔ اس سے تاریخ اسلام کے
اور اوراق پڑیں اور صحیح بخاری میں اس سلسلہ کے جو واقعات ضمناً آگئے ہیں
وہ یہ ہیں:-

(۳) حد ثنا موسیٰ بن اسماعیل
قال حد ثنا ابو عوانۃ عن
یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ مروان، حجاز کا
گور فرماتا، جس کو ابیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن بشر عن يوسف بن مارك
قال كان مروان على الحجاز
استعمله معاوية فخطب
فجعل يذكر يزيد بن
معاوية لكي يباع له بعد
ايه انتقال له عبد الرحمن
بن ابى بكر شيئا فقال
خذوه فدخل بيت عائشة
فلهم قد رواه فقال مروان
ان هذا الذي انزل
فيه - والذمي قال
لوالديه ائت لكما
ان بعد زني ه فقالت
عائشة من وراء الحجاب
ما انزل الله فينا
شيئا من القرآن
الا ان الله انزل عذرك
امام بخاری کی اس روایت میں جو اجمال ہے اس کی تفصیل مستخرج اسماعیل
میں اسی سند کے ساتھ بایں الفاظ مذکور ہے ۱۔

فان معاوية ان يستخلف يزيد
يعني ابنه فكتب الى مروان
بذلك فجمع مروان الناس
فان معاوية رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ اپنے
بیٹے یزید کو خلیفہ بنائیں تو مروان کو اس کا پتہ
میں لکھا اب مروان نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ

فخطبهم وذكر يزيد ودعا
الى يبعثه وقال ان الله ارى
امير المؤمنين في يزيد رأيا حسنا
وان يستخلفه فقد استخلف
ابوبكر وعمر۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کا مروان کو برسر منبر لوگنا | ظاہر ہے کہ اس لغوی بیانی کا
جواب سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہی کو
دینا چاہیے تھا، چنانچہ حسب توقع انہوں نے نہایت جرأت سے کام لے کر جڑی
بے باکی سے "سلطان جابر" کے سامنے کلمہ حق کی ادائیگی کے فریضے کو انجام
دیتے ہوئے فرمایا :-

ما هي الا هرقلية
یہ تو ہرقل کی اہماری کے سوا کچھ نہیں۔

اور حافظ اسماعیل کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں ۱۔

فقال مروان سنة ابي
بكر وعمر فقال عبد الرحمن
سنة هرقل وقيصر۔

اور مسند ابی یعلیٰ اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس
واقعہ کی تفصیل مروی ہے :-

كنت في المسجد حين
خطب مروان فقال ان
الله قد ارى امير المؤمنين
رأيا حسنا في يزيد، وان
يستخلفه فقد استخلف

یہ ہرقل و قیصر کے قریب تو ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام ہے۔

ابوبکر وعمر۔ فقال
عبد الرحمن بن عوف
ان ابا بکر والله ما جعلها
في احد من ولدہ۔ ولد
في اهل بيته۔ وما
جعلها معاوية الكرامة
لولدہ۔

بنائے ہیں۔ اس پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہر حال کا طریقہ ہے واللہ
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد
میں کسی کو خلافت نہیں سونپی اور نہ اپنے
فامان میں سے کسی کو خلیفہ بنایا، مگر
معاویہ تو بس اپنے بیٹے کو اعزاز بخشنا
چاہتے ہیں۔

حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا
مروان میں کہاں تھی، فوراً الزام تراشی پر اتر آیا اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیدیا
آخر جیسا کہ محدث اسماعیلی کی روایت میں آتا ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا۔

كذب والله ما انزلت
فيہ۔

وہ مروان جھوٹا کہتے یہ آیت عبدالرحمن رضی اللہ
عنہ کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔

مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی
مروان منبر سے اُتر کر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سخت کلامی
کرنے لگا اور آپ نے بھی اس کو دیسے ہی جواب دیئے آخر وہاں چلا گیا۔
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور ابوسفیانؓ سے افضل ہیں

اب ذرا غور کیجئے، مروان کی یہ تقریر کہاں ہو رہی ہے، منبر نبوی سے،
مسجد نبوی میں، روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے، یزید کی ولی عہد
کی بیعت لینے کے لیے اس پر افسار پر دازی کا یہ عالم ہے کہ اس ولی عہد کی
رسم کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت بتلا رہا ہے۔ اور حضرت
عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کو ٹوکے ہیں کہ یہ ابوبکر و عمر کی سنت

نہیں ہے بلکہ ہر قتل اور قیصر کی رسم ولی عہد کی ہے تو بگڑ جاتا ہے الزام تراشی
کرتلے، کتاب اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتے، ذرا نہیں سوچتا کہ کہاں ہیں،
کس مقام سے بول رہا ہوں، کس سے مخاطب ہوں یہ کس باب کے بیٹے ہیں،
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید تو کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور
جوراجد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی بنفس قرآن افضل ہیں کہ جس کے
جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو مولفہ القلوب میں تھے فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ طلقاء۔ میں ان کا
شمار ہے۔ اور عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں
فتح مکہ سے بہت پہلے مشرف بہ اسلام ہو کر ہجرت فرمائے مدینہ ہو چکے تھے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر کی آمد ملی میں سے ان کے بیٹے
چالیس برس سالانہ خرم کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کے بارے میں
لکھا ہے "کان من مصادات المسلمين" اور مسلمانوں کے اکابر میں سے
تھے اور "کان معظماً بین اهل الاسلام" راہل اسلام میں عزت کی
نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اب جس کی ولی عہد کی سلسلے میں اکابر صحابہؓ
کی اسطرح توہین کی جائے اس کی بادشاہی کے در میں کیا کچھ نہ ہوگا؟

عبدالرحمن بن ابی بکر کا معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا حافظ ابن کثیر نے زیرین
بجائے نقل کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ایک لاکھ درہم حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت
میں بھیجے مگر حضرت معاویہ نے یہ کہہ کر ان کے لینے سے انکار کر دیا کہ اب مع دینی
بددینا ہی ہو گیا میں اپنی دنیا کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالوں گا۔

آخر کار اکابر صحابہؓ کے پرزور احتجاج کے باوجود ان کی مرضی کے برخلاف

یزید راج سسنگھ اسن پر براجمان ہو جاتا ہے ، اور امت محمدیہ پر ہلاکت کا طعنہ
 اٹھاتا ہے ، رجب ستھہ ہجری میں یزید بادشاہ بنا ، اور اسی سال ماہ رمضان
 میں یزید اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابوسفیان کو مدینہ منورہ کی گورنری
 سے معزول کر کے اس کی جگہ عمرو بن سفید اشدق کا تقرر کرتا ہے ۔
 یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کرنا کہ اس نے حضرت حمیدؓ داہن زبیرؓ پر ہجرت کی تھی

حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عمر بن سعید کو جب کہ وہ مکہ معظمہ پر چڑھائی کیلئے
فونٹکے دستے صحیح رہا تھا فرمایا، اے امیر اہل
ریحانے تاکہ میں آپ کے سامنے وہ حدیث بیان
کروں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا
تھا اور جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور
دل نے یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو بیان
فرماتے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ کو
دیکھ رہی تھیں آپ نے حق تعالیٰ کی حمد و ثناء کے
بعد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو رحم بنایا ہے
لوگوں نے اس کو رحم نہیں بنایا لہذا جو شخص
میں اللہ تعالیٰ اور مدثر آخرت پر ایمان رکھتا

عہد مولانا مظاہر الحسن گیلانی مرحوم نے۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی میں اس واقعہ کو بالکل بھروسہ
بہرہ عقدت کا لگائی کہ اسے جو بھیج نہیں دے واقعہ پر یہ بین معاویہ کے زمانہ مکرانی میں ہوا ہے۔ اسکا حلقہ یہ
السیاہ والنباہ۔ ترجمہ پر یہ بین معاویہ اور اسکا صاحب فی تہذیب الصحابہ ترجمہ حضرت ابوشرکہ غنیمت رضی اللہ عنہ

حضرت ابو شریح کا گورنر مدینہ کو حرم پر فوج کشی سے منع کرنا چنانچہ اس کی جگہ
گورنر ہو کر عمرو بن سعید اسی ماہ میں مدینہ آگیا یہ مزاج کا بڑا فروغ والا بڑا اعلیٰ
نصاب کا حافظ ابن کثیر کے اس کے بارے میں یہ الفاظ ہیں وکان متاعاً لعمامۃ کبار

حمد الله واثنى عليه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس فلا يحل لا يورثي يثمن بالله واليوم الآخر ان يفسد بها دماً ولا يعصد بها شجرة فان لحد ترخص لقتال رسول الله فيها فنقولوا ان الله قد اذن لرسوله ولم ياذن لكم وانما اذن لي فيها ساعة من نهار ثم عادت معرفتها اليوم كحرمتها بالامس وليبلغ الشاهد الغائب فقيل لابي شرح ما قال عمرو قال انما انا معلم منك يا ابا شرح لا تعيد عاصياً ولا فاسراً بدم ولا فاراً بخربة

گورنر مدینہ کا صحابی رسول کے سامنے اپنی علییت بگھارنا اور کہنے، مہاجرین حضرت ابو شرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم الہی پر فوج کشی سے روکنے کے لیے یزید کے گورنر کو حدیث رسول یہاں کرتے ہیں اور یہ بد بخت ان کے سامنے اپنی علییت بگھاڑتا ہے، کہتا ہے، میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں اما مہاجرین اپنی مشہور تصنیف المولیٰ کی کتاب الجنایات میں بالکل صحیح لکھتے ہیں:-

لہ صحیح بخاری کتاب العلم باب یبلغ الشاهد الغائب -

لاکرامۃ للطیغ الشیطان الشرطی الفاسق یزید ان یکون اعلم من صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهذا الفاسق هو العاصی لله ولرسوله ومن والاه او قلده - وما حاصل الخنزیر فی الدنیا والآخرۃ الا هو ومن امره یح

حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ کی ہرزہ سرائی قابل قبول نہیں اور شیخ الاسلام محمد عبدالصمد دہلی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں۔

وایں دعویٰ مجسود است و مردود بروئے نزدیکہ عبد اللہ بن زبیر صحابی است متعبد جامع صفات حمیدہ و کارے نکرہ کہ بدان مستحق قتل باشند بیسرون حرم و نہ خروج کرد بر احدے و نہ خواند مسردم را بہ بیعت خود با آنکہ ناخوش بودند اند یزید اہل حرمین و مباہارت نکردند بہ بیعت دے جز اہل شام بنسایر

۱۔ لعین الشیطان کے معنی ہیں جس کو شیطان نے جیت لیا ہو۔ ۲۔ جو بن سید اشراف کا لقب ہے۔ ۳۔ حمزہ الکفری شرح صحیح بخاری از علامہ مصنف ج ۲ ص ۴۴۲ طبع منیر مصر۔

تولید پدرش معاویہ ،
وامتناع اور وعبداللہ
وغیرہ سے از بیعت آل
نا اہل کہ مسرف در معاصی
و مرتکب کیا تر بود و پناہ
گرفت از شرورے و رگوشہ
حرم ، پس تعیین کرد
لشکر القتل ابن زبیر
بمکہ ی

بیعت کر لی کہ اس کے باپ معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنا ولی عہد بنادیا تھا
اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
دوسرے حضرات نے اس نا اہل کی بیعت کرنے
سے اس لیے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ معاصی
میں حصے بڑھ گیا تھا اور کیا مرتکب تھا
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
بڑی کثرت سے بچنے کے لیے حرم حرم کے
گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہذا اس نے
مکہ معظمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لیے
فوجوں کو روانہ کیا۔

اور شیخ نور الحق محدث دہلوی "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں

ارقام فرمایاں :-

کلام ابن مسعود جبت راضی
شاید انہ آنگہ خلاف
مقررہ اہل دین است
در روایت امام احمد
آمدہ کہ گفت ابو شریح
گفتم عمرو را من حاضر
و تو غائب بودی و بموجب
امر آنحضرت ، رساندم ترا
و این مشعر است بآنکہ ابو شریح

اس مفرد (عمر) کی بات حجت کے لائق نہیں
کیونکہ اہل دین کے دستور کے خلاف ہے ،
مسند احمد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت
ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے
عمر کو جہاد دیا تھا کہ جب حضور ﷺ کو
ہ ارشاد فرمایا تھا میں اس وقت حاضر تھا
اور تو غائب (اس نے تو میری ہمت طلب کی تھی)
میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
ارشاد کے مطابق تجھے تبلیغ کر دیا۔ اس سے

لہ ۵۰ ص ۳۷۷ طبع مطبع حلوی کتبستان

قبول گفتہ عمرو نکرہ واد
را بوسے گزاشتہ از جہمت
شیر و عدم قدرت بجہمت
شوکت و غلبہ اولیہ

معلوم ہوا کہ حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمر کی اس بات کو نہیں مانتا ، مگر چونکہ عمرو کو
شوکت اور غلبہ حاصل تھا اور آپ اس کے
مقابلے سے عاجز تھے اور اس کی طاقت نہیں
رکھتے تھے اس لیے زبالی قبائش کے بعد
آپ نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

مرحوم نے جو معاملہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
ساتھ کیا وہ آپ پڑھ چکے ہیں ، یہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فرزند اکبر تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے نواسے
ہیں ان کے خلاف حرم حرم پر صرف اس لیے فوج کشی کی گئی کہ انھوں نے
یزید پلید سے بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جلالت شان کا اندازہ لگانا ہو تو حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ الفاظ پڑھیے :-

نما ابو و خوار کی النسبی
سلی اللہ علیہ وسلم
یزید الزبیر۔ واما
جدہ فصاحب الفاس۔
یزید اما بکر۔ واما
آلہ فذات النطاق یزید
سماء۔ واما خالته فامہ
المومنین یزید عائشہ

ان کے والد ماجد یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواری تھے
اور ان کے نانا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
عمر آپ کے رفیق غازی تھے اور ان کی والدہ ماجدہ
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات النطاق
رک جہول نے ہجرت کے وقت آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زاد سفر اپنے
چنگے سے باندھا تھا اور ان کی نساء

لہ ۵۰ ص ۳۷۷ طبع مطبع حلوی کتبستان

وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَرِيدُ
خَدِيجَةَ - وَأَمَّا عَمَّتُهُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ
يَرِيدُ صَفِيَّةَ - ثُمَّ
عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ
تَأْسِئِي لِلْقُرْآنِ عَلَيْهِ
أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ہیں اور ان کی پہلی ران کے ابا کی پچھلی ران
ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور انکی
دووی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر محترمہ ہیں اور انکی
وہ خود اسلام میں پاکیزہ اور قرآن پاک کے
بجائز پڑھنے والے ہیں۔

مصاحف عثمانی کی کتابت میں حضرت ابن زبیر کی شرکت ہے
کہ یہ قرآن کریم جو اس وقت امت کے ہاتھوں میں ہے اور جس کو شرب و روزہ
ہم پڑھتے ہیں اس کی نقلیں حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ
عنه نے اپنی نگرانی میں کر اگر ممالک محروسہ میں روانہ کی تھیں۔ ان مصاحف کی
کتابت کے لئے حضرت امیر المؤمنین نے جن چار حضرات کو نامزد فرمایا ان میں
سے ایک یہ بھی تھے۔

حضرت ابن زبیر کے فضائل امارت کی روشنی میں صحیح بخاری میں
ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
مروی ہے کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئیں تو ان دنوں یہ شکم ماری
تھے، اور وضع حمل کی مدت قریب تھی چنانچہ قبا کے زماہ قیام ہی میں
ان کی ولادت ہوئی فرماتی ہیں۔

ثُمَّ آتَتْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي جُحْوٍ
پھر وہ بچہ کوئے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے

لے صحیح بخاری باب توراتی اثین اذینا فی القارم - لے ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب جمع منکر
بقیہ حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں حضرت زید بن ثابت (۳) حضرت سعید بن العاص (۴) حضرت
جبریل بن ابی بکر بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَضَفَعَهَا ثُمَّ تَغَلَّ فِي فِيهِ
فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رَيْقُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ حَنَكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ
بِرُكٍّ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ
وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ
اگرچہ گوشت لے لیا اور آپ نے ایک کھجور
ٹنگوائی اور اس کو چبا کر پھران کے منہ میں
ڈال دیا چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو ٹنگی
ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
لعاب دہن تھا، پھر آپ نے کھجور کو ان کے
تالو پر مل دیا امدان کیلئے برکت کی دعا کی،
اور یہ پہلے بچے تھے جو اسلام میں رجعت کے
بعد مہاجرین میں پیدا ہوئے۔

اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ ہیں
پہلا بچہ جو اسلام میں رجعت سیرت کے بعد
مسلمانوں میں پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تھے ان کو ران کے
گھر والے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے
ایک کھجور ٹنگوا کر پہلے اس کو اپنے دہن بزرگ
میں چنایا اور پھران کے منہ میں اس کو اندر ڈال دیا
چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو ٹنگی
وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں
اتنا اختلاف اور آتا ہے۔

ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ
وَسَمَّاهُ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ جَاءَ
وَحُصَا بَيْنَ مَسِيحِ مَسِيحِينَ أَوْ
لَعَبَابِ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْحَابِهِ زِي الْمَدِينَةِ - لے صحیح بخاری باب تذکرہ

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے
لے باب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ زی المدینہ - لے صحیح بخاری باب تذکرہ

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ
پھرا، ان کے لئے وہانیمر کی اور ان کا نام زید
رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے

ثُمَّ بَايَعَهُ ۖ
 حِينَ رَأَاهُ مَقْبِلًا إِلَيْهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الزَّيْبِيُّ فَبَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْرَأَهُ بِذَلِكَ
 نَوَاحِشَتِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَمَا يَرَى حَاضِرُ عَدَّتِ مَعَهُ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 وَرَأَى أَنَّهُ مَحْصُورٌ
 أَنَّ كَوَاشِي طَرَفَ تَتَى
 ان سب سے بیعت لے لی۔
 امام نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ
 مناقب كثيرة لعبد الله بن الزبير
 رضى الله عنه منها ان النبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم مسح
 عليه وبارك عليه ودعاه و
 اقبل ثمى ودخل جوفه وريقه
 صلى الله عليه وسلم وانه اول
 من ولد في الاسلام بالمدينة
 والله اعلم
 اس حدیث میں حضرت عبد اللہ بن زبیر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت سے مناقب
 ہیں، مثلاً ان کے ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، (۲۷۰)
 کھینچے برکت طلب کی (۲۸) ان کے حق میں دعا فرمائی
 فرمائی (۲۹) پہلی چیز جو ان کے پیٹ پر پڑی
 وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ دہی
 (۳۰) یہ اسلام میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ منورہ میں
 ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔

اور مستخرج اسماعیل میں "صحیح بخاری" کی اس روایت میں فی الاما
 کے بعد یہ اضافہ بھی ہے۔

فخرج المسلمون فرحاً
 شديداً لأن اليهود كانوا
 يقولون سحرناهم
 حتى لا يولد لهم
 یہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو بڑی ہی خوشی ہوئی
 کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں
 پر جادو کر دیا ہے اب ان کے یہاں اولاد
 نہیں ہوگی۔

۱۔ باب استنباب تمییز المولود من ولادہ - ۲۔ شرح صحیح مسلم از امام نووی باب مذکور -
 ۳۔ فتح الباری ج ۲ ص ۱۴۰

حجرت کا مقام ہے مسلمانوں کو جس مبارک بچے کی ولادت پر بڑی خوشی
 ہوتی، یزید اور اس کا گورنر و لشقر اس کے قتل کرنے کے درپے ہوں،
 اور اسی کی موت میں اپنی خوشی سمجھیں۔ عطاء بن یوہان کہے کہ یزید کی گورنر و
 یزید کی گورنر کی مذمت حدیث میں واضح رہے کہ یزید کی گورنر و
 سعید اشقر وہی نابکار ہے جس کے بارے میں مستدا احمد میں حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت آئی ہے:

سمعت رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم يقول
 ليعرفن على منبري
 جبار من جبابرة بني أمية
 حتى يسيل رعاؤه قال
 فاختبرني من رأمي عمرو
 سعيد بن العاص لعنف
 على منبري رسول الله صلى
 الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 حتى مالى رعاؤه ۖ
 میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
 یہ فرماتے سنا کہ "یہ بنی امیہ کے سنگاروں
 میں سے ایک سنگار کا میرے منبر پر آئے
 نکیر کاٹ کر رہے گی کہ بچے لگ جائے گی؟
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے
 کہ میرے پاس سے اس شخص نے بیان کیا کہ میں نے
 عمرو بن سعید بن العاص کو اس حال میں
 دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے منبر پر اس کی نکیر کاٹ کر رہے
 تھے۔

کہ بلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا، غرض میں یزید کی
 ولی عہدی کی ابتدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی امانت
 ہوئی اور اس کی بادشاہی کا آغاز ان کے نواسے پر حرم الہی میں فوج کشی تھے
 اور ابھی سال جلوس ختم نہیں ہوئے پایا تھا کہ دودمان نبوی کے گل سرسبد کو
 مسل کر خاک میں ملادیا اور اپنی دانست میں خاندان نبوت کا چرلنگ لک کے
 رکھ دیا، محرم مستحکم ہجری کے یوم عاشوراء میں اہل بیت رسالت پر

ملہ الیوم والجماء - از عاتق ابن کثیر ۵ - ۸ ص ۳۱۱ - ۱۲ اور اسی طرح اصفیٰ بھی۔

بزرگی شکر کے اخصوں جو قیامت لٹی اس کے پاس میں جس نے بھی یہ کہا
سچ کہا کہ :

ضحی بنو امیہ یوم کوہلا کبر بلکہ دن بنو امیہ نے اپنے دین کو
بالدین بلکہ

قرابت رسول اللہ کا پاس لحاظ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب
تاکم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں : باب مناقب قرابة رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے
فضائل کا بیان اور پھر اس باب کے تحت حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کیا :

اس قبوا محمداً صلی اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے
علیہ وسلم فی اہل بیتہ ۔ ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کا پاس دیکھا رکھو ۔

یعنی نہ تو کسی معاملہ میں ان کو اذیت پہنچے اور نہ ان حضرات کے
ساتھ کسی قسم کا جبر اتاؤ ہونے پائے اور اسی باب میں حضرت محمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں ۔

والذی نفسی یسد قسم اس ذات عالی کی جس کے قبضہ میں میری جان
لقرباۃ رسول اللہ صلی اللہ ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل قرابت کے
علیہ وسلم أحب الی ان صدمہ بھی کرنا لیجئے اپنے اہل قرابت کی صدمہ
اصل من قرابتی ۔ کرنے سے زیادہ محبوب ہے ۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی قرابت کا اس قدر پاس و لحاظ تھا کہ جب کبھی ان کے عہد میں قسط سال ہوئی
اور دعا استسقاء کی ضرورت پڑتی ، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عم محترم
حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعا کرتے ،

لما دعا الخلفاء الامام سیوطی ، ترجمہ یزید بن عبد الملک بن مروان ۔

اور خود ان سے دعا کرتے ، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ :-

من عمر بن الخطاب رضی اللہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت

عنه کان اذا قحطوا استسقی عرض اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

بالعباس بن عبد المطلب کے توسل سے بارش کی دعا کرتے اور

نقال اللہ انکانا توسل یوں عرض کرتے کہ الہا ہم اپنے نبی صلی اللہ

الیک بنینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے تجھ سے دعا مانگا کرتے تھے

علیہ وسلم فتسقینا پھر تو ہم پر بارش برساتا تھا اور اب اپنے نبی

وانا توسل الیک ہم بنینا صلی اللہ علیہ وسلم کے چپا کے توسل سے تجھ

فاسقنا قال فیسقون مانگتے ہیں تو ہم پر مینہ برسا دے ، راوی کا

بیان ہے کہ ہر لوگوں پر مینہ برسنے لگتا تھا ۔

حدیث میں قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے اس کے

بارے میں شارحین صحیح بخاری لکھتے ہیں :

مراد از قرابت پیغمبر خدا کہ منسوب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت سے

است بعبد المطلب و من است مراد وہ مومن حضرات ہیں کہ جن کا منسوب

چنانکہ علی مرتضیٰ و ابنائے او خواجہ عبد المطلب سے منسوب ہے جیسے حضرت علی رضی

رضی اللہ عنہم ۔ اور ان کے صاحبزادگان رضی اللہ عنہن ۔

شیخ نور الحق محدث دہلوی نے " تیسیر القاری " میں جو کچھ لکھا ہے وہی

علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

" من ینسب لعبد المطلب مؤثنا کعلی و بنیہ " اور شارحین نے

جو کچھ لکھا ہے وہی مطلب امام بخاری کا ہے ، اسی لئے امام بخاری نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اثر کو باب مناقب الحسن والحسین

میں پھر دوبارہ روایت کیا ہے ، حافظ ابن حجر عسقلانی نے " فتح الباری " میں

باب سوال اس الامام الاستسقاء اذا قحطوا ۔ حدیث تیسرے قسط کی ج ۳ ص ۴۵ طبع علی المکتب

مکتبہ ۔

اگت ابو بکر صدیق نگہدار پرید
عزت و شرف محمد راصلی اللہ
علیہ وسلم در نگہدار شرف
حرمت و تعظیم و حق اہل بیت
آنحضرت علیہ السلام

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اہل بیت کے حق میں ان کی حرمت و تعظیم کو
مقرر کرنا اور انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر دشمنی کو ملحد و کفر ہے۔

پھر یزیدی لشکر نے کربلا کے میدان میں جو تان اہل بیت پر جو ظلم و ستم
ڈھایا اس کے بارے میں شیخ نور الحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری" شرح
صحیح بخاری میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ:
در شرح این قضیہ جانگزا جگر
آب شدہ و قلم از دست افتاد۔۔۔
از حوصلہ طبع مسلمانی بیرون است
کہ اشارتے ہاں تو اُن نمودی

اس قضیہ جانگزا جگر کو بیان کرنے میں جگر
ہانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا۔
کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ
اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔

یزیدی کی شقاوت اور علامہ عبد اللہ بن محمد بن عیسیٰ شافعی
"کتاب الامتخاب بحب الاشراف" میں فرماتے ہیں۔

لا ریب ان اللہ سبحانہ قضی علی
یزید بالشقاۃ فقد تعرض
لذل البيت الشریف بالاذی خازل
جندہ فقتل المحسن وقتلہ و سبی
حرمہ و اولادہ و ہمد اکرمہ
اہل الارض جنبہ علی اللہ
سبحانہ

لا ریب حق تعالیٰ سبحانہ نے یزید پر شقاوت
سنگی کر اس نے آل بیت شریف (رضوی)
کے بستے پر کر باندھی تلی حسین کے پیر منی
سپاہ کو بھی ان شہید کیا ان کی حرم اور ان کی
اولاد کو اسیر بنایا عالاکر حضرت اسوقت
اللہ تعالیٰ سبحانہ کے نزدیک روئے زمین پر
تمام اپنے والوں سے زیادہ عزیز تھے۔

لہ تیسیر القاری ج ۳ ص ۳۶۳ - ج ۳ ص ۳۶۳ - ج ۳ ص ۳۶۳

تہ من ۱۸ طبع مصطفیٰ بابی علی مصر ۱۳۸۵ھ

ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کے ساتھ

حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت فرمانا اہم بخاری نے "الجامع الصحیح"
میں ایک باب باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں "باب من استمرعی رعیۃ فلم
ینصح" یعنی جس کو رعیت کا مال بنایا جائے اور پھر وہ رعیت کی خیر خواہی
نہ کرے" اور پھر اس باب میں یہ دو حدیثیں بیان کی ہیں:

(۱) عن الحسن ان عبید اللہ
بن زیاد عاد معقل بن یسار
فی صرضہ الذی مات فیہ
فقال لہ معقل انی محدثک
حدیثاً سمعته من
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما مر عبد یترعیہ
اللہ رعیۃ فلم یحطھا
بنصیحة لم یجد
رائحة الجنة۔

(۱) حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ عبید اللہ
بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے
مرض الموت میں ان کی عیادت کیلئے آیا پھر حضرت
معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں
تجھ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں میں کو میں نے
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ جس کو حق تعالیٰ کسی رعیت کی
نگرانی سپرد فرمائے اور پھر وہ پوری شان کی
خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہ لے سکے۔

(۲) عن الحسن ان یسار
معقل بن یسار نعوذہ فدخل
عبید اللہ بن زیاد فقال لہ
معقل أحد ثلث حدیثا
سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما

(۲) یزید حضرت حسن بصری کا بیان ہے کہ حضرت معقل
بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کیلئے
ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اتنے میں
عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا، حضرت معقل رضی اللہ
عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھ کو ایک حدیث سناتا
ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ یزید کے عہد حکومت کا واقعہ ہے۔

من وال یلی رعیۃ من
المسلمین فی موت و هو
غاش الاحمرم اللہ
علیہ الجنة۔

صحیح مسلم "میں حضرت مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں
استاناف اور ہے :-

لو علمت ان لی حیاة
ما حدتک بہ۔

اور دوسری روایت میں ہے :

لو لانی فی الموت لما حدتک
بہ۔

یہ حدیث "صحیح مسلم" میں "کتاب الایمان" میں بھی ہے اور کتاب الامارہ میں
میں، صحیح مسلم کے ایک طریق میں اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اس
حدیث کو سن کر ابن زیاد حضرت مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا۔

اذا كنت حد فتقني هذا قبل اليوم،
قال ما حدتک اذ لم اکن
لاحدتک۔

ما فظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں حدیث بیان ذکر کرنے کی وجہ یہ
بیان کی ہے :-

كان يخشى بطشه فلما
نزل به الموت امره ان
يذكر ابن زياد بن جابر في حديثه

ان يكف بذالك بعض شرو
عن المسلمين۔

ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مفضل کے ساتھ بدتمیزی | یہ حضرت مفضل بن زیاد رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں یاد رہے کہ ان سے پہلے بھی اسی قبیلے کے
ایک دوسرے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا ہے جس کی تفصیل امام الطبرانی کی المعجم الکبیر میں
ایک دوسری سند سے بایں الفاظ مروی ہے۔

عن الحسن قال لما قدم
علينا عبيد الله بن زياد
اميرا امره علينا معاوية
غلاما سفيها يسفك
الدماء سفكا شديدا
وفينا عبد الله بن مفضل
المزني فدخل عليه ذات
يوم فقال له انت عمما
اراك تصنع فقال له وما
انت وذاك فقال ثم خرج
الى المسجد فقلنا له ما
كنت تصنع بكلام هذا الغيبة
على رؤس الناس؟ فقال
انه كان عندى علماء فاجبت
ان لا اموت حتى اقول يا

حضرت حسن بصری کا بیان ہے کہ جب ہمارے پاس
عبداللہ بن زیاد امیر بن کر آیا، اس کو معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم پر وال بنا کر بھیجا تھا
یہ ایک بے وقوف چھوٹا جڑ بھاری بے درجہ
لوگوں کا خون بہایا کرتا تھا اس زمانے میں
حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہم میں ترقہ تھے، وہ ایک روز اس کے پاس
تشریف لے گئے اور اس سے فرماتے لگے کہ
"جو کچھ میں تمہیں کرتے دیکھ رہا ہوں اس سے
بتر آ جاؤ" اس نے اس نصیحت پر حشر نہ کرنا
یہ جواب دیا کہ تم اس سے منع کرنے والے کون
ہوتے ہو؟ پھر حضرت ممدوح مسجد میں تشریف
لئے تو ہم نے ان سے عرض کیا آپ برسر عام
اس بے وقوف کے منہ لگ کر کیا کریں گے؟
فرمایا میرے پاس علم عقاسو مجھے پسند آیا کہ

على رؤس الناس، ثم
قال مر فإلما ان مرضي
الذي توفي فيه فأتاه
عبيد الله بن زياد
يعوده فذكر نحوه
حدیث الباب ۱۱۱۱

ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بدتمیزی [۱۲] اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ صحیح مسلم میں یہ ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ابن زیاد کو نہایت غم کی حالت میں دیکھا تو اس پر نہایت غم سے بولے اس کے کہ ان کی نصیحت کا کچھ اثر لیتا تھا ان کا مذاق الذا مذاق کے بارے میں واقعہ صحیح مسلم میں عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، عبيد الله بن زياد کے پاس آکر فرمایا بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منہ پر فوٹے تھے، حکمرانوں میں سب سے بڑا وہ ہے جو لوگوں کو میں مارے۔ تو تم اپنے آپ کو ان میں شامل کرنے سے بچتے رہو، یہ سن کر وہ کہنے لگے (بڑے بیان) بیٹھ جاؤ، تم تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کی جھڑپ ہو، یہ جواب سن کر حضرت عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا صحابہ میں بھی جھڑپ تھی؟ مجھ تو جو میں آنے والا تھا اور ان میں کہ جو صحابی نہیں ہیں۔

ابن زیاد کا حضرت ابوہریرہ کا مذاق اڑانا (۳) اور اسی لمحہ کا ایک اور واقعہ سننے ابو داؤد میں یہ منقول ہے :

حدیث مسلم بن ابی ہریرہ
عبد السلام بن ابی حازم
ابو ہریرہ قال بشہدت ابی ہریرہ
دخل علی عبيد الله بن زياد
فحدثني فلان سماء مسلم -
وكان في الساج - قال فلما
راه عبيد الله قال انت
محمد بنم هذا الدجاج
فنهها الشيخ فقال
ما كنت احب اني
أبقى في قوم يعيروني
بصحبة محمد صلى الله
عليه وسلم فقال له
عبيد الله ان صحبة
محمد صلى الله عليه وسلم
لث زينة غير شين - ثم
قال انما بعثت اليك
لاستملك عن الحومن
سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يذكو فيه

شیخاً قال ابو برة
نعم لا مرة ولا ثنتين
ولا ثلاثاً ولا أربعاً
ولا خمسة فمن كذب
به فلا سقاء الله منه
شعر خرج مغضباً
کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، حضرت ابو برة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں ایک دفعہ
نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں،
چار دفعہ نہیں، پانچ دفعہ نہیں، جو شخص کا انکار کرے
اللہ تعالیٰ اس کو عرض سے کچھ نہ ملائے۔ اس کے بعد
آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے چلے گئے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بڑی محنت سے فرماتے ہیں کہ :
عبد اللہ بن زیاد قساق میں سے تھا، اس لیے اس نے بطور تمیز آپ کو "دجلہ" یعنی ٹھکانا
مونا کہا تھا مگر آپ اپنے بارے میں تو اس کے اس طنز پر اتفاقات نہ فرمایا البتہ اس نے نہ بخوبی
کہہ کر جو آپ کا مذاق اڑایا اس پر آپ کو غصہ آیا کہ اگر اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت
عالی کی امانت بھگتی ہے۔

یہ تھا ابن زیاد کا طرز عمل سوا کچھ کے ساتھ اور حضرت یحییٰ بن عمرؒ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر اس نے جو ظلم و ستم ڈھایا وہ معلوم خاص و عام ہے۔

ابن زیاد بد نہاد تھا | ان سب باتوں کے ساتھ ابن زیاد کی ایک خصوصیت
یہ بھی تھی کہ اس کا باپ زیاد بن عقیل ثابت النیب نہیں تھا، بلکہ ولد الزنا تھا جس
کے یہاں پیدا ہوا اس کی بجائے دوست کو اپنا باپ جاتا تھا۔ بہت سے صحابہؓ
تابعین نے اس کے اس فعل پر نکیر بھی کیا۔ ان میں خود بنو ہاشم کے ہاں شمر بن بھائی
حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
صحابی بھی ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو شان نے یہی روایت ہے

لعماد اذی زیاد لقیث
ابا بصرة فقلت له
ما هذا الذي صنعت
انف سمعت سعد بن
جب زیاد کے ہارے میں دعویٰ کیا گیا (کہ وہ
ابو سہیلان کی اولاد ہے) تو میں (اس کے
ہاں جاتے بھائی) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے آکر ملا اور ان سے کہا کہ تم لوگوں نے

ابی وقاص یقول سمع
اذنای من رسول الله
صلی الله تعالیٰ وسلم وهو یقول
من ادعی ابائی الاسلام
غیر ابیہ یعلم انه غیر
ابیہ فالجنته علیہ
حرامہ۔ فقال أبو بکرہ
وانا سمعته من
رسول الله صلی الله تعالیٰ
علیہ وسلم
یہ کیا کیا (مطلب ان کے عقائد ان والوں سے تھا)
میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے سنا ہے وہ فرمایا: "تجھے کہ میرے دونوں
کانوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام میں جو شخص اپنے
باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بنائے حالانکہ اسے
معلوم ہے کہ اس کا باپ یہ نہیں ہے تو جنت
اس پر حرام ہے۔ یہ سنی کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ
عنہ فرماتے: "اے خود میں نے بھی آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

اس سے یزید کی مردم شناسی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ظالم اپنے مظالم کا
نفاذ کرنے کے لئے کیسے کیسے بد سرشت لوگوں کا انتخاب کیا کرتا تھا، یزید کو تجربہ
ہو چکا تھا کہ اس کا خاص پچازاد بھائی و اسید بن عتبہ بن ابی سفیان، مروان کے
ترغیب دلانے کے باوجود قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آمادہ رہا ہوسکا اس لیے
اس نے اس کام کو سر انجام دینے کے لیے اس شقی ازل ابن زیاد بد نہاد کا انتخاب
کیا اور آخر اس نے ایسا کر کے بتا ہی دیا۔ علامہ بدر الدین عینی نے ابن زیاد کی ان ہی
حرکات ناشائستہ کے سبب مدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کو لعین کہا ہے
یزید کی مدینہ منورہ یرنوج کشی | پھر یزید نے سلسلہ ہجری میں حرم نبویؐ پر فوج بھیج کر
مدینہ پاک کی حرمت کو جس طرح خاک میں ملایا اور اہل مدینہ پر جو ستم ڈھایا، وہ
تاریخ اسلام کا ایک الگ نوحہ چکانا باب ہے، جس میں مدینہ طیبہ کے گلی کوچے
صحابہ کرام اور تابعین عظام کے خون سے رنگین نظر آتے ہیں۔

ملہ ج ۱ ص ۵۵، کتاب الایمان باب بیان حال من رغب من ابیہ و جدہ یعلم
کہ ملاحظہ ہو ج ۱ ص ۵۶ طبع استنبول۔

شیخ الحدیث محدث و ملوئی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں :

و واقعہ حرہ از اشنع شائع است اور حرہ کا واقعہ یزید کے زمانے کے بہت
کہ در زمان یزید واقع شدہ ۔ ہی بڑے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے
و قد ذکرناہ فی " تاریخ المدینہ " جس کو ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیا ہے
بیردنی مدینہ منورہ مشرقی جانب جو سنگستانی علاقہ ہے، جہاں بڑے
بڑے سیاہ پتھر ہیں وہ مقام حرہ کہلاتا ہے، اس کو حرہ و اقم بھی کہا جاتا ہے۔
واقم ایک شخص کا نام تھا جو زمانہ قدیم میں یہاں آکر رہ پڑا تھا، اسی مقام پر انصار مدینہ
اور یزیدی لشکر کے مابین جنگ ہوئی تھی جو جنگ حرہ کہلاتی ہے۔

واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی
میں صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے کہ :

أنشرف النبي صلى الله عليه وسلم إلى المدينة
عليه وسلم على أطعم
من أطعم المدينة فقال
هل ترون ما أرى ؟
إني لأرى مواقع الفتن
خلال بيوتكم كمواقع
القطر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فتنوں کے نزول کو بارش کے
نزول سے تشبیہ دی جس سے مراد فتنوں کا کثرت عام ہونا ہے یہ پیشین گوئی
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے جو کہ حرف بحرف پوری ہو کر رہی، چنانچہ حافظ
ابن حجر مقلانی لکھتے ہیں :-

ج ۱ - ص ۲۰۶ طبع نول کشور کھٹو ۱۹۸۳ء باب أطعام المدينة

وقد ظهر مصداق
ذلك من قتل عثمان
وهل لغيره جزا ولا سيما
يوم الحرة
چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ظاہر ہوا
اور پھر سلسلہ چلتا ہی رہا اور بالخصوص حرہ کا
واقعہ تو اس کا صریح مصداق ہے۔

اس حدیث میں جوہ رویت کا ذکر ہے اس سے رویت علی بھی مراد ہو سکتی ہے
یعنی آپ کے علم میں ان فتنوں کا وقوع لایا گیا تھا اور رویت یعنی بھی کر یہ تمام اسفٹے
عالم مثال میں آپ کو دکھلا دیے گئے ہوں۔ " فتنہ حرہ " سے کیسی تباہی مچی، اس کے
بارے میں حضرت سعید بن المسیب کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری میں منقول ہے۔

وقعت الفتنۃ الأولى یعنی پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی عثمان رضی اللہ تعالیٰ
مقتل عثمان فلدر تبقي عنہ کی شہادت، تو اس نے بدری صحابہ میں سے
من أصحاب بدر أحدًا کسی کو باقی نہ رکھا (سب آفر ختم ہو گئے)
ثم وقعت الفتنۃ پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرہ جب واقع ہوئی
الثانیۃ یعنی الحرۃ فلم تبقي تو اس نے اصحاب بیعت الرضوان میں سے کسی
من أصحاب المدينية أحدًا کو باقی نہ چھوڑا۔

حرہ کے مظالم کی تفصیل اور امام دارمی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں :

أخبرنا مروان بن محمد عن
سعید بن عبد العزیز قال لما
كان أيام الحرۃ لم یؤذن فی
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
شلا ثا ولم یقم ولم یبع سعید
بن المسیب من المسجد وكان لا
یعرف وقت الصلوة الا بصوت
یسبحون من قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سعید بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ " جنگ حرہ میں
تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت
الدینہ حضرت سعید بن المسیب نے مسجد نبوی کو نہیں
چھوڑا، (وہ وہیں چھپے رہے) اور وہ بھی نماز
کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہچانتے
تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
قبر مبارک سے وہ سننا کرتے تھے۔

فتح الباری باب مذکور ۵۴۳ - ۲۵۳
تواریخ علیہ وسلم بندہ مروت۔

جنگ حرہ کا سبب یہ تھا کہ جب انصار مدینہ نے یزید کی سے خواری و بدرکداری کے سبب اس کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کے لئے حلال کر دینا۔ ان دنوں فوج کے لئے کھلی چھٹی ہے جو چاہیں وہاں کرتے پھریں اس مدت میں کسی کی جان و مال کو امان نہیں چنانچہ جیسا کہ امام طبری نے بسند نقل کیا ہے۔

فقتل جماعۃ صبرا منهم
معتل بن سنان و محمد بن ابی
الجہم بن حذیفہ و یزید بن
عبد اللہ بن زعمہ و بالیع الباقین
علی انہم خول لیزید
اس مسلم نے ایک جماعت کو زندہ گرفتار کر کے قتل کر دیا جس میں حضرت معتل بن سنان، محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ اور یزید بن عبد اللہ بن زعمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی تھے اور باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں

اور حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ بسند صحیح جویریہ بن اسامہ سے نقل ہیں :
وقتل من قتل و بايع
مسلم الناس علی انہم خول
لیزید یحکم فی دمائہم و
اموالہم و اہلہم بما شاء
اور جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل کر دیئے گئے تو مسلم نے لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں، ان کی جان و مال، بیوی بچوں کے بارے میں یزید جو چاہے حکم کرے

اور امام طبرانی نے اپنی مجمل میں بطریق محمد بن سعید بن رمانہ اس بیعت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں :

فلما کان من خلا فہم
علیہ ما کان فوجہ
فنا باحہا مثلاً
شعہ دعاہم الی
بیعة یزید و انہم
پھر پہلے مدینہ سے یزید کی جو فوج تھی تلا ہوتی تھی ظاہر ہوتی تو یزید نے مسلم کو ان کی طرف بھیجا اس نے ان کو تین دن تک مدینہ کو حلال کر دیا (کہ فوج کے لئے اہل مدینہ پر ہر قسم کے ظلم و ستم کیا جاسکتا تھا) پھر لوگوں کو یزید کی بیعت کے لئے اس شرط پر دعوت دی کہ وہ یزید کے زیرِ

اعبدلہ قوت فی طاعة
اللہ و معصیتہ
ہیں اور اللہ کی اطاعت ہو یا معصیت دونوں صورتوں میں اس کا حکم بجالانا ضروری ہے۔
اور امام طبرانی ہی نے حضرت عروہ بن زبیر سے یہ روایت کیا ہے کہ :

فوجد یزید مسلم بن عقبہ
فی جیش اہل الشام و امرہ
ان یبدؤ بقتال اہل المدینہ
شہ یسین الی ابن الزبیر
بمکہ . قال فدخل مسلم بن
عقبۃ المدینۃ و بہا بقایا من
الصحابۃ فاسروا فی القتل شہ
سار الی مکۃ فمات فی بعض
الطریق
پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑنے کے لئے مکہ معظمہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو عقیقہ المدینہ و بہا بقایا من الصحابة فاسروا فی القتل شہ سار الی مکہ فمات فی بعض الطرق کیا، اور پھر مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا مگر راہ ہی میں اس کو پیکر اہل نے آلیا۔

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے "سہرہ" یا "مجرم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں "حرہ و اقم" کے تحت لکھا ہے کہ فتنہ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں "موالی میں سے سارے تین ہزار، انصار میں سے چورہ سو اور بعض سترہ سو جاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہ تیغ کر دیئے گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹے، اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا۔"

اور مخدرات عصمت کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔
حرم کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری | پھر یزید کی ہدایت کے بموجب اس لشکر نے مکہ مکرمہ

کارخ کیا اور وہاں جا کر حرم الہی کا محاصرہ کر لیا، مجرم غیث تو راستہ ہی میں مر گیا تھا اور اس کی وصیت کے مطابق حصین بن نمیر سے کوئی نے شکریہ کیا نہ کمالی تم چنانچہ اسی کی زیر کمان مجتبیٰ سے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی، مجرم نے ذی الحجہ ۱۳ھ میں مدینہ میں داخل ہو کر اس کو تباہ و تاراج کیا تھا۔ حصین بن نمیر نے سفرِ شہداء میں کعبہ شریف پر گولہ باری کی جس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی اور حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنبہ کے دو دونوں سینگ بھی جل کر خاکستر ہو گئے جو اب تک خانہ کعبہ میں محفوظ چلے آ رہے تھے یہی سب کے سینگ تھے جو آپ کی قربانی کے منہ میں جنت سے لایا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یزید کو مزید جلت نہ ملی اور وہ بھی اسی واقعہ کے کچھ دن بعد اسی سال ۵۰ھ ربیع الاول کو مر گیا۔

یزید کا انجمن بد | امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں باب باندہ حلب جس کے الفاظ ہیں: "باب اشعر من کاد اهل المدينة" یعنی جو شخص اہل مدینہ پر داؤ لگائے اس کے گناہ کا بیان۔ اور پھر اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا یکید اهل المدينة أحد إلا جو شخص بھی اہل مدینہ پر داؤ چلائے گا وہ اسی طرح انماغ کا اینٹاغ الملح فی الماء گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص والی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ الفاظ آتے ہیں:

من أراد اهل المدينة بسوء جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا اذابہ اللہ کما یدوب الملح ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح گھلا کر فی الماء گھلا دے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

یہ یعقوب بن سفیان نسوی نے واقعہ حرہ کی تاریخ ذی قعدہ ۱۳ھ بیان کی ہے (فتح الباری) یہ تاریخ الکفایہ از امام سیوطی، مذکورہ یزید بن معاویہ۔

حدث قاضی عیاض اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

کما القنی شان من حاربها جس طرح کہ ان لوگوں کی شان (وشوکت) ختم ہوگی

آیتا مر بنی امتیہ مثل مسلم روٹی جنہوں نے بنو امیہ کے عہدِ حکومت میں اہل بیت سے جنگ کی تھی جیسے سلم بن عقبہ کہ وہ اسی جنگ سے منصرفہ عنہا شمر هلك

بن عقبہ فانت هلك فی سے جنگ کی تھی جیسے سلم بن عقبہ کہ وہ اسی جنگ سے

منصرفہ عنہا شمر هلك پلٹے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اسی ہم پر اس کو

یزید بن معاویہ مرسلہ بھینسے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچے موت

علی اثر ذلك کے منہ میں چلا گیا۔

اور امام نسائی نے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے

من أخاف اهل المدينة جو ظالم اہل مدینہ کو خوف میں مبتلا کرے گا، اللہ تعالیٰ ظالماً لہم أخافہ اللہ و اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کانت علیہ لعنة اللہ کی لعنت ہوگی۔

صحیح ابن حبان میں بھی بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مضمون کی روایت آئی ہے:

خود فیصلہ کیجئے | ہم نے یزید پیدا اور اس کے عمال بد اعمال کے اعمال بد کے سلسلہ میں صحیح بخاری کی احادیث میں جو کچھ آیا ہے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اب ان احادیث کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کیجئے کہ اس کے جتنی ہونے کی شہادت دینا ضروری ہے یا اس کے اعمال بد پر فخر کرنا، واقعی اگر وہ غزوہ قسطنطنیہ میں شہید ہو جاتا تو یہ اس کی بڑی سعادت ہوتی، لیکن اس کی قسمت میں تو یہ شقاوت لکھی تھی کہ وہ اپنی زندگی کے دن اس وقت تک پورے نہ کرے جب تک کہ اس کے ہاتھوں میں حرمین زاد ہوا اللہ شرفاً و تعظیماً کی حرمت پامال نہ ہو، محابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین اور ان کا قتل عام نہ ہو اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلسلہ شرح صحیح مسلم از امام نووی، ج ۱، ص ۲۲۱

کے خون سے اس کے ہاتھ رنگیں نہ ہوں۔ سو چپے اور خوب سو چپے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا سختی ٹھہرے گا یا جنت کا حقدار؟
 امام سیوطی اور علامہ تفتازانی | اسی لیے امام جلال الدین سیوطی جیسے محتاط بزرگ
 کا یہ زید پر لعنت کرنا | کے قلم سے تاریخ الخلفاء میں حضرت حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں :

لَعَنَ اللَّهُ قَاتِلَهُ وَابْنَ زَيْدٍ | اللہ تعالیٰ قاتل حسین پر لعنت کرے اور
 معہ ویزید ایضاً | اسی کے ساتھ ابن زیاد اور زید پر بھی۔

اور عالم ربانی علامہ محمد الدین تفتازانی "شرح عقائد نسفیہ" میں لکھتے ہیں
 والحق ان زید بقتل | اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الحین واستبشاره بذلك | کے قتل پر زید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا
 واهانتہ اهل بیت النبى | اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا، ان تمام امور کی
 عليه السلام مما تواتر | تفصیلات کو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے
 معناه وان كان تفاصليها | لحاظ سے متواتر ہیں، اس لیے ہمیں تو اس کے بارے
 احاد افتخروا لتوقف وشانه | میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد
 بل في ايمانه لعنة الله عليه | نہیں، اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور اس سلسلے
 وعلى انصاره واعوانه | میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔

نامیبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء | اصل بات یہ ہے کہ جس طرح رافضی اپنے
 حساب عذاب سے بری ہیں۔ | انہ کو معصوم سمجھتے ہیں اسی طرح یہ نامیبی بھی
 اپنے خلفاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ روز قیامت حساب و کتاب
 سے بری ہیں اور ان پر کوئی عذاب نہیں ہوگا، چنانچہ مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین
 ذہبی نے "دول الاسلام" میں اموی خلیفہ زید بن عبد الملک بن مروان کے

تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب ستولی خلافت ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ عمر بن العزیز
 کی سیرت پر چلنا چاہئے اس پر چالیس شیوخ مملکت نے اس کے سامنے آکر یہ شہادت
 دی کہ :

ان الخلفاء لا حساب عليهم | خلفاء کا نہ حساب ہوگا نہ ان پر عذاب ہوگا
 ولا عذاب |

حافظ ذہبی کا بیان ہے :

وطائفة من الجہال الثامین | شام کے جاہلوں کی ایک جماعت کا یہی
 يعتقدون ذلك | اعتقاد ہے۔

یزید بن عبد الملک کے بڑے بھائی ولید بن عبد الملک کا بھی یہی عقیدہ
 تھا۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابراہیم بن ابی زرعہ سے روایت کیا ہے
 کہ ولید نے ان سے دریافت کیا :

أي حساب الخليفة؟ | کیا خلیفہ سے بھی قیامت کے دن حساب لیا جائیگا
 ابراہیم نے جواب دیا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ زیادہ مکرم
 ہیں یا حضرت داؤد (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت
 و خلافت دونوں عطا فرمانے کے بعد یہ امید سنائی ہے کہ :

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً | اے داؤد ہم نے تجھ کو ملک میں خلیفہ کیا ہو
 فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ | تو لوگوں میں انصاف سے حکومت کرا اور اپنے ہی
 النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى | کی خواہش پر رد چل کر وہ تجھ کو اللہ کی راہ سے
 فَيُفْسِدَنَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ اِنَّ | ہٹا دے، جو لوگ اللہ کی راہ سے ہٹ جاتے
 الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ | ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس بنا پر
 لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ كَمَا | کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا۔
 نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ |

اور خود نیز یہ بھی جیسا کہ حافظ ابن کثیر کی تصریح سابق میں گزری چونکہ مر جوبہ کا عقیدہ رکھتا تھا اس لئے اس کا بھی یہی عقیدہ ہوگا

موجودہ نامی جو روافض کی تقلید میں اپنے منہ پر تقیہ کا نقاب ڈال کر الہست بنے ہوئے ہیں اور مساجد میں ان کی امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں چونکہ اپنے بزرگوں کے اس عقیدہ کا برملا اظہار نہیں کر سکتے اس لیے وہ طرح طرح کی البدع فریبیوں کے ذریعہ اپنے زعم و امام برحق اور خلیفہ راشد سیدنا یزید کے جنتی ہونے کی خود بھی شہادت دیتے اور دوسروں سے بھی شہادت دلوانا چاہتے ہیں لیکن کوئی سنی جس کو حق تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی ہے ان کے فریب میں پھر جس طرح حضرات مشرہ و مشرہ اور سادات فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنتی مانتا ہے یزید کو کیسے جنتی کہہ سکتے ہیں پوچھئے تو اس بارے میں ناموسی رافضیوں سے بھی زیادہ کہوئے ٹھیکے کیونکہ یہ تو یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخیاء امت ہیں، اہل سنت کے نزدیک نہ رافضیوں کا نلو اپنے ائمہ کے بارے میں صحیح ہے اور نہ ناخوشیوں کا۔ دونوں سراط مستقیمت ہٹ گئے ہیں، نہ امرائے عشر معصوم ہیں نہ یزید کا شمار بھلے آدمیوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

دوسرا شبہ جو مستغنی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے اگر یزید کا فریاد فاسق و فاجر اور شرابی اور زانی اور دشمن بن ہونا تو یہ حضرات اس کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے اور اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہ پر کفر و فسق نوازی اور فحش و بددیانتی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت کی گئی، وہ کافر تھا اور نہ اس کے فسق کی اتنی شہرت تھی کہ سب کو اس کا حال معلوم ہوتا۔ پھر ایک جماعت صحابہ کا مذہب یہ تھا کہ سلطان اگر عدل کرے تو رعیت کو اس کا شکر گزارنا چاہیے اور ظلم کرے تو رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ اقتدار سے ٹکر لینا آسان کام نہیں اس میں سخت خونریزی ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کی منتقلی میں کامیابی نہ ہو اور یزید ظلم و تشدد و بڑبڑ جائے چنانچہ شمس اللامہ سرخس نے "شرع سیر کبیر" میں فرماتے ہیں :

وعدن جماعة من العصابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے عنہم قالوا: اذا عدل السلطان منقول ہے کہ انہوں نے قسم دینا یا جب سلطان فعلی الرعیۃ الشکر واللسلطان الاجر عدل کرے تو رعایا کو شکر کرنا چاہیے اور سلطان واد الجار ففعلی الرعیۃ الصبر کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ ظلم کرے تو رعایا وعلی السلطان الوزر صبر کرے اور سلطان پر اس کا گناہ ہوگا۔

صحابہ یزید کے درباری نہ تھے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یزید کے درباری تو تھے نہیں، اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت و خلوت میں رہنے کا موقع ملا تھا جو یزید کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے۔ چنانچہ علامہ شمس اللامہ سرخس نے ہی "شرع سیر کبیر" میں یہ بھی لکھا ہے کہ

وقد روی انه لما ولی یزید بن معاویۃ قال ابن عسرات یکن خیرا شکرنا وان یکن بلائاً صبرنا۔ فقرا قوله تعالیٰ : فان تسولکوا فائسأ علیہم حسا حیل وعلیکم ما حیل لکم منہ (القرآن آیت ۸۴ س ۲۴)

اور یہ بھی مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اگر یہ بھلا ہوا تو ہم شکر کریں گے، اور اگر بلا ہوا تو ہم صبر سے کام لیں گے۔ پھر آپ نے یہ ارشاد باری نقل فرمایا (پھر اگر تم نے منہ پھیرا تو اس کے ذمے ہے جو بوجھ اس پر رکھا گیا ہے اور تم پر رکھا گیا)

إِنَّكَ إِمَامٌ عَامِلٌ مَحْصُورٌ تَحْتَهُ أُنْكَارُ خِدْمَتِهِ فِي جَاكِرِ عَرْضِ كَيْفَ آتَى
وَمَنْزِلُ بَيْتِكَ مَاتَرِي خَلْفَ السُّلَيْمِ كَيْفَ إِمَامٌ هُوَ وَأَسَاسُ وَقْتِ آتِي
وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامٌ فَتَنَةٌ سَاقَتْهُ جَوَاحِرُ مَوَدِّعَةٍ بِأَيْدِي كَيْفَ تَجَارِبُ هِيَ
وَنَتَحَدِّثُ فَعَالِ الْعَصَلِ ابْ فَتَنَةُ رِزْوَانِ كَامِ إِمَامِ هَارِي أَمَلَتْ كَرَامَةً
أَحْسَنَ مَا يَعْبُدُ النَّاسُ جَسْمٌ دَلَّ تَلْكَ هِيَ، آتَيْتُ ارشَادَ فَرْمَايَا :
فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ « نَمَازَانِ تَمَامِ أَعْمَالٍ فِي سَبْعِ سَاعَاتٍ عِلَّ بَعْدُ
فَاحْسَنَ مَعَهُمْ وَإِذَا جَوَ لُوكِ انْجَامِ دِيَتِهِ هِيَ لِهَذَا جِبِ لُوكِ نِيَكِي كَا كَامِ كَرِي
أَسَافًا فَاجْتَنِبْ إِسَادَ تَهْلُكَةٍ تَمَّ بَحْثُ أَنْ كَيْفَ تَهْلُكَةُ كَيْفَ شَرِكٌ هُوَ جَاوَاهِرُ
بُرْهَانِي كَيْفَ مَرْكَبٌ هُوَ تَوَانِي كَيْفَ بَرَاهِنِي سَبْعَةَ رَهْوِ
كَيْفَ زَيْدٌ كَيْفَ ظَلَمٌ وَتَمَّ مَعَهُ كَيْفَ ابْ دِيَكْنِي كَيْفَ بَاتِ سَبْعَةَ كَيْفَ حَادِثَةٌ كَرَامًا « وَاقْعُدْ
كُوْنِي صَحَابِي شَرِيكٌ هُوَ سَبْعَةُ « اِنْ تِيْنُ مَعْرُكَةٍ بَابُ ظَلَمٌ وَتَمَّ
مِنْ كُوْنِي صَحَابِي يَا كُوْنِي فَتَابِلِ ذِكْرَتَا جِبِ شَرِيكٌ هُوَ سَبْعَةُ ؟ يَا اسَاسُ كَيْفَ نَبِيٍّ مَعَهُ
كَيْفَ بَحْلُ مَاسٍ نَعْمَ شَرِكٌ كَيْفَ هُوَ ؟ جَوَ زَيْدٌ كَيْفَ نَسْتِ نَوَازِي اَوْ رَجُورٌ وَبَدِئِي كَيْفَ سَرِي
كَانَ اِنْ اِلْزَامٌ عَانِدٌ كَيْفَ جَانِي، يَاقِي رَهْ حَضْرَتِ ابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَايَ : فَرَمَانَا كَر
اِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ هَمَّ نَعْمَ اسَاسُ شَخْصٍ سَبْعَةَ اللّٰهُ اَوْ اسَاسُ كَيْفَ رَسُوْلُ كَيْفَ
عَلَى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ عَمْدٌ فِي بَيْعَتِ كَيْفَ هُوَ

تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے مطابق ہم نے اس سے بیعت کی ہے، لہذا ہم کسی امیر کی اطاعت میں مجاہدہ شریعت سے باہر نہیں ہوں گے۔ اس میں

سنہ رواد البخاری - مشکوٰۃ باب تعین الصلوۃ - فصل ثالث ص ۶۲

میں چنانچہ علامہ احمد قسطلانی نے «ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری» میں اس کے یہی معنی لکھے ہیں
فَرَمَانِي (عَلَى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ) اَعْلَى مَشْرُطًا اَمْرًا هُوَ مِنْ بَيْعَةِ الْاِمَامِ - يَعْنِيْ جِبِ
مَشْرُطُ كَيْفَ سَاقَاتُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ اسَاسُ كَيْفَ رَسُوْلُ نَعْمَ خَلِيْفَةُ كَيْفَ بَيْعَتِ كَا مَكْمُ دِيَتِهِ، اس کے مطابق .

زید کے تقویٰ اور طہارت کا بیان نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں تو ابھی ان کی تصریح
گمزدہ چکی ہے کہ :

اِنْ يَكُنْ خَيْرًا لِّشُرْكَا دِيَانِ يَكُنْ بِلَا اَنْكَرُ وَّ يَهْلَا هُوَ اَوْ تَوَكَّلْ كَرِيْ كَرِيْ كَرِيْ كَرِيْ كَرِيْ كَرِيْ
صبرنا۔

یہ بھی خیال رہے کہ کتاب و سنت پر بیعت کرنے کی پیشکش تو بعض حضرات نے
جنگ حرہ کے موقع پر بھی کی تھی، پھر زیدی لشکر کے سپہ سالار مجرم بن عقبہ نے اس
پیشکش کی جس طرح پذیرائی کی اس کی تفصیل حافظ ابن حزم کے الفاظ میں آپ
پڑھ چکے ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ حضرات جب بھی موقع ملتا زید اور اس کے کارندوں کے
ظلم و ستم پر نیکیر کرنے سے چوکتے بھی نہیں تھے، چنانچہ پہلے شب کے جواب میں آپ
تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید کے دور
برفتن کی کس طرح نشاندہی کی اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زید
کی دلی عہدی کی بیعت لینے پر مروان کو برسہا برس کس طرح ٹوکا اور حضرت ابوخرزج خضاعی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو اشدق کو حرم الہی پر فوج کشی سے کس طرح روکا اور حضرت عقیل بن
یسار مزی نے کس حکمت عہدہ الشہین زید کو فہاشش کی اور حضرت عبداللہ بن مغفل مزی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اس کو سزائش کی اور حضرت عائد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کس نطف سے اس کو سمجھانے کی کوشش کی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کس طرح اس پر اپنے غصے کا اظہار فرمایا۔ اب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیانات پڑھیے صحیح بخاری میں ہے :
سَمِعْتُ عَمْدًا مِّنْ عَمْرِو سَمِعْتُ ابْنَ عَمْرِو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَيْفَ شَخْصٍ
وَسْأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ الْمَحْصُورِ نَعْمَ يَسْأَلُ كَيْفَ اِنْ اَحْرَامُ كَيْفَ حَالَتِ مِي كُوْنِي
فَسَالُ شَعْبَةً اَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذِّيَا شَخْصٍ مَكْمُ كُوْمَارُ دَلِي تَوَاسُ كَيْفَ بَارِي مِي
فَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنْ كَيْفَ مَقْرُوْنِي هُوَ آتَى نَعْمَ فَرَمَا اَهْلُ عِرَاقِ مَكْمُ كَيْفَ

قتل الذباب وقد قتلوا ابنت رسول الله صلى الله عليه وسلم كرم الله وجهه
وقال النبي صلى الله عليه وسلم كرم الله وجهه كرم الله وجهه كرم الله وجهه
ہمارا بھانٹا ہی من الدنیا
یاد رہے کہ یزید کا برادر عم زاد عبید اللہ بن زیاد (اگر زیاد کو واقعی بوسنیہ
کا بیٹا تسلیم کیا جائے) نیز بیک طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، اسی کے حکم سے عمر بن سعد
چار ہزار کالاکھ ہزارے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے کے لیے آیا تھا
اور اسی عراقی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ابن زیاد
بد نہاد نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی
کی تھی اس پر حضرت انس و حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جس طرح اس
پر اظہارِ ناراضگی کیا تھا وہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔
اور حافظ ابن کثیر نے دارقطنی کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے جو روایت اس سلسلہ میں نقل کی ہے، وہ درج ذیل ہے :

عن محمد وعبد الرحمن ابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جابر بن عبد اللہ قتالا کے دونوں بیٹوں محمد وعبد الرحمن کا بیان
خرجنا مع ابینا یوم الحرة ہے کہ حرہ کے دن ہم اپنے ابا کے ساتھ باہر
وقد صفت بصره فقال تکلی اس وقت آپ کی سنائی زائل ہو چکی تھی
نفس من أخاف رسول الله آپ نے فرمایا ہر باد ہر وہ شخص جس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قتلنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا ہے
یا أبت وهل أحد یخیت ہم نے عرض کیا ابا جان! کوئی رسول اللہ
رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرا سکتا ہے،

لہ صبح بخاری ۱۵ ص ۵۳۰ من قب الحسن والحسين۔

لہ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ شہداء اور کربلا پر افتراء۔

فقتل سمعت رسول الله فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس نے اس قبیلہ انصاری
من أخاف أهل هذا کو ڈرایا اس نے میرے ان دونوں پہلوؤں کو دریا
الحق من الاضرار فقد جو چیز سے (یعنی قلب نبوی) اس کو ڈرایا ہے" اور جس
أخاف ما بین ہذین و وقت آپ کی زبان مبارک سے ارشاد ہو رہا تھا آپ اپنے
وضع یدہ علی جنبیہ۔ دونوں پہلوؤں پر تھ رکھے ہوئے تھے

پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان حضرات کی بیعت کے باوجود جن کا مستغنی نے نام لیا
ہے یزیدی لشکر نے حرہ کی جنگ میں انی بزرگوں کو جگہ کے ٹکڑوں کو قتل کرنے سے ذرا
بھی دریغ نہیں کیا اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت قطعاً نہیں کی تھی، اور پھر جب یزید
تحت حکومت پر بیٹھا، تب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سب سے اخیر میں بیعت
کی تھی۔

غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں،
جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن الزبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے
خلایا لڑے (رضی اللہ عنہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم و ستم پر لڑتے
لوگتے، جیسے (۱) حضرت عبد اللہ بن عباس (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت
عبد الرحمن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن عبد اللہ (۵) حضرت ابو شریح خزاعی (۶) حضرت
معتل بن یسار رضی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت عبد اللہ
ابن مخفل (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابو بزرہ اسلمی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔ کوئی محال نہیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور
نہ اس کی حمایت میں کسی سرکر میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

لہ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۳

لہ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۸

اور یہ ہوتا بھی کس طرح جب کہ یزید کے عہدِ نخست مہد کا نقشہ انوری کے اس شعر کے بالکل مطابق تھا

بر بزرگان زمانہ شدہ خردان سالار
بر کر میان جهان گشتہ لنینان بہتہ

تیسرا شبہ اور اس کا جواب

تیسرا شبہ جو مستغنی کو پیش آیا ہے، یہ ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ نے نہ صرف یزید کی بیعت کی بلکہ اس پر عائد کردہ الزامات کی پر زور تردید بھی کی اور "مستغنی" کا غلط حوالہ مستغنی نے اس سلسلہ میں "السبایہ والنہایہ" کا حوالہ "مستغنی ص ۲۸۸" سے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ "مستغنی" حافظہ نبی کی تنسیف ہے جن کی وفات ۴۰ھ میں ہوئی ہے اور "السبایہ والنہایہ" ان کے شاگرد حافظ ابن کثیر کی۔ اور ان کا سنہ وفات ۷۴۲ھ ہے پھر لطف یہ ہے کہ "مستغنی" میں خود اس کے خلاف صاف تصریح ہے کہ :

لم نعتقد انه من الخلفاء الراشدين كما قاله بعض الجهلة من الاكراد۔۔۔۔۔

ونحن نقول خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم صارت ملكا كما ورد في الحديث۔۔۔۔۔

یزید کان ملک وقتہ وصاحب السیف کا مثالہ من المروانیۃ والعباسیۃ

یاد رہے کہ حافظ ذہبی، یزید کو قطعاً اچھا آدمی نہیں سمجھتے۔ اور وہ خود ان الزامات کو اپنی قصائیت میں اس پر عائد کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں ان کی تصریحات آگے موقع بہ موقع آ رہی ہیں۔

انہ مسلمین میں کسی کا یعتیدہ نہیں | اور حافظ ابن تیمیہ نے "منہاج السنہ" میں جس کا خلاصہ یہی "مستغنی" ہے صاف لکھا ہے کہ :

و كذلك كونه عادلاً في كل امور مطيعاً لله في جميع أفعاله ليس هذا اعتقاد أحد من أئمة المسلمين۔ وكذلك وجوب طاعته في كل ما يأمربه وات كان معصية لله تعالى ليس هو اعتقاد أحد من أئمة المسلمين۔

طرح مستغنی کے محشی محمد بن خلیب نے (جو کہ پتھانا میں ہے) اس افشاء کو "السبایہ والنہایہ" کے حوالے سے نقل کیا ہے جس کی تردید محدث حرم محمد عربی تباری نے "اقاۃ الاختیار بمرآۃ الارباب" میں بڑی تفصیل سے کی ہے۔

حافظ ابن کثیر کی تصریحات | اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن کثیر یزید کے فسق کے بارے میں نے اپنی کتاب "السبایہ والنہایہ" میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ مثلاً :

(۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ :

کان یزید فی حدائقہ صاحب شراب یاخذ مأخذ الاحداث

منہاج السنہ - ۲۵ ص ۲۴۰

س ۵ ج ۸ ص ۲۸۸

(۲) اور دوسری جگہ کہتے ہیں :

وكان فيه ايضا اقبال على الشهادة
وترجع بعض الصلوة في بعض
الافواق وامانتها في غالب
الافواق وقد قال الامام احمد
حدثنا ابو عبد الرحمن
حيوة حدثني بشير بن عمرو
الخولاني ان الوليد بن قيس
ان سمع ابا سعيد الخدري يقول
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول يكون خلف من بعد ستين
سنة ائمة على الصلوة واتبعوا
الفتوة فتوى يلقون غيابة (الحديث)

(۳) اور پھر وہ حدیثیں ذکر کر کے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے :

کہتے ہیں :

قلت : يزيدين معاوية اكثر مما
نعم عليه في غلبه شرب الخمر واتيان
بعض الفواحش .
یاد رہے یہ سب الزامات وہ ہیں جو صحابہ نے اس پر مائد کئے تھے ۔

حافظ ابن کثیر نے ان الزامات سے یزید کی کہیں برأت نہیں کی ہے اب ظاہر ہے کہ
جب حافظ ابن کثیر خود محمد بن حنفیہ کی اس روایت پر اکتفا نہیں کرتے اور جاہل اس کے
غلط اپنے فیصلے صادر کرتے جاتے ہیں تو پھر ابن حنفیہ کی نسبت اس قول کی صحیح معلوم
اور یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن سے محمد بن حنفیہ کا یہ مکالمہ برأت میں مذکور
بارے میں نقل کیا جاتا ہے) دونوں صحابی ہیں اب اگر یہ مکالمہ صحیح تسلیم کیا جائے
تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں صحابیوں نے نو یزید پر جھوٹی تہمت جوڑی
اور ابن حنفیہ جو کہ صحابی نہیں ہیں ان کی بات سچی نکلی یہ بات مستغنی کا ذہن تو قبول
کر سکتا ہے لیکن عام مسلمان کا نہیں ۔

اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں | پھر یہ بھی واضح رہے کہ اس افسانے کا
ذکر صرف تاریخ ابن کثیر میں ملتا ہے اور انہوں نے بھی اس کی کوئی سند بیان نہیں کی
کہ اس پر کوئی علمی بحث کی جاسکے ۔ اس افسانہ کو نہ امام ابن جریر طبری نے ذکر کیا ہے
نہ حافظ ابن الاثیر جزیری نے اور نہ کسی اور معتبر مؤرخ نے ۔ لہذا پہلے محمد بن حنفیہ سے
اس مکالمہ کو بسند صحیح ثابت کیا جائے ۔ پھر شبہ ظاہر کیا جائے اور بالآخر اس
افسانہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یزید کے بارے میں ابن حنفیہ کی تعدیل متانتش
حالیہیں کبار کی جرح کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی صحابہ کی جرح کا تو کیا ذکر ہے کیونکہ
اصول حدیث کا مستفق قاعدہ ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے ۔ پھر صحابہ کی جرح
کے مقابلہ میں ابن حنفیہ کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ۔

فہم رجال کا متفقہ فیصلہ ، یزید اس کا اہل نہیں | یاد رہے تاریخ وفی رجال کی
کہ اس کی روایت متبول کی جائے ! تمام کتابوں کا متفقہ فیصلہ ہے
کہ یزید کی عدالت مجروح و مقدوح ہے اور وہ اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت
متبول کی جائے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی "تقریب التہذیب" میں فرماتے ہیں
یزید بن معاویہ بن ابی سفیان یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی ابو خالد
الخامی ابو خالد ولی الخلافۃ مستند ہجری میں متولی خلافت ہوا ۔
سنتین ومات سنة أربع و اور سنتہ ہجری میں مرگیا ، پورے چالیس
سنتین و لم یکن الاربعین ، ایں باہل سال کا بھی نہ ہو سکا یہ اس کا اہل نہیں کہ
ان بروی عنہ اس سے کوئی حدیث روایت کی جائے ۔

ابن ظاہر ہے کہ محمد بن حنفیہ کی طرف اگر اس قول کا انتساب صحیح ہوتا یا کسی بھی صحابی و تابعی سے یزید کی ثنا و صفت منقول ہوتی اور وہ محدثین و ائمہ رجال کے نزدیک عادل ہوتا تو فن رجال کا یہ فیصلہ ہرگز نہیں ہو سکتا تھا جو حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے

چوتھا شبہ اور اس کا جواب

چوتھا شبہ جو مستفی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو یزید کو ان کے خاندان کا نیک فرد قرار دیا اور اس کی بیعت اطاعت کا حکم دیا۔ اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں | اس کا جواب یہ ہے کہ یزید کا فسق تو اتر سے ثابت ہے اس لیے اس کے صالح ہونے کا ذکر اگر کسی روایت میں آئے تو وہ روایت شاذنا قابل قبول ہوگی، علامہ ابوالفرج اصفہانی نے "الافغانی" میں اس سلسلہ میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے

ان ابن عباس أتاہ نعی
معاویة و ولایة یزید
و هو یبشی أصحابہ و یأکل
معہم و قد رفع الی
نہ لقمۃ فالتھاھا
و ألقی ھنیہۃ ثم
قال جبل قد کدک
ثم مال بجمیعہ فی
البحر و اشملت علیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر مرگ
اور یزید کے حاکم بننے کی اطلاع پہنچی تو وہ اپنے
اصحاب کو شام کا کھانا کھلا رہے تھے اور خود
بھی ان کے ساتھ کھا رہے تھے۔ اس وقت
آپ اپنے منہ میں لقمہ ڈالنے ہی والے تھے کہ
آپ نے لقمہ رکھ دیا اور تھوڑی دیر تک سر
جھکائے رہے پھر فرمانے لگے کہ ایک پہاڑ تھا
جو ریزہ ریزہ ہو کر سارے کاسا سا سمندر میں چلا گیا

الأنبحر للہ و ذابن ہند
ما کان أجمل و جہہ
و احترم خلقہ و اعظم
حلمہ فقطع علیہ الکلام
رجل و قال أنقول ھذا
فیہ فقال: و یحش إناک
لا تدری من مضی عنک
و من بقی علیک و ستعلم
شعر قطع السلام

اور اس کے کئی سمندر بن گئے بلکہ ابن ہند
(معاویہ) کے کیا کہنے، اس کا پہرہ کتنا
پیارا اس کا اخلاق کتنا.....
غمدہ اور اس کا حلم کتنا زیادہ تھا۔ اس پر
ایک شخص ان کی بات کاٹ کر کہنے لگا آپ مجھ
کے بارے میں ایسا کہتے ہیں، فرمایا تجھ پر انسو سے
تجھ پر یہ نہیں کہ تجھے چھوڑ کر کون چلا گیا اور تجھ پر
مسلط ہونے کے لیے کون رہ گیا، سو
اب تجھے معلوم ہو جائے گا۔ اتنا کہہ کر آپ نے گھٹنگو
ختم کر دی۔

اور مستفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو کچھ نقل کیا ہے اس کے لیے
دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک "الامامة والسیاسة" کا دوسرا "بلاذری" کا
"الامامة والسیاسة" قابل استناد نہیں | "الامامة والسیاسة" قابل استناد
کتاب نہیں معلوم نہیں اس کا مصنف کون ہے مشہور ادیب ابن قتیبہ کی طرف
اس کی نسبت جعلی ہے۔

بلاذری کی سند صحیح نہیں | رہا بلاذری تو اس کی سند میں صحت معلوم نہیں
ہوتی ایسی روایت ہر حال میں مردود ہے اور اگر کسی کو اس کی محبت پر اصرار ہو تو
سند میں کر کے اس کی صحت کا ثبوت دے جو خود مؤرخ بلاذری کی "انساب الخزانہ"

سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس موقع پر جو رائے ظاہر کی ہے آئندہ
ہونے والے واقعات اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ تقریباً چودہ پندرہ سال تک پھر اس کی محبت
کو استحکام نصیب نہیں ہو سکا اور اسلامی دنیا اس عرصہ میں خانہ جنگی میں مبتلا رہی۔

ہیں یزید کا تذکرہ اس کے فسق و فجور کے ذکر سے پُر ہے تاہم اس میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی اہمیت کے پیش نظر یہودیوں نے مثلاً ان میں یروشلم سے اس کتاب کو شائع کیا تھا اور انہی یہودیوں کی انباء میں محمود احمد عباسی جیسے ملحدین نے مسلمانوں میں انتشار و فتنہ پیدا کرنے کے لیے اس قسم کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی۔

بالغرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہو گا۔ اور بالفرض تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یزید کے بارے میں یہی اظہار خیال فرمایا تھا جو اس روایت میں مذکور ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ یزید کا فسق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کے والد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی زندہ تھے اور وہ سب کے سامنے نیک بنا رہتا تھا اس لیے ممکن ہے نظر بظاہر آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد اس کے بارے میں ایسا اظہار خیال فرمایا ہو۔ بعد کو جب اس کا فسق عالم آشکارا ہوا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے اس کے ظلم و عدوان پر جہر تصدیق ثبت کر دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود یزید کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا اصل اعتبار اس کا ہو گا۔

یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت [چنانچہ یزید کے نام حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خط و کتابت جو کتب تواریخ میں درج ہے وہ دیکھ لی جائے۔

اس سے سب حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظروں میں یزید کا کتنا احترام تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابی زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیعت خلافت کی دعوت دی تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا اس انکار سے یزید تبھکا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لیے انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیعت سے انکار کیا؟

اس بات پر خوش ہو کر اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو خط لکھا ہے وہ یہ ہے:

یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام

اما بعد : فقد بلغنی انت اما بعد : مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن الزبیر الملحد ابن الزبیر دعاك نے آپ کو اپنی بیعت کے لیے کہا تھا اور آپ اِلٰی بیعتہ وانك لعنتم ہماری وفاداری میں ہماری بیعت پرستقیم ہیں بیعتنا وفاء منك لنا فجزاك اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ ان حضرات کو عطا اللہ من ذی رحمہ خیر ما یجزی المواصلین لا رحامہم المؤمنین بعہودہم فما اُنسی من الاشیاء فلوست بناس برك و تعجیل ملتك بالذی انت له اھل فانظر من ملع علیك من الافاق من جرم ابن الزبیر بلسانہ فاعلمہم بحالہ فانہم منك اسمع الناس و لك اطوع منهم للحصل بلہ

حضرت ابن عباس کا رشتہ نامریزید کے نام

یہ ابن زبیر مراد ہے کہ یزید کی بیعت نہ کرنے کے سبب یزید خاک بد میں گستاخ ان کو ملحد اور مرتد کہہ کر قتل کرنے والا کہتا تھا۔

۵۰ نکال از ابن اثیر ج ۳ ص ۵۰

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو جو سب زینتیں نہ تھوکر کیا ہے وہ یہ ہے :
 أما بعد : فقد جاء في كتابك : تمہارا خط مجھے ملا میں نے جو ابن زبیر
 فأما تركيبيعة ابن الزبير سے بیت نہیں کی تو واللہ اس سلسلہ میں میں تم
 فواللہ ما ارجو بذاك برك سے حسن سلوک اور تمہاری ثنا و صفت کا خواہاں
 ولا حمد لك ولكن الله بالذي نہیں بلکہ جس نیت سے میں نے ایسا کیا ہے وہ
 أنوي عليه عز و نعمت انك اللہ تعالیٰ الخوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ زعم
 لست بناس بزي فاحبس ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کرو گے
 أيها الانسان برك حتى فاني تو اے انسان اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس
 حابس هناك بزي وسألت اٹھا رکھ کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا
 أن أحبيب الناس إليك و رکھوں گا اور تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے
 أبغضهم وأخذ لهم کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا
 لابن الزبير فلا ولا سرور ولا کروں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت لاؤں اور
 كرامة كيت وقد قلت ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے پر آمادہ کروں سو
 حيناً وفتيان عبد المطلب ایسا بالکل نہیں ہو سکتا، نہ تمہاری خوشی میں منظور ہو
 مصابيح الهدى ونجوم اور نہ تمہارا اعزاز، اور یہ سب بھی کس طرح سکتا
 الاعلام غادر تمہارے حسین کو اور ان جو انان المطلب ہے حالانکہ تم نے حسین کو اور ان جو انان المطلب
 بأمرك فبصعيد واحد کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں
 موملين بالدماء مسلوبين ستارے تھے، تمہارے سواروں نے تمہارے حکم
 بإلحاح مقتولين بالنظام سے ان لوگوں کو آغوشہ بخون ایک کھیلے میدان میں
 لا مكفنين ولا موملين اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا

سلا یا در ہے اکمال لابن الزبير میں یہاں "مومدين" کے بجائے "موسدين"

اور "تنتا بهم" کی جگہ "ینشا بهم" اور "عوج العنبل" کی بجائے "عوج البطاح"

غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح "جميع الزناد" سے کر دی ہے

تسفن عليهم الرياح تسفن عليهم الرياح
 وتنتا بهم عوج العنبل وتنتا بهم عوج العنبل
 حتى أتاح الله بقوم حتى أتاح الله بقوم
 لم يشربوا في دماهم لم يشربوا في دماهم
 كفنوهم واجشوهم كفنوهم واجشوهم
 وبرقي بهم تعزيرت وبرقي بهم تعزيرت
 وجلست جلك الذي وجلست جلك الذي
 جلست فما أنسى من جلست فما أنسى من
 الاثنياد فليست بساين الاثنياد فليست بساين
 اطرادك حيثما من حرم اطرادك حيثما من حرم
 رسول الله صلى الله عليه وسلم رسول الله صلى الله عليه وسلم
 إلى حرمة الله وتيسيرك إلى حرمة الله وتيسيرك
 الخيول إليه فما زلت الخيول إليه فما زلت
 بذاك حتى أشتخت به بذاك حتى أشتخت به
 إلى المراق فخرج خافقاً إلى المراق فخرج خافقاً
 يترقب فنزلت به يترقب فنزلت به
 خيلك عداوة منك خيلك عداوة منك
 لله ورسوله ولأهل بيته لله ورسوله ولأهل بيته
 الذين أذهب الله عنهم الذين أذهب الله عنهم
 الرجس وطهرهم تطهيرا الرجس وطهرهم تطهيرا
 فطلب اليكم المراجعة فطلب اليكم المراجعة
 وسألكم الرجعة وسألكم الرجعة
 فاعثتم قلة أنصاره فاعثتم قلة أنصاره

وہ چھینا جا چکا تھا، پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن کے سہارا پرڑا رہنے دیا گیا، ہر ایک میں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے بچواری باری سے ان کی لاشوں پر کتے چلتے رہے تاکہ حق تعالیٰ نے ان کے لیے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین نہ تھے، ان لوگوں نے آکر ان کو کفن دیا اور دفن کیا حالانکہ نجد ان ہی کے ظفر تھے یہ عزت ملی ہے اور مجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوتا ہے، اب میں خواہ سب چیزیں فراموش کر دوں، پر اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ تو نے ہی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم سے حرم الہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل لگا رہا تاکہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت میں نکلے کہ ان کو دھڑکا لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے ان کو جالیا۔ یہ سب کچھ تو نے خدا، رسول اور ان اہل بیت کی عداوت میں کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجات دور کر کے ان کو خوب پاک صاف کر دیا تھا۔ حسینؑ نے تمہارے سامنے صلح کی بھی پیش کش کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی درخواست کی مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یار و مددگار ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال کیا

واستیصال اهل بیتہ و
تعاونتہ علیہ کافکم
قتلتہ اهل بیت من الشریک
والکفر فلاشی عجیب عندی
من طلبتک و دمی
وقد قتلت ولد ابی و سیفک
یقطر من دمی و أنت أحد
مناری ولا یجیدک انت
نظرت بنا الیوم فلنظفرت
بک یوماً و السلام

جاسکتا ہے۔ موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلا
یام تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا
تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو
پس میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا
عجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے
حالانکہ تو میرے دادلے خاندان کو قتل کر چکا ہے
اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔ اب تو تو
میرے انتقام کا بدست اور اس خیال میں نہ رہنا کہ
آج تو نے ہم پر فتح پالی ہے ہم بھی کسی کسی دن تجھے
پر فتح پا کر رہیں گے بلکہ والسلام

یزید کا یہ خط اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ جواب، مورخ
بلاذری نے بھی "انساب الاشراف" (ج ۴ ص ۱۸-۱۹ طبع بیروت ۱۳۸۱ھ) میں نقل
کیا ہے۔ لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آخری فیصلہ یزید کے حق
میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

پانچواں شب

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی کے شاگرد قاضی ابوبکر بن العربیؒ
نے "العواصم من القواصم" میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے "کتاب الزہد"
میں امیر یزید کا ذکر زلم و صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرہ میں ذکر کیا ہے
جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

لے کامل ابی اثیر ج ۴ ص ۵۱/۵۰

سنہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت کی یہ ہمیشہ گونگی پوری ہو کر رہی اور مباسیوں ہی کے
ہاتھوں امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

اس کا جواب

ابن العربی کی رائے | یہ صحیح ہے کہ حافظ ابوبکر بن العربی، امام غزالی کے
غزالی کے بارے میں | شاگرد تھے لیکن خود ان کے دل میں استاد کی جو
قدر تھی وہ بھی کٹھن بیچے۔

حافظ ابن کثیر السبائیہ والنہایہ ۵ میں ۳۵۹ ہجری کے وفیات کا
ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ومن توفي فيها من الاعيان | اور اس سنہ میں جن بڑے لوگوں کا انتقال
الفقيه ابو بكر بن العربي | ہوا ان میں فقیہ ابوبکر بن العربی
المانکی شارح الترمذی | المانکی شارح الترمذی
كان فقيها عالما وزاهدا | کان فقیہا عالما وزاہدا
عابدا وسمع الحديث بعد | عابدا وسمع الحديث بعد
اشتغاله في الفقه وصحب | اشتغاله في الفقه وصحب
الغزالي و اخذ عنه و | الغزالي و اخذ عنه و
كان يشهد به برأى الفلاسفة | کان یشہد بہ برأى الفلاسفة
و يقول دخل في اجواءهم | و يقول دخل في اجواءهم
فلم يخرج منها | فلم يخرج منها
گھسا کہ پھر نکلا ہی نہیں۔

ابن العربی کا فتویٰ کہ | بجا ہے بقول شاگرد، استاد تو فلسفہ کے چکر سے
حسین کا قتل جائز تھا | ساری عمر نہ نکل سکے۔ مگر خود بدعت کو آخر کیا ہو گیا تھا
کہ یزید جیسا شقی تو آپ کو ادیان کبار کی صف میں نظر آیا اور ریکانۃ الرسول،
سید شاہل الجنۃ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نظر میں ایسے
محرم ٹھہرے کہ جناب نے جھٹ سے یہ فتویٰ صادر نہ فرمادیا کہ :

قتل الحسين بشوع حسین کو ان کے نانا کی شرع کے مطابق
حبہ ۱۰ قتل کر ڈالا گیا۔

تازم برین فطانت سمجھ بوجھ ہو تو ایسی ہو۔ غالی ناصبیوں کا بھی یہی
عتیدہ ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ منہاج السنہ میں لکھتے ہیں :
علو الناصبۃ الذین ناصبیوں کا غلو ہے جو بیزعم کرتے ہیں
یرفعون ان الحسین کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ
کان خارجیا وانہ کان وقت کے خلاف خروج کیا اور (اس لیے)
يجوز قتله ان کو قتل کرنا جائز تھا۔
قامنی ابو بکر بن العربی ناصبی ہیں چنانچہ اسی لیے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ
”فتاویٰ عزیزی“ میں لکھتے ہیں :

نواصب فرقہ جدا است، ورنے نواصب ”نواصب“ = خوارج سے جدا فرقہ ہے
خوارج در مغرب و شام بسیار یہ مغرب اور شام میں بہت تھے۔
بودہ اند، و متوکل عباسی و وزیر خلیفہ المتوکل عباسی اور اس کا وزیر
و علی بن جہم نیز از جلد نواصب است علی بن جہم بھی نواصب ہیں سے تھے خوارج ان
خوارج جمیع متاخرین را از صحابہ تمام صحابہ کرام کو جن میں باہم جنگ
ہوئی یعنی حضرت طلحہ، حضرت زبیر، امیر المؤمنین علی مرتضیٰ، حضرت معاویہ اور
و معاویہ و عمرو بن العاص را تکفیر حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم)
می کنند۔ و نواصب محض عداوت ان سب کو کافر جانتے ہیں اور نواصب
امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ نے صرف امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ
و جہ و ذریت طاہرہ او شاعر نجد

۱۰ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ”مقدرا بن خلدون“ ص ۵۲۔ طبع مطبعہ برہم

”الواصم من القواصم“ از ابن العربی ص ۲۳۲ طبع قاہرہ ۱۳۳۵ھ

۲۵ ص ۲۵۱۔ طبع امیر مصر ۱۳۲۵ھ

دارند و از دست آخرین حافظ مغربی اور ان کی خدمت طاہرہ کی عداوت کو اپنا شعار
نیز ناصبی است ۱۰ بنایا ہے۔ متاخرین میں حافظ مغربی (ابو بکر بن العربی)
بھی ناصبی ہے۔

کتاب الزید میں جن صاحب کا تذکرہ ہے اسی ناصیت کی شامت سے شاید
وہ امیر یزید نہیں بلکہ اس نام کے دو سر بزرگ ہیں قاضی جی کو دہم ہو گیا اور انہوں نے
”کتاب الزید“ میں یزید بن معاویہ کا نام دیکھتے ہی اس کو اپنا مدد امیر
یزید سمجھ لیا، یہ امیر یزید اموی نہیں بلکہ اس نام کے دو سر بزرگ یزید بن معاویہ نخعی
کوئی ہیں جو مشہور عابد و زاہد گزشتہ ہیں ان کا تذکرہ ”تہذیب التہذیب“ وغیرہ
کتب رجال میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے حافظ مال الدین
مرتضیٰ کی ”تہذیب الکمال“ سے ان کا پورا ترجمہ نقل کیے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے
وہ لکھتے ہیں :

یزید بن معاویۃ النخعی یزید بن معاویہ نخعی کوئی، ابو بکر بن ابی خیشم نے
الکوفی ذکر ابو بکر بن ابی خیشم ذکر کیا ہے کہ یہ اور عمرو بن عتبہ بن فرقہ اور ریح
انہ معدود فی العباد ہو و بن خشم اور سہام بن الحارث اور مفضل شیبانی
عمرو بن عتبہ بن فرقہ و ریح اور جندب بن عبد اللہ و رکیل بن زیاد نخعی
بن خشم و سہام بن الحارث معتمد اور اویس قرنی ان سب کا شمار عابدوں میں
الشیبانی و جندب بن عبد اللہ ہے۔ اور عبد الرحمن بن یزید کوئی نخعی سے مستوفی
و رکیل بن زیاد النخعی و اویس ہے کہ فارس کی مہم پر ایک لشکر میں ہم بھی روانہ
القرنی و حکم بن عبد الرحمن ہوئے تھے اسی لشکر میں علقمہ اور یزید بن جندب
بن یزید النخعی قال خرجنا فی بھی تھے پھر یزید بن معاویہ اسی مہم میں شہید
جیش نحو فارس فی علقمہ و یزید ہو گئے صحیح بخاری، کتاب الدعاء کے ”باب
بن معاویۃ فقتل یزید بن معاویۃ الموظع سادہ بعد سادہ“ میں بروایت شقیق بن
لہ ذکر فی الدعاء من صحیح سلمہ مذکور ہے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود
البخاری فی ”باب الموصلة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باہر آنے کے منظر تھے

ساعة بعد ساعة " في
حديث شقيق بن سلمة
قال : كنا نستظر عبد الله
اذ جاء يزيد بن معاوية
فقلنا لا تقبلن - الحديث
وذكره في التامع و
ذكره ابن حبان في
كتاب الثقات وقال
قتل غازياً بفارس

کراسی اثنا میں یزید بن معاویہ بھی آگئے
ہم نے ان سے عرض کیا آپ تشریف
نہیں رکھیں گے ؟ الخ
امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر
کیا ہے اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات
میں ان کا تذکرہ لکھا ہے۔ اور یہ بیان
کیا ہے کہ فارس میں جہاد کرتے ہوئے
شہید ہو گئے۔

اب یہ خدا ہی جانتے قاضی ابوبکر بن العربی کو اپنی خوش فہمی کی بدولت
یہ وہم ہوا ہے یا انہوں نے قصداً ہی مغالطہ دینے کے لیے لوگوں کا ذہن یزید بن
معاویہ کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بجائے (جو طبقہ کبار تابعین میں بڑے عابد
وزاہد بزرگ گز رہے ہیں) اپنے مدوح امیر یزید بن معاویہ ہی کی طرف منتقل
کر دیا، تاکہ لوگ اس یزید طبری کو بھی حضرت یزید کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح زہد و
عبادت میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسر سمجھنے لگیں۔

نامیبیوں کا امام طبری کو رافضی بتانا | درحقیقت یہ ویسی ہی ناپاک جسارت
ہے جیسی کہ آج کل کے نامیبی حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں
کرتے ہیں جو جتہدین اہل سنت میں بڑے نامور امام گزرے ہیں اور انہیں
صرف اس لیے رافضی بتاتے ہیں کہ اس نام کا ایک دوسرا رافضی عالم بھی گزرا ہے
ان نامیبیوں کی یہ سعی نامحسوس صرف اس لیے ہے کہ امام طبری کی تاریخ "نامیبیت"
کا ساتھ نہیں دیتی۔

۱۔ اس کتاب کا عکس نسخہ "جامعہ علوم اسلامیہ" علامہ بنوری ٹاؤن میں موجود ہے۔

۲۔ نامیبیت کی طرف میدان کے سبب حافظ مغربی ابوبکر بن العربی اگرچہ تمام مفسرین اسلام
۱۔ باقی ماحشہ اچھے مفسرین

مطبوعہ کتاب الزہد اصل نہیں | واضح رہے کہ حال میں جو کتاب الزہد امام
اس کا انتخاب ہے۔ احمد بن حنبل کے نام سے مطبع ام القرنی مکہ
سے شائع ہوئی ہے، وہ پوری کتاب نہیں بلکہ اس کا انتخاب ہے، پوری
کتاب جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تجلیل المنفعة" کے مقدمہ میں تصریح
کی ہے بڑی ضخیم کتاب ہے جو مسند احمد بن حنبل کی تقریباً ایک تہائی ہے۔
موجودہ نسخہ جو اصل کتاب کا انتخاب ہے اس میں "دونوں یزیدوں" کا تذکرہ
نہیں ہے۔ لہذا قاضی جی کی "العواصم" سے اس بارے میں استدلال کرنا
محض نادانی ہے۔

یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح | بہر حال حضرت امام احمد بن حنبل
کراس سے کوئی روایت نہ کی جائے | کی طرف اس خرافات کو مشہور
کرنا کہ "وہ یزید کو عابد وزاہد مانتے تھے" بہت بڑی جسارت ہے۔ حافظ ذہبی
نے "میزان الاعتدال" میں یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل
کیا ہے کہ،

لا ینبغی أن یروی عنه اس سے روایت نہیں کرنا چاہیے۔

اور حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں :

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) سے نالاں ہیں۔ مگر امام طبری سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ تمام
مؤرخین اسلام میں اگر ان کو کسی مورخ پر اعتماد ہے تو وہ صرف امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری
رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ العواصم من القواصم میں نہایت دل سوزی کے ساتھ ان کی
تائید یہ ہے کہ ولا تسمعوا لمؤرخ کلاماً الا للطبری (ص ۲۸۸) طبری کے سوا کسی
مؤرخ کی کوئی بات نہ سناؤ۔

اب سوجھنے کی بات یہ ہے کہ رافضیوں کے بارے میں حافظ ابوبکر بن العربی سے زیادہ
کون محسوس ہوگا۔ امام طبری کی تصانیف بالخصوص تاریخ میں اگر رافضی کی ترجمانی ہو تو وہ
اس راستے کا اظہار کس طرح کر سکتے تھے۔

قید له أ تكتب للحديث
عن يزيد بن معاوية
قال لا ولا كرامة
أوليس هو الذي فعل
بأهل المدينة ما فعل
حافظ ابن جرير في "تجويد المنفعة" میں امام احمد کی کتاب الزہد
اور ان کی "مسند" کے ان تمام ارجاع کا ذکر کیا ہے جن سے صحاح ستہ میں
روایتیں نہیں ہیں اس میں یزید بن معاویہ کے بارے میں یہ مذکور ہے
ولم يقع له في المسند رواية مستند میں اس کی کوئی روایت مذکور نہیں
وإنما له مجرد ذكر. مستند اس کا ذکر آیا ہے

پھر فرماتے ہیں :

وقد وقع ليزيد بن معاوية ذكر في
الصحيح وفي السنن أيضًا وظفرت
له في السير اصيل لأبي داود برواية
ذكرت له من أجلها تذكرة في
تهذيب التهذيب۔
یزید بن معاویہ کا صحیح بخاری میں بھی
ذکر آیا ہے اور سنن میں بھی مگر مجھے اس کی
ایک روایت مرسل ابن داود میں ملی ہے
جس کی بنا پر میں نے "تہذیب التہذیب"
میں اس کا ذکر کر لکھا ہے

اور اسی کے ساتھ ساتھ "تہذیب التہذیب" میں یہ بھی تصریح کر دی
ہے ولیست له رواية تعتمد (اس کی کوئی روایت ایسی نہیں جو قابل
اعتماد ہو) واضح رہے کہ حافظ ابن جریر مستقل نے "تجويد المنفعة" تہذیب التہذیب

لہ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ - طبع ریاض۔

لہ ذکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کی تعریف و توصیف کی گئی ہے بلکہ سلسلہ کلام میں
کہیں اس کا ذکر آگیا ہے۔

اور سان المیزان ان تینوں کتابوں میں اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

حافظ ابن جریر مستقل کی سان المیزان
سے یزید کا مکمل ترجمہ
ہم سان المیزان سے یزید کا ترجمہ
ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، فرماتے ہیں :

يزيد بن معاوية بن
أبي سفيان الأموي روى
عن أبيه. وعنه ابنه
خالد وعبد الملك بن
مروان، مقدوح فهد الت
وليس بأهل أن يروى
عنه، وقال أحمد بن حنبل
لا ينبغي أن يروى عنه
استهوى وقد وجدت له
رواية في مراسيل أبي داود
ونتهت عليها في التكت على
الاطران، وأخباره
مستوفاة في "تاريخ ابن عساکر"
وملخصها أنه ولد في خلافة
عثمان وقد أبطل من زعم
أنه ولد في عهد النبوي
وكنيته أبو خالد ولما
مات أبوه بوجع له بالخلافة
سنة ستين، وامتنع من
بيعة الحسين بن علي و

میں ہے تمام ہوئی)
میزان الاعتدال - میں ہے تمام ہوئی)
مجھے اس کی ایک روایت "مراسیل ابی داؤد"
میں ملی، جس پر میں نے "التکت علی الاطران"
میں تنبیہ کر دی ہے۔ یزید کے حالات تاریخ
ابن عساکر میں تمام و کمال مذکور ہیں جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنه کے عہد خلافت میں پیدا ہوا، اور اس
سے غلطی کی جس نے یہ کہا کہ اس کی ولادت
عہد نبوی میں ہوئی تھی۔ اس کی کنیت
ابو خالد ہے۔ سنہ ہجری میں اپنے والد
کے انتقال پر اس سے بیعت خلافت
ہوئی، حضرت حسین بن علی، عبداللہ
بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ
بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم و عاذ بھرم مکتہ
فلم یبق عاثر البیت و اما
ابن عمر رضی اللہ عنہما
فقال اذا اجتمع الناس
بایعت ثم بايع و اما الحسين
رضی اللہ عنہ فصار إلى
مکتہ فوافق بیعتہ أهل
الکوفة فصار إلیهم بعد
أن أرسل ابن عتہ مسلم بن
عقیل لاختد البیعة فظفر
بہ عبید اللہ بن زیاد
أمیرھا فقتله و جهز
الجیش إلى الحسين فقتل فی
یوم عاشوراء سنة إحدى
و ستین ثم إن أهل المدینة
خلعوا یزید فبیتہ الیہم
ثلاث و ستین فمقتل الیہم
مسلم بن عقبہ المزی فی جیش خاند
فقاتلہم فہزمہم و قتل
منہم خلق کثیر من الصحابة
و ابناءہم و سبق اکابر

عنہم نے اس سے بیعت نہ کی۔ اور حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حرم مکہ میں
پناہ گزیں ہو گئے اور اس بنا پر ان
کو عائد البیت کہا جانے لگا۔ اور
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
کہ جب سب لوگ اس کی بیعت پر
مجمع ہو جائیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا
بعد کو آپ نے بھی بیعت کرنی۔ رہے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ کے موافق
لے گئے اور پھر اہل کوفہ کے بیعت کرنے پر آپ
ان کی طرف روانہ ہو گئے اس سے پہلے آپ
اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بیعت لینے کی
غرض سے بجانب کوفہ روانہ کر چکے تھے وہاں
امیر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کا ان پر قابو ہو گیا
اور اس نے ان کو قتل کر ڈالا اور حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف فوج بھیجی۔
چنانچہ آپ کو بروز عاشوراء سال ۶۱ھ کو قتل
کر دیا گیا اس کے بعد اہل مدینہ نے سلاطین
میں یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے ان
لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلم بن عقبہ مزی
کی سرکردگی میں ایک بھاری لشکر روانہ کیا،
جس نے اہل مدینہ سے جنگ کر کے ان کو ہزیمت
دی، اس جنگ میں صحابہ، اولاد صحابہ اور

التابعین و فضلا منہم و
اتباعا ثلاثة ایتام
نہما و قتل شمر با یع
من یقی علی أنہم
عبید لیزید و من امتنع
قتل شمر فوجد الی مکتہ
لحرب ابن الزبیر فسان
فی الطريق و عمد الی
الحصین بن مسیر فصار
بالجیش إلى مکتہ فصار
ابن الزبیر و نصبوا
المنجیق علی الکعبہ فہت
امرکامھا شمر احترقت و فی
اشاء ذلک ورد الخبر بموت
یزید شمر مات ایمنہ
معاویہ بن یزید بعد قلیل
وصفا الجود لابن الزبیر
فندعنا إلى نفسه فبايعہ
أهل الأفاق و اکثر أهل
الشام شمر خرج علیہ
مروان بن الحکم فکان ما
کان۔ قال أبو یعلی فی
”مسندہ“ حد ثنا حکم

اکابر تابعین میں سربراہ و درودہ حضرات اور فضلاء
کی ایک کثیر خلعت قتل کر دی گئی، مسلم بن عقبہ
نے تین دن تک مدینہ شریف کو لوٹ مارا اور قتل
و غارت کے لیے حلال کر دیا۔ پھر جو زندہ بچ
گئے ان سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے
غلام ہیں اور جس نے بھی بیعت سے انکار کیا
اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ اس کے بعد مسلم نے مکہ
محظ کا رُخ کیا تاکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے جنگ کی جائے مگر اسے راہ میں ہی موت
آئی، مسلم نے حصین بن نمیر کو سالار لشکر کیا تھا
چنانچہ یہ لشکر نے مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا اس لشکر
نے کعبہ کے مقابل منجیق نصب کر کے اس پر گولہ
باری شروع کر دی جس سے کعبہ کی بنیادیں کمزور
ہو گئیں اور پھر اس میں آگ لگ گئی۔ اسی اختار
میں یزید کے مرنے کی خبر آئی اور پھر تھوڑی ہی مدت
میں اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بھی مر گیا۔ اب حضرت
ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فضا ماف
ہو چکی تھی چنانچہ آپ اپنے بیعت کی دعوت دی
اور تمام آفاق اور اہل شام کی اکثریت نے آپ سے
خلافت پر بیعت کر لی پھر مروان نے آپ کے خلاف
خروج کیا اور جو ہونا تھا ہو کر رہا۔ امام ابو یعلیٰ
اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن

بن موسیٰ قال حدثنا
الوليد عن الازاعي عن
مكة حول عن أبي عبيدة بن
الجراح رضي الله تعالى عنه قال:
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم: «لا يزال أمر امتي
قائماً ما بسوى حتى يكون
أول من يشكمه رجل
من بني أمية يقال له
يزيد» وقال أبو زرعة
الدمشقي حدثنا أبو نفيع
حدثنا شيبان عن
ابن المنكدر قال لما
حيات بيعة يزيد قال
ابن عمرو رضي الله عنهما
إن كان خيراً وصيلاً و
إن كان بلائاً صبرنا وقال
ابن شوذب سمعت إبراهيم بن
أبي عبد يقول سمعت عمر بن
عبد العزيز يترجم علي بن زيد بن
معاوية - وقال يحيى بن
عبد الملك بن أبي عتبة

موسیٰ نے حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں
کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث
نقل کی، اوزاعی، مکحول سے راوی ہیں اور
مکحول حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا، میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا
رہے گا تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک
شخص جس کا نام یزید ہے سب سے پہلے
اس میں رخنہ ڈالے گا۔ ابو زرہ دمشقی
کہتے ہیں کہ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا
کہ ہم سے شیبان نے ابن المنکدر سے
روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
یزید کی بیعت کی اطلاع آئی تو آپ نے
فرمایا اگر یزید بھلا ہو تو ہم اسے
پسند کریں گے اور بلا ہو تو صبر
کریں گے۔ ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں
نے ابراہیم بن ابی عبد سے سنا وہ کہتے
تھے کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ
تعالیٰ علیہ کو یزید پر رحم کھاتے ہوئے سنا
اور یحییٰ بن عبد الملك بن ابی عتبہ
کا بیان ہے کہ ہم سے نوفل بن ابی مقر

حدثنا نوفل بن ابی مقر
قال كنت عند عمر بن عبد العزيز
فذكر رجل يزيدي
معاوية فقال امير المؤمنين
يزيد - فقال له عمر
تقول امير المؤمنين
وامر به فضربه عشرين
سوطاً.

قال ابو بكر بن عياش: بايع
الناس له في رجب سنة
ستين ومات في ربيع الاول
سنة ثلاث وستين كذا
قال، والصواب في نصف
ربيع الاول سنة اربع و
كان سنة يوم مات ثمانياً
وثلاثين سنة يله

امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے | ظاہر ہے کہ اگر یزید کا ذکر امام احمد کی
"کتاب الزہد" میں ہوتا تو حافظ ابن حجر عسقلانی جنہوں نے "کتاب الزہد" کے
تمام رجال پر کام کیا ہے یزید کے ترجمے میں اس کا ضرور ذکر کرتے یزید سے روایت

سنا اس نے یزید کو احتراماً ایسا کہا ہوگا اس لیے اس کو یہ سزا دی گئی کیونکہ ناسق کی
تسلیم اور اس کا احترام ملعون ہے۔

لسان المیزان ص ۲۹۳، ۲۹۴ - ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی

طبع حیدرآباد دکن (۱۱ ثنی) طبع ۱۳۳۵ھ

کے بارے میں تو امام احمد رحمہ اللہ نے جو رائے ظاہر کی وہ آپ کی نظر کے سامنے ہے اب وہ مستحق لعنت تھا یا نہیں اس کے بارے میں بھی امام ممدوح کی یہ تصریح پر ملحوظ رہے۔ حافظ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں :

قال صالح بن احمد بن حنبل صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے
قلت لأب أن قومًا يقولون: والد ماجد سے عرض کیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو
إنهم يحبون يزيد قال: یہ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت رکھتے ہیں،
یا بنی: وهل يحب يزيد أحد یسں کر آپ نے فرمایا: بیٹے کوئی شخص بھی جو
يؤمن بالله واليوم الآخر؟ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے
فقلت: يا أبت فلماذا لا محبت کر سکتا ہے؟ میں نے پھر عرض کیا ابا جان!
تلعه؟ قال يا بنی! وموتہ پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے، آپ نے
رأيت أباك يلعن أحداً یہ جواب دیا بیٹا! تم نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت
کرتے ہوئے کب دیکھا ہے

اس روایت میں امام ممدوح نے یہ نہیں فرمایا کہ اس پر لعنت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنے عمل کو بتلادیا کہ میں کسی پر لعنت نہیں کیا کرتا۔ مگر دوسری روایت میں جس کو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی تہی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں نقل فرمایا ہے اس کے مستحق لعنت ہونے کی صاف تصریح فرمادی ہے۔ یہ روایت حسب ذیل ہے:

قال ابن الجوزی انه روى ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی
التقاضی أبو یعلیٰ فی کتابہ کتاب "المعتقد فی الاموال" میں بسند صالح
"المعتقد فی الاموال" بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں
بسندہ عن صالح بن احمد نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ
بن حنبل انه قال: قلت ابا جان! بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں
لأبي يا أبت يزعم بعض الناس کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں

انا نحب يزيد بن معاوية آپ نے فرمایا: بیٹا! مجھ کو شخص اللہ تعالیٰ
فقال احمد: یا بنی هل پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یہ رواج ہو سکتا
يسوع لمن يؤمن بالله أن ہے کہ وہ یزید سے محبت رکھے اور ایسے شخص پر
يحب يزيد و لم لا يلعن کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے
رجل لعنه الله في كتابه؟ اپنی کتاب میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا
قلت يا أبت! این لعن الله ابا جان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر
يزيد في كتابه؟ قال: کہاں لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا جہاں یہ رشتہ
حيث قال: فهل عنيتم ان تو لیس تم ان لعنتوں کو
إن تولى بكم أن لئيدوا في الأرض ولتقطعوا
أرحامكم أولئك الذين لعنهم الله فأصغتهم
وأعشى أبصارهم

واضح رہے کہ علماء حنابلہ میں بہت سے اکابر ائمہ کا عمل بھی اسی قول پر ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر نے "السبایہ والنہایہ" (ص ۲۲۳ ج ۸) میں جہاں واقعہ حرہ کے سلسلہ میں ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن میں یہ مضمون آتا ہے کہ "ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اہل مدینہ کو ظلم خوف میں مبتلا کریں۔" وہاں ان کو بیان کر کے فرماتے ہیں :

وقد استدلل بهذا الحديث اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری
وامثاله من ذهب إلى حدیثوں سے ان حضرات نے استدلال
الترخيص في لعنة يزيد بن کیلئے ہے جن کی رائے یہ ہے کہ یزید بن معاویہ
معاوية وهو رواية عن پر لعنت کرنے کی اجازت ہے۔ اور امام
احمد بن حنبل، اختارها احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت میں

الحلال وابوبکر عبد العزیز یہی واراد ہے اور اسی کو خلال، ابوبکر عبد العزیز
والقاسمی ابو یعلیٰ وابنہ قاضی ابو علی، اور ان کے صاحبزادے قاضی ابو الحسن
القاسمی ابو الحسن وانتصر اختیار فرمایا اور حافظ ابو الفرج ابن الجوزی نے
لذلك ابو الفرج ابن الجوزی ایک مستقل تصنیف اس بار میں لکھ کر اسی روایت کی
فی مصنف مفرد وجوز لعنتہ تائید کی ہے اور نیز پر لعنت کرنے کو جائز بتایا ہے۔

اب سوچیے امام احمد بن حنبل کی "کتاب الزہد" میں اگر اس خلیفہ فاسق
یزید بن معاویہ کا ذکر زیادہ عباد میں ہوتا تو اس سے اکثر خطاب امام خلال،
ابوبکر عبد العزیز، قاضی ابو یعلیٰ، ان کے فرزند قاضی ابوالحسن، حافظ ابن الجوزی
اور علامہ ابن تیمیہ جیسے اکابر ائمہ خطاب واقف ہوتے یا قاضی ابوبکر بن العربی نامی؟
قاضی ابوبکر بن العربی کی ہجو | قاضی ابن العربی کی اس حرکت پر ہمیں بے اختیار
وہ اشعار یاد آگئے جو ان کی زبان میں خلف بن حراویب نے کہے ہیں فرماتے ہیں

یا اھل حصن ومن بہا اوصیکم

بالبز والتقویٰ ومیة مشفق

اے حصن کے رہنے والو اور جو بھی وہاں ہوں تم کو ایک مشفق کی طرح نیکی اور
تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔

فخذوا عن العربی اسماء الذہنی

وخذوا الروایة عن امام متقی

اس ابوبکر بن العربی سے انسا نہائے شب تو سن لو! مگر حدیث کی روایت کسی
متقی امام سے ہی کرو۔

ان الفتی حلوا الکلام مہذب

ان لم یجد خبرا صحیحا یخلق

یہ نوجوان بڑا شیریں کلام اور بہذب ہے، اسے اگر صحیح حدیث نہ ملے تو اپنی طرف
سے گڑبگڑ لیتا ہے۔

خلف کو ان اشعار کے کہنے کی نوبت اس لیے پیش آئی کہ اشبیلیہ (واقع اندلس)
میں فقہاء کی ایک مجلس جمی ہوئی تھی۔ ابوبکر بن العربی اور دوسرے حضرات بھی وہاں موجود
تھے ابن العربی بھی شرک مجلس تھے مجلس میں ملی مذاکرہ جاری تھا۔ حدیث مخضرہ
کا ذکر پھر اتوا بن العربی نے کیا کہ یہ حدیث صرف بروایت "مالک عن الزہری" منقول
ہے اس پر ہمارے قاضی بنی ابن العربی فرماتے تھے

قد رویتہ من ثلاثة عشر طریقاً میں نے امام مالک کے علاوہ تیرہ سندوں سے
غیر طریق مالک۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

یہ دعویٰ سنیں کہ حاضرین دمگ رہ گئے اور انہوں نے ان کی خدمت میں
درخواست کی کہ براہ کرم ہم کو اس سلسلے میں استفادہ کا موقع عنایت فرمایا جائے۔
چنانچہ ابن العربی نے حاضرین سے روایت کو بیان کرنے کا وعدہ تو کر لیا مگر بعد کو کچھ
ذہبا سکے۔ ادیب مذکور نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر ان کی ہجو میں یہ اشعار نظم کر دیے۔
حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں اس سارے واقعہ کو فتل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قلت هذه حکایة ساذجة لا تدل میں کہتا ہوں یہ ایک سادہ سا واقعہ ہے جو
علی جرح صحیح، ولعل القاسمی صحیح جرح پر دلالت نہیں کرتا اور شاید قاضی
وہم وسری فکرہ الی حدیث جی کو وہم ہوا اور ان کا خیال کسی اور حدیث
فظتہ هذا والشعراء کی طرف چلا گیا جس کو وہ یہی حدیث گمان
یخلقون الافک بنہ کر بیٹھے اور شعراء تو غلط بیانی کرتے ہی رہتے ہیں

ہیں بھی حافظ ذہبی سے ان کے بارے میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں جس طرح اس
واقعہ میں ان کا خیال اس حدیث میں دوسری حدیث کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اسی
حدیث کو تیرہ سندوں سے روایت کرنے کے مدعی بن بیٹھے۔ ایسے ہی نامصیبت کی
نحوست نے حضرت یزید بن معاویہ غنی کو فی حکے نام کو دیکھ کر ان کے دماغ کو اپنے
مدوح یزید کی طرف جو ایک سفاک ظالم بادشاہ تھا پھیر دیا اور یہ لے اپنے خیال
میں عابد و زاہد سمجھ بیٹھے۔

چھٹا شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں "یزید نے نہ تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضا مند تھا اور یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے | اس کا جواب یہ ہے کہ یزید پر صرف قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا الزام نہیں بلکہ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔ وہ بے نوثی بھی تھا اور تارکِ صلوٰۃ بھی۔ اُس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو قتل نہیں کیا بلکہ مدینہ نبوی ملی صاحبہ الصلوٰۃ والہام میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام کر دیا، حرم نبوی کی بھجرت کی، بیت اللہ کی حرمت کو پا مال کیا۔ منجھتی سے میں حرم کعبہ میں گولہ باری کی جس سے کعبہ شریف کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔

امام غزالی کے فتویٰ کی تنقیح | امام غزالی نے اپنے فتویٰ میں ای جرائم کے ارتکاب سے یزید کی برأت نہیں کی ہے، نہ اس کی اس سلسلہ میں کوئی صفائی پیش کی ہے۔ بالفرض مان لیا جائے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا مگر یہ تو ایک حقیقت ہے کہ حضرت حسینؑ کی شہادت اس کے ہاتھوں نہیں تو اس کے عمال کے ہاتھوں قیام عمل میں آئی ہے۔ پھر جب اُس نے دان کے قتل کا حکم دیا تھا نہ وہ اس پر راضی تھا تو آخر اپنے عمال سے اس سلسلہ میں اُس نے کیا باز پرس کی؟ اس کے بارے میں بھی امام غزالی خاموش ہیں اور سب بڑھ کر یہ غور طلب ہے کہ تاریخ ان ظلمان اٹھا کر ان کے اس فتویٰ کو اول سے آخر تک پڑھ لیجئے اس میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ یزید متقی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ اور نہ یہ ذکر ہے کہ وہ حضرت حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں حق بجانب تھا۔ اس فتویٰ میں تو صرف دو مسئلوں پر کلام ہے ایک تو یہ کہ اس پر لعنت کرنا مناسب نہیں کیونکہ امام غزالی کسی شخصیت پر اس کا نام لے کر لعنت کرنے

کے روادار نہیں خواہ وہ کافر ہو یا فاسق۔ کچھ یزید ہی کی اس مسئلہ میں تخصیص نہیں۔
دوسرے یہ کہ اس حقیقت کا معلوم کرنا کہ فی الواقع یزید قتل حسینؑ سے راضی تھا سخت دشوار ہے۔ امام غزالی کے اس شبہ کا جواب حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یافانی نے "الروض الباقی فی الذب عن سنیۃ ابی القاسم" میں اجمالی طور پر تسبیح فی الغافلین دیا ہے فرماتے ہیں:
ولما حکى ابن خلکان کلام اور جب ابن خلکان نے حافظ محمد بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب للاحفاظ عماد الدین ہذا اورد کے اس فتویٰ کو نقل کیا (کہ جس میں یزید پر لعنت بعدہ کلاماً رواہ عن الغزالی کی اجازت دی گئی ہے) تو اس کے بعد غزالی کا وکلامہ ذلک شاهد براءۃ ایک فتویٰ بھی نقل کیا جو اس امر کا ثبوت ہے کہ غزالی الغزالی من القول بقصوب قتل حسین کے حق بجانب ہونے میں یزید کی حمایت یزید و قتل حسین وانما تکلم سے بری ہیں۔ انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر فی مشلتین غیر ذلک احدثا بحث کی ہے۔ جن کا اس بات سے کوئی تعلق ہی تحریر اللعن ولعین یزید نہیں ہے ایک یہ کہ کسی پر لعنت کرنا حرام ہے اس فتویٰ میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر فہو مذنبہ فی کل فاسق و کافر کما رواہ عنہ النوع کا ذکر اذکار و قد ذکر النور ان ظاہر الاخبار خلاف ذلک وقد أفردت الکلام علی ذلک فی کتابہ و ثانیہما القول بأن العذر برئنا یزید بقتل الحسین متعذر و لیس فہل فی النزاع ولو أفتر یزید بلفظ صریح و صحتا ذلک منہ لعلہما أن باطنہ کما اظهر و قد جہل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
برواطن المنافقین و توکل علیہ
ذلک إلی اللہ تعالیٰ ولكن
الحکم للظاہر وقد روی
البخاری فی صحیحہ عن عمر
بن الخطاب ؓ انه قال إنا
أنسا حکاماً یؤخذون بالوحي
علی محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وان الوحی
قد انقطع فممن أظہر لنا
خیراً امتناہ وقتربناہ ولیس
لنا من سریرتہ شیء ومن
أظہر لنا سوءاً لمدنا منہ
ولم نصدقه وان قال
ان سریرتہ حسنة

اس کا ظاہر و باطن ایک ہے (کیونکہ اس امر کا امکان
بہر حال تھا کہ اس نے جیوا اور کیا ہو) خود انھیں
صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے باطنی حالات سے بخبر تھے
اور اپنے حقیقت حال کا علم حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا
تھا لیکن شرع کا حکم یہ ہے کہ فیصلہ ظاہر حالات
پر کیا جاتا ہے چنانچہ امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انھوں
نے ارشاد فرمایا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
وحی کی بنا پر لوگوں کی گزرت مٹاتی تھی اور آپ ہی تتم
ہو گئی لہذا جو شخص بھی مجھ کے سامنے خیر کا اظہار
کرے گا مجھ سے اس میں گھبراہٹ ہے اور اپنے پاس رکھیں گے
اور اس کے باطن کے ہم کچھ فرما رہے ہیں اور جو ہمارے
سلسلہ بدی کا اظہار کرے گا اس کو نہ ہم میں سمجھیں گے
اور نہ اس کی بات کی تصدیق کریں گے اگرچہ
وہ یہ کہے جائے کہ میرا باطن باطل ٹھیک ہے۔

امام غزالی بزرگ آدمی ہیں وہ تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو نہیں کہتے۔ اور
نہ کسی کافر معین پر لعنت کو روا رکھتے ہیں۔ پھر یزید پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے؟
ان کے نزدیک ہر حال میں مومن کا ذکر الہی میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ ہمارے نزدیک
بھی یزید پر لعنت کرنا کوئی کارِ ثواب نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ آدمی کسی کا نام لے کر اپنی
زبان کو گتہ نہ کرے ظاہر ہے کہ اس پر لعنت کی بجائے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح
و تحمید میں مشغول ہو تو اس میں بالاتفاق ثواب زیادہ ہوگا۔ مگر یزید پر لعنت نہ کرنے
سے اس کا شکی ہونا اور صالح ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا؟

۱۔ الروض الباقی ج ۲ ص ۴۲ - طبع مصر

میدان کر بلا میں حضرت حسین کا آخری خطبہ | خود امام غزالی نے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خطبہ جو میدان کر بلا میں آپ نے دیا تھا
نقل کیا ہے۔ اس سے صورت واقعہ کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ امام غزالی کہتے ہیں:
لما نزل القوم بالحسین حب یزیدی فوج حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وأیقن کے مقابل آ کر اُتری اور آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ
أنہم قاتلوہ قام فی آپ کو ضرورت قتل کر کے رہے گی تو آپ نے
أصحابہ خطیباً فحمد اللہ اپنے اصحاب کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔
وأثنی علیہ شعر قال نزل جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا اور پھر
من الامراء ترون وان دنیا قد تغیرت وتکورت
وأدبر معروفها وان شمرت بن گئی، اس کی غوی نے پیٹھ پھیر لی اور جلدی سے
حتى لم یبق منها الا کھسک گئی۔ اب تو اس میں سے بس صرف اتنا
کصابة الاناء الاخیسں سب باقی رہا ہے جتنا کہ برتن میں سے پی لینے کے
من عیش کالمرعی بعد اس میں کچھ لگا رہ جاتا ہے اور بس
الوسیل الا ترون ان اتنی ہی نکی زندگی جو اس چراگاہ کی طرح
الحو لا یعمل بہ ہے کہ جس میں چرنے سے بد بھنی ہو جاتی ہے
والباطل لا یتناہی دیکھتے نہیں کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل
عنہ لیرغب المؤمن فی سے باز نہیں رہا جاتا۔ اب مومن کو چاہئے کہ
لفساء اللہ تعالیٰ ولانی لا حق تھا اسے ملاقات کی رغبت کرے اور میں تو
أری الموت بالامعادة والحياة مرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں
مع الظالمین لا اجر مثله کے ساتھ جینے کو مجرم۔

۱۔ حبیبیہ احیاء العلوم میں غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے مجمع الزوائد سے اس کی تصحیح کی ہے
۲۔ احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۶۸ - طبع مصر

یہ سبہ یزید کے دور حکومت کا نقشہ جس کی تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں کھینچ کر رکھ دی ہے۔ اب یہ چھٹی غزالی یا ان کے پرستار خود مل کریں کہ جس قوم نے حضرت حسینؑ کا محاصرہ کیا تھا وہ یزیدی فوج نہیں بلکہ جنات و شیاطین تھے۔ اور ابن خلدون کا قاف سے نہیں بلکہ کاف سے "ابن خلدون مہر" امام کیا ہر اسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے | اسی تاریخ ابن خلدون میں امام غزالی کے فتوے کے ساتھ ان کے استاد بھائی شمس الاسلام امام ابو الحسن علی بن محمد طبری الملقب عماد الدین المعروف بالکلیا ہر اسی (جن کے بارے میں خود مورخ ابن خلدون نے حافظ عبد الغافر فارسی سے نقل کیا ہے کہ وہ کان ثانی الغزالی (یہ غزالی ثانی تھے) کا یہ فتویٰ بھی نقل ہے کہ :

وسئل الکلیا ایضا عن یزید الکلیا سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ بن معاویہ فقال امہ پوچھا گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں لم یکن من الصحابة لانه تھا کیونکہ وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے ایام خلافت ولد فی ایام عمر بن الخطاب میں پیدا ہوا تھا۔ رہا سلف کا قول اس پر لعنت رضی اللہ عنہ واما قول السلف کے بارے میں تو امام احمدؒ کے اس بارے میں دو فی لعنتہ فقیہ لا یحد قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف قولان تلویح و تصریح و اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور لمالک قولان تلویح و تصریح امام مالکؒ بھی دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا ولا فی حنیفة قولان اشارہ دوسرے میں تصریح ہے اولاً ابو حنیفہؒ کے ملہ ہمارے پاس مستطاب آیا اس میں قاف ہی مرقوم ہے۔

سلفہ تاریخ ابن خلدون اب تک جاریہ طبع ہو چکی ہے ایک فہرستان میں اور تین دفعہ مصر میں اس کے تمام مطبوعہ نسخوں میں "عمر بن الخطاب" ہی مذکور ہے لیکن کمال الدین میری نے "حیوة النبیون" میں زیر عنوان "فہرہ" اور مورخ ابوالعباس کرمانی نے "أخبار الدول" (ص ۱۲۰) میں اس فتویٰ کے جو الفاظ ذکر کیے ہیں ان میں "عمر بن الخطاب" کی بجائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مذکور ہے اور یہی صحیح ہے

تلویح و تصریح و بھی اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے، دوسرے میں اس کی تصریح ہے۔ دونوں تلویح و کیفیت اور سارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی لا یكون کذلک وهو تصریح ہے، اشارہ کنیہ کی بات نہیں اور وہ الملاعب بالزود والمتصيد کیوں ملعون نہ ہو گا حالانکہ وہ زود گھسٹتا تھا۔ بالفہود و مد من الخمر چیتوں سے شکار کرتا تھا۔ شراب کا رسیا تھا، شراب وشعرہ فی الخمر معلوم، کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں۔ ومنہ قوله : منخلہ ان کے یہ اشعار بھی ہیں :

أقول لشعب فقت الکاس شملہم وداعی صبا بات الہوی بترتہم میں اپنے ان تصویریں کہتا ہوں کہ جن کو جبار شرب نے کجا کر دیا ہے اور شوق محبت کا دلی ترنم دینے ہے خذوا بنصيب من نعیم ولذۃ فکل وان طال المدی يتعصر من نعمت ولذت میں اپنا حصہ لو کیونکہ ایک کو خواہ اس کی مدت کتنی ہی راز کیوں ہو آخر ختم ہوتا ہے ولا تترکوا یوم السرور الى غدا قربت غدا یاتی بما لیس یعلم اور آج کے یوم مسرت کو کل پر نہ ٹالو کیونکہ بہت سے آنے والے کل ایسی کیفیت لے کر آجائے ہیں جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

وکتب فصلاً طویلاً ثم قلب اس کے بعد الکلیا نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر الورقة وکتب لومندوت لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق الٹ کر اس پر یہ کچھ دیا اگر بیاض مددت العنان مزید اوراق مجھے دیئے جاتے تو میں اس شخص کی فی محازی هذا الرجل تہ رسوائیوں کے بیان میں عنان قلم کو مزید تیز کر دیتا۔ غزالی اور کیا ہر اسی دونوں مشافہی مذہب کے فقیہ ہیں، ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں۔ غزالی مورخ و محدث نہیں، کیا ہر اسی محدث بھی ہیں اور تاریخ سے واقف بھی، پھر ان کا فتویٰ کیوں قابل قبول نہیں ؟

ملہ و بیات ہوتی ع باربعین کوش کو عالم دوبارہ نیست سلفہ تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۳۲۴ طبع لولاق مصر

حافظ ابن الوزیر میانی نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیل رد کیا ہے

حافظ محمد بن ابراہیم ابن الوزیر میانی نے جن کو قاضی شوکانی "البدیع الشارح" میں حافظ ابن تیمیہ کا ہمسرد ہم پلہ جتاتے ہیں اپنی مشہور مؤلفہ تصنیف "العواصم والقواصم فی الزیاد عن ہستہ الی القائم" میں جو "شیعہ زیدیہ" کے رد میں ان کی بے نظیر کتاب ہے امام غزالی کے اس فتویٰ کی خوب پوشست کنندہ ترویج کی ہے اور ان کے استدلال کے ایک ایک جزو کا تاد پو پو کھیر کر رکھ دیا ہے۔

یزید پر لعنت کے بارے میں | اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "تکمیل الایمان" شیخ عبدالحق کی راستے میں فرماتے ہیں :

و در اصل عادت و شیعہ اہل سنت کا طریقہ اور عادت یہ ہے کہ وہ لعنت اور سب و شتم سے بچتے ہیں۔ کیونکہ مؤمن کا کام لعنت کرنا نہیں ہے۔ وہ کسی بھی مخصوص شخص پر اگرچہ وہ کافر بھی کیوں نہ ہو لعنت کو روا نہیں رکھتے۔ کیا یہ کہ اس کا انجام ایمان و سعادت پر ہوا لایکہ یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ کس کی موت کفر و شقاوت ہی پر ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات یزید شقی کے بارے میں بھی توقف کرتے ہیں اور بعض اس کی شان میں غلو اور انرا کرتے ہیں اور اس کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ چونکہ مسلمانوں کے اتفاق کے لیے ہوا تھا لہذا اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ عنہ پر واجب تھی۔ ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسینؑ

در اصل عادت و شیعہ اہل سنت ترک سب و لعن ہست کہ "المؤمن یسب الجانی" لعنت پر مخصوص شخصے اگرچہ کافر ہو، جائز نہ اند چہ دانی کہ عاقبت کار او بہ ایمان و سعادت بود مگر آنکہ یہ یقین معلوم شد کہ موت و سب بر کفر و شقاوت است۔ تا آنکہ بعض در یزید شقی نمیزد توقف کنند و بعض براہ غلو و افراط در شان و سب و موالا سب و سب روند و گویند کہ سب بعد از آن کہ بر اتفاق مسلمانان امیر شدہ اعلیٰ و سب بر امام حسینؑ واجب شد فعوذ باللہ من ذل القول و من غلۃ الاعتقاد کہ سب باوجود امام حسین امام کبیر شود و اتفاق مسلمانان بر و سب کے

شد جسے از صلیہ کہ در زمان اولوند و اولاد اسباب ہم منکر و خارج از اطاعت او بودند نعم جماعہ از مدینہ مطہرہ بشام نزد و سب کر ما و تبرار مستند و او جابرہ ہستہ سنی و مانند ہستہ سنی نزد ایشان نہادہ۔ بعد از ان کہ عالی قباحت مائل اورا دیدند بعد سب باز آمدند و غلبہ بیعت او کر دند و گفتند کہ و سب عدوانہ و شایب خرو و تارک سلاۃ و زانی و فاسق و متعلق مجرم است و بعضے دیگر گویند کہ و سب امر بقتل آنحضرت مکروہ و بدانی راضی نہ بود و بعد از قتل شے اہل بیت و سب مسرور و مستبشر شدہ و اینچنین نیز مردود و باطل است چہ عدوت آن سب سعادت با اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و استیثار و سب بقتل ایشان و اذلال و اہانت او مرایشان را بدردہ تو اثر معنوی رسیدہ است و انکار آن تکلف و سکاہہ است و بعضے دیگر گویند کہ قتل امام حسینؑ کبیرہ است چہ قتل نفس مؤمن بناحق کبیرہ است

کے ہوتے ہوتے وہ امام اور امیر جو اس کے امیر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کسب ہوا؟ صحابہ کی ایک جماعت جو اس کے زمانہ میں تھی اور صحابہ زادے بھی اس کی اطاعت کے خارج اور اس کی خلافت سے منکر تھے۔ ہاں مدینہ مطہرہ کی ایک طاقت جبراً کر اس کے پاس شام گئی تھی اور یزید نے ان کو بڑے بڑے انعام اور لذت و دعوتوں سے نوازا بھی، لیکن یہ حضرات جب اس کا حال قباحت مآل دیکھ کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو ہے نوش، تارک صلاۃ، زانی، فاسق اور مخرجات الہی کا حلال کرنے والا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُس نے آنحضرت کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کی اولاد اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر اس نے کچھ خوشی کا اظہار کیا اور یہ بات بھی مردود و باطل ہے کیونکہ اہل بیت نبویؑ سے اس بد بخت کی عدوت اور ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص طور سے ان حضرات کی تذلیل و اہانت کرنا تو اثر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور ان امور کا انکار محض بناوٹ اور زبردستی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کا قتل جناہ کبیرہ ہے کیونکہ کسی مؤمن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہی ہے

و کفر و لعنت مخصوص بکافران است و لعنت شجرہ کی اور اباب این قابول با احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بعض وعداوت و ایذا و اناشت با طرہ و اولاد او موجب لعنت و ایذا و اناشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است چہ بے گویند و آن سبب کفر و موجب لعنت خلوت و انجمن است بلا شک بموجب آیت **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لکنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدکم لہم عذابا مبینا** لہ و بعض دیگر گویند کہ خاتمہ و معلوم نیست شاید کہ او بعد از ارتکاب آن کفر و عصیت توبہ کردہ باشد و در نفس اخیر توبہ رفتہ باشد و میل امام محمد غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است و بعض از علماء سلف و اعلام امت مثل امام احمد بن حنبل و امثال او بر وے لعنت کردہ اند و ابن جوزی کہ کمال شدت و عصیت در حفظ سنت و شریعت ارد و پاسداری میں پوری شدت و سرگرمی دکھاتے ہیں

و کتاب خود لعنت دے را از سلف نقل کردہ است و بعضی سنی کردہ اند و بعضی متوقف باندہ لعن یزید میں اختلاف علماء کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزی میں یہ بیان فرمائی ہے و در لعن یزید توقف از انی جہت است کہ روایات متعارضہ و متخالفہ از ان پلید در مقدمہ شہادت امام حسین و وارد شدہ اند بعض روایات رضا و استبشار و امانت اہل بیت و فاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میگرد و کسانیکہ این روایات در نظر آنہا مرجع واقع شدہ حکم بعن ابی و نمودند چنانکہ احمد بن حنبل یکبارہی از فقہائے شافعیہ و دیگر علمائے کثیر و از بعضی روایات کراہت ابن امر و اب بر ابن زیاد و اعوان او و ندامت برین کار کردہ است و اباب و بوقوع آمد معلوم می شود کسانیکہ این روایات نزد ایشان مرجع شد از لعن او

اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنے کو سلف سے نقل کرتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس سلسلہ میں توقف سے کام لیتے ہیں۔

یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے کے بارے میں علماء میں جو اختلاف ہے اُس کی وجہ

یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بارے میں اس پلید کے متعلق متضاد و مخالفت روایتیں آتی ہیں بعض روایات تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یزید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے اہل بیت کی امانت پر شادان و فرحان تھا جن حضرات کی نظر میں یہ روایات الجمع قرار پائیں انہوں نے اس پر لعنت کا حکم دیا چنانچہ امام احمد بن حنبل اور فقہائے شافعیہ میں سے کیا ہر اسی اور دوسرے بہت سے علماء کی یہی رائے ہے اور بعض روایات سے اس امر کی کراہت اور ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار پر عتاب اور اس کام پر ندامت کہ جو اس کے نابوں کے ہاتھوں و قوت میں آیا معلوم ہوتا ہے۔ سو جن لوگوں کے نزدیک یہ روایتیں قابل ترجیح ہوتیں انہوں نے اس پر لعنت کرنے سے منع کیا۔

منع نمودند چنانچہ امام مجتہد الاسلام
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ دو دیگر علمائے
شافعیہ و اکثر علمائے حنفیہ و چاہتے
از علماء کہ نزد آنہا ہر دور وایت
مستارض منشد نہ و ترجیح یک طرفت بر
دیگر حاصل نشد بنا بر امتیاز توقف
نمودند ہمین است واجب بر علماء
عند التعارض و هو قول الباقی حنفیہ
آرے در بعضی شروا بن زیاد کہ
رضا و استبشار آنہا بانی فعل شیعہ
قطعی است من غیر التعارض بچکس
ذو بان توقف نیست بل

یزید پر چب لوگوں نے پھٹکار کی تو
قتل حسین پر اظہار ندامت کیا۔
مذکور ہیں سر سے کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ پہلے
یزید قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش تھا۔ بعد کو جب مالوں نے ہر طرف
سے اس پر لعنت اور پھٹکار شروع کی اور اہل اسلام کی نظر میں وہ حقیر ہونے لگا
تو پھر اس نے اظہار ندامت شروع کر دیا چنانچہ حافظ سیوطی تاریخی الخلفاء میں
لکھتے ہیں :

ولما قتل الحسين وبنو ابيه جب حضرت حسین اور ان کے بھائی شہید
بعث ابن زیاد ہوا وہم کر دیئے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے
مے غلط کہی نہ ہو امام البخاری سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ
ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے۔ یزید کے بارے میں خود ان کی
تصریح آگے آ رہی ہے کہ اس پر لعن ہمارے ہے۔ ۱۰۰ طبع مکتبہ اسلامی

الح یزید فترقتلہم سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ وہ اول تو اس پر
اولاً شہر مندہما مقفہ بہت ہی خوش ہوا پھر جب سب مالوں نے اس میں سے اس
المسلمون علی ذلک پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے
و ابغضہ الناس و حق اظہار ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت
لہم ان یغضوہ بلہ کرنا ہی چاہئے تھی۔

خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں بھی یزید ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا قاتل ہے۔ چنانچہ "تحفہ اشاعرہ" میں فرماتے ہیں :
و بعضی قتل انبسیار و پیغمبر زادہ لم اول بعض انبیاء اور پیغمبر زادوں تک کو قتل
مینا بند مشیل یزید و اخوان اولہ کرتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے معنوی
بھائی ہوئے ہیں۔

یزید پر لعنت کے بارے میں اور یزید پر لعنت کے بارے میں بھی خود حضرت
شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ شاہ صاحب ممدوح کی جو رائے ہے وہ ان کے
مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشتی نے "تحریر الشہادتین" میں نقل
کر دی ہے فرماتے ہیں :

درین شک نیست کہ یزید پلید درین کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت
آمر و امی و سبب شراذ قتل حسین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دینے والا
بود و ہمیں است مذہب مختار اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت
جمہور اہل سنت و جماعت۔ چنانچہ و جماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتزلہ
در کتب معتزہ مثل مفتاح النجا "مرزا کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد حبیب کی "مفتاح النجا"
محمد حبیبی و مناقب السادات اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی
ملک العلماء قاضی شہاب الدین کی "مناقب السادات" اور ملا سعد الدین قاضی
دولت آبادی و "شرح عقائد سننی کی "شرح عقائد سننیہ" اور شیخ عبدالحق محدث

ملا سعد الدین تفتازانی و تھکیل لا ینا
شیخ مسد الحق محدث دہلوی وغیر اُن
از اسفار معتبرہ باشواہد و دلائل مذکور
و مسطور است و لہذا العلیٰ ان ملعون
ہر حج قاصد و براہین ساطعہ ثابت کردہ
اند۔ و مختار ارقم الحروف و اساتذہ
صوری و حنفی مابین است کہ یزید کمر
در امنی و مستبشر بقل حسین پودہ و مستحق
لعنت ابدی و وبالی و نکال سرمدی است
و اگر تا نسل بکار رود قصرت مجروح و لعنت
در حق آن ملعون تصور نیست کہ مقصور بر آن
نباید بود چنانچہ استاد البرہ صاحب
"تحفۃ الشاعشریہ" علیہ الرحمۃ
در سال "حسن العقیدہ" در حاشیہ
کہ بر کلمہ "علیہ مایستحقہ" تعلیق
فرمودہ اند افادہ مینمایند کہ "علیہ مایستحقہ" کنایہ است از لعنت۔
"والکنایۃ المبلغ من التصریح" از قواعد
مشہورہ عربیت است مع مذاہل
مایستحقہ لغنیہ و تشبیہ است کہ در تصریح
بلفظ لعنت فوت میگردد،
چنانچہ در تفسیر کفایتیہ مذکور است
انبیہ ما غیبیہ مذکور می شود

در حق ایشیت کہ اکتفا بر بعض لعنت
در حق یزید تصور است زیرا کہ
این دست در اجزای مطلق قتل و زین
مقرر کردہ اند قال اللہ تعالیٰ
وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعًا
فَجَزَاءُ ۖ جَلَدًا ۖ خَالِدًا
فِيهَا ۖ وَغَصْبُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۖ وَلَعْنَةُ
وَ اَخَذَ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا
و یزید را درین عمل زیادتیست
کہ غیر او را دست نداده و آن
زیادت را جز بر استحقاق او
حوالہ نتوان کرد کہ علم بشر از
معرفت خصوصیت آن عاجز
است۔ واللہ اعلم و علما حکم
انتہی کلام الشریف
(یہاں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد ختم ہوا)
معلوم ہوا کہ بلا میں جو مظالم کیے گئے ان کی بنا پر شاہ عبدالعزیز صاحب
کے نزدیک "یزید" حق تعالیٰ کے اس قدر قہر و غضب کا سزاوار ہے کہ اس کو
دیکھتے ہوئے اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کے معاملہ کو
حق تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہیے "علیہ مایستحقہ" کہ یوں کہ
خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ اس کے کس قدر غضب کا مستحق ہے۔

بعض لعنت کرنے سے اس لیے رکتے ہیں | اور بعض حضرات یزید پر اس لیے
کہ کہیں اس کے گتہ کم نہ ہوں۔ | لعنت کرنا مناسب خیال نہیں کرتے
کہ اس طرح اس کے گناہ اور کم ہوں گے۔ چنانچہ مولانا غلام ربانی از آلہ الخطار

فی رد کشف الغطاء " میں لکھتے ہیں :

وظاہر است کہ گفتن لعن و لعن کردن واجب اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے
سفوط و زور از مطعون میگردد لهذا وبال میں کسی آتی ہے جس کے بارے میں لعن
زبان پر لعن آلودہ نمی کنند و روئے طعن کیا جاتا ہے ۔ لهذا زبان کو لعنت سے
یزید پسید را تخفیف و زور شادمان آلودہ نہیں کرتے اور تخفیف عذاب کے
نمی سازند بلکه می خواهند بچکان سبب یزید پسید کی روح کو شاد
حاصل و زور گراں بود مقصود المستن نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس طرح
با شدیہ گناہ کا بھاری بوجھ لادے لادے ہی کر شکستہ رہے

بعض کے پیش نظر یہ مصلحت ہے اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے " شرح
کہ کہیں سلسلہ آج تک بڑھ جائے مقاصد " میں تصریح کی ہے کہ جو حضرات یزید پر
لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں ان کے پیش نظر یہ مصلحت بھی ہے کہ کہیں عوام یزید
پر لعنت کرتے کرتے بزرگوں تک نہ پہنچ جائیں جیسا کہ رافضیوں کا شعار ہے ۔

چنانچہ فرماتے ہیں :

فان قيل فمن علماء المذهب پھر اگر یہ کہا جائے کہ بعض علماء مذهب شافعی
من لم يجوز لعن علی یزید میں ایسے بھی ہیں کہ جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت
مع علمہم بانہ يستحق ما نہیں دیتے حالانکہ ان کو یہ علم ہے کہ وہ لعنت
یربو علی ذلک ویزید سے بھی بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو
قلنا نعمایا عن ان یرتقی الی ہم کہیں گے کہ یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر
الاعلیٰ فالاعلیٰ کما هو شعار ہے کہ کہیں یہ سلسلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک
الرافضیہ نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافضیوں کا شعار ہے ۔

ص ۴۵ - ۴۶ طبع مطبعہ مکتبہ شریعت

ص ۲۵۳ - ۲۵۴ طبع قسطنطنیہ

مگر جیسا کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے یزید کی فرد جرم میں صرف قتل حسین ہی
کا اندراج نہیں بلکہ اس کے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے آخر اس کے گناہوں میں
کا انکار کیا جائے گا پسیدہ شبہ کے جواب میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسے ایک بار پھر
پڑھ لیجیے جہلوم جو جلتے گا کہ اس امت کے ملاکوں میں اس کا نام سرفہرست ہے ۔

قریب ہے یار و روز محشر تجھے گا کشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہے گی زبانِ خجرو لہو پچاسے گا آستین کا

یہ تو بات ہوئی اس کے جرائم اور قبائح کی ، رہا اس پر لعن کا مسئلہ تو
اس تفصیل بحث سے آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا جو گا کہ جن علماء نے بھی یزید پر
لعن سے روکا ہے وہ اس لیے نہیں کہ یزید کوئی بھلا آدمی تھا بلکہ دوسرے مصلح کے
پیش نظر اس کو مناسب نہیں سمجھا ۔

یزید پر لعن کے بارے میں ائمہ اہل سنت میں امام احمد بن حنبل کا جو مقام
امام احمد کی تصریح ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ۔ اسلامی دنیا میں
جن چار اماموں کی فقہ کو قبولیت عام اور شہرت دوام نصیب ہوئی اور جن کے مذہب پر
آج تک مسلمانوں کا جلا آتا ہے ، ان میں ایک یہ بھی ہیں ۔ یزید کے بارے میں ان کی تصریح
آپ پانچویں شبہ کے جواب میں پڑھ چکے ہیں ۔

(۱) لا ینبغی ان یروی عنہ اس سے کوئی روایت نہیں کرنا چاہیے ۔
(۲) وھل یحب یزید احد کوئی بھی شخص جس کا ایمان اشرار اور روز آخرت پر بھلا
یؤمن باللہ والیومہ الآخر وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے ؟
(۳) لم یرایہ رجل لعنہ آخر اس شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے کہ جس پر حق
اللہ فی کتابہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے ؟

پھر یزید کے ملعون ہونے کی دو وجہیں بیان کریں (۱) ایک فساد فی الارض ۔

(۲) دوسرے قطع رحمی ، پھر فساد فی الارض کی تفصیل میں فرمایا :

اولیس هو الذی فعل باھل کیا ۔ وہی نابکار نہیں جس نے اہل مدینہ پر وہ
المدینۃ ما قفل ۔ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے ۔

اور طبع رحمی کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے کہ میدانِ کربلا میں اہل بیت معنوی اللہ علیہم اجمعین پر کیا جتی ذرا بھی قرابت کا پاس و لحاظ نہیں کیا گیا۔

یزید پر لعن کے بارے میں امام اعظمؒ اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مطالبہ النہی

میں منقول ہے علیہ اکابر حنفیہ میں امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی رحمہ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ نے "احکام القرآن" میں یزید کو لعین ہی لکھا ہے چنانچہ اُن کی تصریح پہلے شبہ کے جواب میں گزر چکی ہے۔

امام جصاصؒ امام جصاص کا شمار مجتہدین فقہاء حنفیہ میں ہے۔ صاحبِ ہدایہ ان کی تحریکات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب "الاختیار لتعلیل الخیار" نے "کتاب الشہادات" میں امام مدوح کے متعلق لکھا ہے :

ولقد تصفحت کثیراً من کتب میں نے ابو بکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالاجہ ابی بکر الرازی فارایتہ رجح علی مع سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کہیں قول ابی حنیفہ قول غیرہ بلا نہیں دیکھا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کے قول پر فیہذا المسئلة۔ دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہو

ائمہ بخاریا فتویٰ بعد کے اکابر علماء حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری المتوفی ۸۵۰ھ خلاصۃ الفتاویٰ میں رقمطراز ہیں :

اللعن علی یزید بن معاویہ لا یزید بن معاویہ اور اسی طرح حجاج پر لعن نہ کرنا چاہئے ینی ان یفعل وکذا علی (مسنف کتاب) امام طاہر بخاری رحمہ اللہ نقلے المحتاج قتال رحمہ اللہ سمعت فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین

۱۰۰ ملا حظہ ہو جز الشبان والشیب من ارتکاب النہیہ۔ مولانا عبدالحی فرنگی نقلی ص ۲۰ طبع مشکوٰۃ شائع کردہ مکتبہ فاروقین لاہور۔ ۱۳۲ھ اختصار ص ۲ ص ۱۳۲

۱۰۰ یعنی یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دے دیا کہ شہود کا ذکر کیے تمام حقوق میں ہونا چاہئے حالانکہ امام صاحب کے مذہب میں صرف مدود قصاص میں ترکیب ضروری ہے۔

عن الشیخ الامام الزاهد صفاری سے سلسلہ وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل خواہ الدین الصفاری اندکان کرتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے فرماتے یحکم من ابیہ اذہ یجوز ذلک و تھے : یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یعول... لا یأس باللعن علی یزید

امام قوام الدین صفاری کا تعارف علامہ کفوی نے ان لفظوں میں کیا ہے : "شیخ الاسلام و امام المائتہ اُوحده عصره فالعلوم الدینیۃ أصولاً وفروعاً مجتہد زمانہ : شیخ الاسلام، امام الائمہ اپنے زمانہ میں علم دینی میں خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے یکتا اور مجتہد عصر تھے۔ اور ان کے والد امجد رکن الاسلام ابراہیم بن اسماعیل زاہد صفاری غزالی کے معاصر ہیں۔ ان کے بارے میں حافظ سمرانی نے "کتاب الانساب" میں لکھا ہے کہ "کان اماماً ورعاً زاهداً" (یہ امام تھے اور زہد و ورع سے موصوف) فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے۔ قاضی خان کے استاد ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم انہی سے حاصل کی، ان کی وفات ۳۵۰ھ میں ہوئی۔ نسلاً الصفاری و ائلی ہیں۔ ان کا پورا خاندان اہل علم و فضل کا خاندان ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی نے "الجوہر المفضیہ" میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے : اھل بیت علماء و فضلاء

چونکہ صاحب خلاصہ نے ان کے فتویٰ کو آخر میں نقل کیا ہے اور اس سے اپنے اختلاف کا اظہار نہ کیا اس سے حلوم ہوا کہ ان تینوں ائمہ بخاری ۱۱، امام طاہر البخاری الدین بخاری ۱۲ خلاصۃ المتوفی ۵۳۲ھ (۲) امام قوام الدین حاد بن ابراہیم صفاری المتوفی ۵۳۷ھ (۳) امام رکن الدین ابراہیم صفاری بخاری المتوفی ۵۳۷ھ

۱۰۰ ص ۳ ص ۳۹۰ طبع نول کشور۔

۱۰۰ ملا حظہ ہو "الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ" از مولانا عبدالحی کھنوی فرنگی علی

۱۰۰ کتاب الانساب نسبت صفاری

کے نزدیک یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بالکل جائز ہے لیکن چاہئے نہیں کیونکہ ایسا کرنا فرض واجب یا مستحب نہیں محض مباح ہے۔

امام کردری کا فتویٰ اور امام مافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البرزازی کردری حنفی المتوفی ۸۲۴ھ فتاویٰ بزازیہ میں رقمطراز ہیں :

اللعن علی یزید یجوز ولکن یزید اور اسی طرح حبان پر لعنت کرنا جائز ہے یشیٰ ان لا یفعل وکذا علی مگر کرنا چاہئے۔ اور امام توام الدین صفاری للحجاج ویحکی عن الامام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "یزید پر قوام الدین الصفاری اند قال لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں... کردری لا بأس باللعن علی یزید... کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت والحق ان یلعن یزید بناء علی نیز اس کی گستاخی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر اشتہار کفر و تواتر فطاعة جس کی تفصیلات معلوم ہیں، لعنت ہی شذو علی ما عرفت فقامیلہ کی جائے گی۔

خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ بزازیہ کا شمار ۱۲۲۴ھ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں ہے

معتبر کتابوں میں شمار ہے صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ علامہ ابوالسعود مفتی روم سے جب یہ فرمائش کی گئی کہ ہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے ؟ تو جواب دیا کہ

أنا أستاذی من صاحب البرزازیہ مجھے فتاویٰ بزازیہ کے معتمد شرم آتی ہے کہ مع وجود کتابہ لاندہ مجموعه ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرات کروں کہ شریعت حاکمۃ اللہ مات کما یہ فتاویٰ کا اثر قابل قدر مجموعہ ہے جس میں بہت سی یشیٰ۔ مسائل کو جیسا کہ چاہئے تھا جمع کر دیا ہے۔

لعن کے باب میں کتاب العالم متاقرین علمائے حنفیہ میں سے جن حضرات نے بھی لعن والتسمیٰ کی عبارت

وردہ اصل مذہب میں مرتب کبیر کے حق میں اگرچہ استغفار افضل ہے مگر اس پر بدعا اور لعنت کی جا سکتی ہے چنانچہ امام عظیم کتاب العالم المتعلم میں فرماتے ہیں۔ متعلم سوال کرتا ہے :

أخبرنی عن الاستغفار یزید اور اس کے لئے جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہو اس لعن صاحب الکبیرۃ افضل او کے لیے دعائے مغفرت کرنا افضل ہے یا اس الدعاء علیہ أو انت بالخیار حق میں بددعا کرنا یا اختیار ہے خواہ اس کے فیما بین الدعاء علیہ باللعنة حق میں استغفار کرے خواہ لعنت، یہ سب مجھے والاستغفار فیتن لحدیث کذا۔ صاف بتائیے۔

امام صاحب جواب دیتے ہیں :

الذ شیع علی منزلتین غیر مشرک کے علاوہ گناہ کے دو درجے ہیں جس الاشراک باللہ تعالیٰ بنائی درجہ کے گناہ کا بھی یہ بندہ مرتکب ہوگا اس کے الذین رکب هذا العبد حق میں استغفار کرنا افضل ہے اور اگر اس پر لعنت فان الدعاء له بالاستغفار کی بددعا کرنا واجب بھی نہیں گناہ نہیں ہوگا۔

أفضل وإن دعوت علیہ کیونکہ اگر اس نے تمہارے ساتھ گناہ کا معاملہ کیا اور تم نے اس کو معاف کر دیا اور اس پر باللغنة لم تأثم وذلك بددعا کی تو یہ افضل ہے اور اگر اس نے اللہ

بأنه إذا رکب ذنباً منك میاں کا گناہ کیا مگر شرک کا مرتکب نہیں ہوا اور دعوت عنه ولم تدع پھر تم نے اس کے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے

علیه کان أفضل وان اس کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کی رکب ذنباً فیما بینہ و بینہ تو یہ بھی افضل اور اگر اس کے لیے بربادی

خالقة بعد أن کان لسم دھلاکت کی دعا کی تب بھی گنہگار نہ ہوگے یشراک باللہ فرستہ دعوت له

بالْمَغْفِرَةِ لِحُرْمَةِ الشَّهَادَةِ كَانَ
 هَذَا أَفْضَلَ وَإِنْ دُعِيَ عَلَيْهِ
 بِالْهَلَاكِ لَمَرَأَتُهُ وَذَلِكَ
 بِأَنَّهُ لَقَوْلُ يَارَبِّ خُذْهُ بِذَنْبِهِ
 وَإِنَّمَا تَكُونُ آثَرًا إِذَا أَنْتَ قُلْتَ
 يَارَبِّ خُذْهُ بِغَيْرِ ذَنْبٍ

کیونکہ اس صورت میں تو تم یوں کہہ رہے
 ہو کہ یا اللہ تو اس کو اس گناہ کی سزا
 دے۔ گنہگار تو تم جیب ہوتے جبکہ گناہ
 کیے بغیر اس کے حق میں بددعا کرتے،
 اور یوں کہتے کہ یا اللہ بغیر گناہ ہاں اس
 کو پکڑ لے۔

مسلمان کے حق میں لعنت کرنے کا مطلب | جو مسلمان مرتکب کبیرہ ہو اس کے حق میں لعنت کرنے کا یہی مطلب ہے جو امام صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ اہل نواریؒ نے بھی شریعہ صحیح مسلم میں حدیث

من أحدث فيها حدثاً فاعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين
 جو مدینہ منورہ میں گناہ کا ارتکاب کر لیا
 اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور سب
 لوگوں کی لعنت ہو۔
 کے تحت یہی لکھا ہے۔

قالوا ان المراد باللعن
 هنا العذاب الذي يستحقه
 على ذنبيهم والطرد عن
 الجنة اقول المنة وليس
 هي كلعنة الكفار الذين يبعدون
 من رحمة الله كل الابداع

علماء نے بیان کیا ہے کہ لعنت سے مراد
 یہاں وہ عذاب ہے جس کا وہ اس گناہ کے سبب
 مستحق ہے اور ابتداء میں جنت سے محرومی
 ہے یہ لعنت کفار پر لعنت کی طرح نہیں کہ جو
 بالکل حق تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے
 ہیں کہ کبھی جنت میں جائیں گے ہی نہیں۔

یزید پر بھی لعنت کرنے کے یہی معنی ہیں کہ حق تعالیٰ اس کے ان جملے کے قوتوں پر اس کو سزا دے جس کا وہ مستحق ہے۔ اور اس کے حق میں ایسا کہنا خواہ افضل مذہبوں میں اس کے حوازی میں کوئی کلام نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ نرید کا صالح اور متقی ہونا تو کیا اس کی جو حیثیت علماء کی نظر میں

جلد ۱۶ طبع مصر ۱۳۱۸ھ ۱۸۰۱ء طبع بمبئی دہلی ۱۳۱۸ھ

ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ انہیں یا ہم اس امر پر اختلاف ہے کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی یا کفر پر اور آیا اس پر لعنت کی جا سکتی ہے یا نہیں بس اتنی ہی بات اس کی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے

ساتواں اور آٹھواں شبہ

یہ ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا اور بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سامانہ زکام محمد اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ام مسکین سے نکاح کیا تھا۔

ان شبہوں کا منشا کیا ہے ؟ کیا یہ کہ ان دونوں بیبیوں کا نکاح یزید سے کیوں ہوا ؟ تو یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ ام محمد اور ام مکین سے یزید نے کب نکاح کیا تھا ؟ اس کے فسق و فجور کے الم نشرح ہو جانے کے بعد یا اپنی ابتدائی عمر میں جبکہ اس کا فسق ظاہر نہ ہوا تھا اس لیے پہلے تاریخ سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ دونوں عورتیں شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کے حوالہ عقد میں آئیں تب کچھ بات بنے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر یزید نے ان سے نکاح اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں اس وقت کیا جبکہ اس کی بری شہرت نہ تھی اور اس وقت تک اس سے ان مقام کا فہم و بھی نہ ہوا تھا کہ جس پر امت اس کو آج تک لعنت ملامت کرتی چلی آتی ہے تو پھر اس سے نکاح میں کیا قباحت تھی ؟ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یزید اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ہی مکمل کھیلنا شروع کر دیا اگر ان کی زندگی ہی میں اس کا فسق اس طرح عالم آشکارا ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ وہ اس کو ولی عہد ہی کیوں بناتے ؟

اور اگر شب کا منشا یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایا زاد بھائی کی لڑکی چونکہ اس کے جلالہ رعت میں تھی اس لیے وہ بھیج داما دہونے کی بنا پر اپنے مسر کو کس طرح قتل کر سکتا تھا ؟ تو اس شب کا پوچھ ہونا بالکل نظر ہے۔ آئے دن اخبارات میں مسر اور داماد کے قتل کے واقعات آتے رہتے ہیں اور زیدؓ کو حضرت حسینؓ

کا حقیقی داماد بھی نہ تھا۔ برادرانِ یوسف علیہ السلام کا قہر تو ہر شخص کو معلوم
ہی ہے۔

نواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت زین العابدین نے یزید سے بیعت کی اور واقعہ حرہ کے
موقع پر اس کا حسن سلوک دیکھ کر اس کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یزید کو اپنی
رحمت سے ڈھانکے۔

اس شبہ کا جواب | اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ سیدنا علی بن حسین المعروف بہ
زین العابدین، دمشق اپنی خوشی سے نہیں گئے ان کو تو پابہ زنجیر اسیران کر بلا کے ساتھ
عبید اللہ بن زیاد نے دمشق بھیجا تھا۔ وہاں یزید نے ان سے سخت کلامی کی اور انہوں نے
بھی اس کو ویسے ہی سخت جواب دیئے یزید سے بطورِ درغبت ان کا بیعت کرنا اور اس
کے حق میں دعائے خیر کرنا، خصوصاً واقعہ حرہ کے بعد ان سے ثابت نہیں۔ طبقات
ابن سعد میں جو کچھ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ مسروق (مسلم بن عقبہ) نے حضرت زین العابدین
سے یہ کہا تھا کہ امیر المؤمنین نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے (ابن
امیر المؤمنین اوصافی بک خیراً) اور اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ وصلی اللہ
امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو اس کا صلہ دے) لیکن اس کی اسناد یہ
ہے: أخبرنا محمد بن عمر قال حدثني أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة
عن يحيى بن شبيب عن أبي جعفر شيبه اس کا پہلا راوی محمد بن عمرو اقدی ہے
جو مشہور متعین الروایہ ہے، دوسرا ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ ہے جو وضع حد
میں متہم ہے۔ یزید کی منقبت ایسے ہی ناکارہ لوگوں کی روایت سے ثابت کی جاسکتی
ہے صحیح روایت کہاں مل سکتی ہے اور اتنی بات کسی کافر کے بارے میں کہی جلتے
تو اس میں کبھی کچھ مبالغہ نہیں۔ یزید کے اس سلوک کا یہی بہتر جواب ہو سکتا تھا

اور یہ کہ الفاظ کا ترجمہ ہے مگر اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے
بلا ذری اور طبقات ابن سعد کی اہل عبارت پیش کی جلتے کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا
باعثِ شرم ہے۔

یزید کے کماٹر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی | واقعہ حرہ میں حضرت زین العابدین
آجہ باعلی اللک رہے کیونکہ کربلا میں خاندانِ اہل بیت پر یزیدی لشکر نے جو قیامت
فصائی تھی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے مگر پھر بھی یزیدی فوج کے کماٹر مسلم بن عقبہ
نے (جس کو وہ بنی سلف، مجرم یا مسروق بن عقبہ کے برے نام سے یاد کرتے ہیں ان کے
ساتھ جس بے حرکتی کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل حافظ ابن کثیر کی زبانی سنئے۔ وہ لکھتے ہیں:

واستدعی بعلی بن الحسین مسلم بن عقبہ نے حضرت علی بن حسین (زین العابدین)
فجاء یسعی بین مروان بن الحکم کو طلب کیا وہ مروان اور اس کے بیٹے عبد الملک
وابنہ عبد الملک لیاخذہ کے درمیان پایادہ چل کر اس کے پاس پہنچے تاکہ ان
بھاغندہ امانا ولم یشرأب یزید اور اس کے ذریعہ اس سے امان لے سکیں ان کا
یزید اوصی بہ فلتجلس بین علم میں۔ بات یہ تھی کہ یزید نے ان کا خیال رکھنے
یذیہ استدعی مروان بشراب کے بارے میں مسلم کو تاکید کی کہ یہ اتنا خوب
وقد کان مسلم بن عقبہ حمل آپ اُس کے سامنے آکر بیٹھ گئے تو مروان نے کچھ پینے
سے من الشارب لئلا یلحقہ بنیہ کے لیے مائع مسلم بن عقبہ حبشہ ام سے دینے کا حرف
فکان یثاب لہ بشرابہ فلما چلا تھا تو اپنے ساتھ وہاں سے برف لیکر آیا تھا اور
جمہ بالشراب شرب مروان وہ برف اس کے معروب میں ڈال دی جاتی تھی۔
فلما شرب اعطی الباقي لعلی چنانچہ جب پینے کے لیے لایا گیا تو مروان نے اس میں سے
بن الحسین لیاخذہ لہ بذلت تھوڑا سا پی کر باقی حضرت علی بن حسین کو دے دیا
امانا وكان مروان مولیٰ العلی تاکہ اس ذریعہ سے ان کے لیے امان حاصل کر لی
بن الحسین فلما نظر الیہ جائے۔ مروان حضرت علی بن حسین کا دوست
مسلم بن عقبہ قد اخذ بنا ہوا تھا۔ مسلم بن عقبہ کی جیسے بن اس پر نظر

الاناء في يده قال له : لا
تشرّب من شرابنا ثم قال
له : انما جئت مع هذيت
لئلا من بها فارعدت يد علي
بن الحسين وجعل لا يضع الاناء
من يده ولا يشربه ثم قال
له : لولا أمير المؤمنين أو صافي
بك لضربت عنقك ثم قال
له : ان شئت أن تشرّب فاشرب
وان شئت دعونا لك بنيرها
فقال : هذا الذي في كفي
أريد فشرّب ثم قال له مسلم
بن عقبة : قم إلى ههنا فاجلس
فاجلس معه على السرير وقال
له : ان أمير المؤمنين أو صافي
بك وان هؤلاء شغلوني
عنك ثم قال لعلي بن
الحسين لعلي أهلك فزعوا
فقال يا والله فاسم يد ابنته
فاسرجت ثم حمل عليها حتى
رقده إلى منزله مكرماً

اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا | اور طبقات ابن سعد میں ہے :
أخبرنا الفضل بن دكين قال : حضرت علي بن حسين نكران مارنے کے لیے
أخبرنا الحسن بن جعفر عن أبيه أن علي پیدل جایا کرتے مبنی میں آپ کا ایک مکان تھا۔
بن حسين كان يمشي إلى الجمار كان اہل شام آپ کو ستایا کرتے تھے اس لیے آپ
لہ منزل بمبنى وكان أهل الشام اپنے مکان سے قرین الثالب یا اس کے قریب
يؤذونه فيقولون يا زین الثالب أو اٹھ کر آگئے اب آپ سواری پر کئے گئے اور جب اپنے
قریب من قرین الثالب وكان يركب گھر پہنچتے تو پھر کسکریاں مارنے کے لیے پاسیادہ
نادوا أني منزله ممشى إلى الجمار جایا کرتے۔

اہل بیت کی حق تلفی | اور اسی میں ہے :

أخبرنا مالك بن اسحق قال : سہل بن شعیب بھی جو بنی نہم میں امامت کرنے
حدثنا سہل بن شعیب النهمی كان کی وجہ سے رہا کرتے تھے اپنے باپ شعیب اور
نازل فيهم يوقمهم عن أبيه عن شعیب منہال بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں
المنہال، یعنی ابن عمرو قال دخلت نے حضرت علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہو کر
على بن حسين فقلت كيف عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے رکھے صبح کس
أصبحت املكك الله؟ فقال ما حال میں ہوئی، فرمایا میں نہ سمجھتا تھا کہ شہر میں آپ
كنت أرى شيخاً من أهل المصرك مثلك جیسا بزرگ بھی یہ نہیں جانتا کہ ہم نے صبح کس حال
لا يدري كيف أصبحنا فأما إذا لم میں کی۔ اور جب آپ یہ نہیں جانتے یا اس کا علم
تدرو أو قلتم لنا أخبرك أصبحنا آپ کو نہیں تو پھر میں اب بتائے دیتا ہوں کہ ہم
في قومنا بمنزلة بنو إسرائيل نے اپنی قوم کے ساتھ اس حال میں صبح کی جس طرح
في آل فرعون إذ كانوا بنی اسرائیل نے قوم فرعون کے ساتھ کی تھی کہ وہ
يَذَّبَحُونَ آبَاءَهُمْ وَيَسْتَبْخِئُونَ اہل کو لوگوں کو تو ذبح کر دیتے تھے اور ان کی عورتوں
لناهم وجميع شيخنا وسيدنا کو جینے دیتے تھے۔ اور ہماری شیخ اور ہمارے سردار
يتقرب إلى عدونا ببشعة (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے

پڑی کہ حضرت زین العابدین نے برتن اپنے ہاتھ
میں اٹھالیا تو کہنے لگا ہمارا پانی نہ پینا اور پھر کہا،
توان دونوں کے ساتھ اس لیے آیا ہے کہ ان کے
ذریعہ امان حاصل کر سکے ! یہ سب کچھ آپ کا ہاتھ کانپنے
لگا اور نہ برتن ہی ہاتھ سے رکھا جاسکتا تھا اور
نہی اسے پی سکتے تھے۔ تیسرا شیخ نے آپ کو بتلایا
کہ اگر امیر المؤمنین تمہارا خیال رکھنے کی محنت تاکید
نہ کرتے تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔ اس کے
بعد کہنے لگا : اچھا اب تم پینا چاہتے ہو تو پی لو اور
چاہو تو ہم تمہارے لیے اور شگادیں، حضرت
نے فرمایا : بوجہ میرے ہاتھ میں ہے وہی پینا چاہتا
ہوں چنانچہ آپ نے وہ پی لیا۔ پھر سلم بن عبیدان سے
کہنے لگا اور حاکم کو بھیج دیا اور آپ کو اپنے پاس
تحت پر بٹھالیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین نے تو مجھے
تمہارے بارے میں تاکید کر دی تھی مگر ان لوگوں نے
مجھے اتنا مشغول رکھا کہ تمہاری طرف توجہ ہی نہ دے سکا
پھر حضرت سے کہنے لگا شاید تمہارے گھر والے تمہاری طرف
سے پریشان ہوں حضرت نے فرمایا : بخدا ایسا
ہی ہے۔ چنانچہ مسلم نے اپنی سواری پر زین کسے کا
حکم دیا اور پھر اس پر سوار کر کے باعزت طور پر ان
کو اپنے گھر پہنچا دیا۔

اوستہ علی المنابر وأصبحت
قریش قد أن لها الفضل علی
العرب لأن محمداً أصل الله
عليه وسلم منها لا يعدة لها
فضل إلا به وأصبحت العرب
مقترة لهم بذلك وأصبحت
العرب قد أن لها الفضل علی الجميع
لأن محمداً أصل الله عليه وسلم
منها لا يعدة لها فضل إلا
به وأصبحت العجم مقترة
لهم بذلك فلئن كانت
العرب صدقت أن لها الفضل
علی العجم وصدقت قریش
أن لها الفضل علی العرب
لأن محمداً أصل الله عليه وسلم
منها أن لنا أهل البيت الفضل
علی قریش لأن محمداً أصل الله عليه وسلم
منها فليصحوأياخذون
بحقنا ولا يعرفون لنا حقاً
فكذلك أصبحوا اذ لم تعلم
كيف أصبحنا قال فظننت انه
اراد ان يسمع من في البيت

کہ بر سر منبر ان پرست و شتم کر کے چارے و شتم
کا تقریب مل گیا جاتا ہے اور قریش نے اس
حال میں صبح کی کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو عرب پر
اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قریشی ہیں اور ان کے بغیر ان کی فضیلت ثابت نہیں
ہوتی اور اہل عرب نے اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی قریش
کی اس فضیلت کے معترف ہیں نیز اہل عرب نے اس حال
میں صبح کی کہ وہ بھی اہل عجم پر اپنی فضیلت کو اسی لیے
شمار کرتے ہیں کہ انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم عربی تھے اور
آپ کے بغیر عرب کی فضیلت شمار نہیں ہو سکتی اور اہل
عجم نے اس حال میں صبح کی کہ انھیں بھی عرب کی اس فضیلت
کا اعتراف ہے پس اگر عرب اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ ان
کو عجم پر فضیلت ہے اور قریش بھی سچے ہیں کہ ان کو عرب
پر فضیلت حاصل ہے کیوں کہ انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم
عرب بھی تھے اور قریش بھی تو ہم اہل بیت کو بھی
قریش پر اسی لیے فضیلت ہے کہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تھے اب قریش وقت
کے حکمران بنی امیہ مراد ہیں) نے اس حال میں صبح کی ہے
کہ خود تو یہ ادا حق لے چکے ہیں مگر اپنے اوپر ہمارا کوئی
حق نہیں سمجھتے۔ اب جو جب ہمیں یہ حق نہیں دیتے ہیں
صبح کو اس حال میں تو اس حال میں کی ہے یہ نہاں کا بیان ہے
کہ مجھے خیال یہ پڑتا ہے کہ حضرت ان لوگوں کو ستار
تھے جو اس وقت گھر میں آئے ہوئے تھے۔

دسواں شب

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد غلوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات سے
ہوتی رہی ہیں۔

اس شب کا جواب

واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور زید | یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور زید
کی اولاد میں کوئی رشتہ نہیں ہوا | کی اولاد کے درمیان کوئی رشتہ مناکحت قائم
نہیں ہوا، کتب تواریخ و انساب کا پڑھنا تو بڑی بات ہے اس سلسلہ میں ایک قراقرظ کا
ذکر بھی کتب تاریخ و انساب سے ثابت نہیں۔ محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب خلافت
مداویہ و زید | میں بنی اشعث اور بنی امیہ کی بہت سی قراقرظوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس
سلسلہ میں ایک نظیر بھی پیش کر سکے اور امویوں کو سادات میں شامل کرنا نامصیبت
ہے، امویہ کا شمار اہل بیت میں نہیں ہے۔

عبدالملک کا زوال زید سے عبرت پکڑنا | یہ بھی واضح رہے کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم
کے بہت سے خاندان تھے۔ عبدالملک مروانی جب تخت حکومت پر براہاں ہوا تو
اس نے زید کے زوال سے عبرت پکڑ کر حجاج بن یوسف کو یہ تاکید کر دی تھی کہ بنو ہاشم
سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے کیونکہ ان کی سفیان نے جب ان پر زیادتی کی تو ان پر
زوال آگیا چنانچہ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

فان الحجاج مع كونه مبيرا بلاشبہ حجاج نے باوجودیکہ وہ بڑا ہلاک اور
سفاکاء لاء قتل خلفاء کثیرا سخت خونریز تھا اور اُس نے ایک خلیفہ کثیر کو قتل
لم یقتل من اشراف بنی ہاشم کر دیا تھا تاہم اشراف بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل
أحدًا قط بل سلطانہ عبدالملک نہ کیا بلکہ اس کے سلطان عبدالملک نے بنی ہاشم سے
بن مروان نہاد عن التعرض جواسراف کہلاتے ہیں کسی قسم کا بھی تعرض کرنے
لم یحاشم وهم الاشراف سے منع کر دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ بنو ہاشم نے جب

و ذکر انه آلف الی بنی الحرب لما قهر منوا لله یعنی یہ ہے کہ حضرت حسینؑ کو قہل کیا تو ان پر لما قتل المحبین اذ بار آگیا۔

اس لیے بنو ہاشم اور بنو مویز اور ان کے تعلقات قرابت بعد میں بھی قائم رہے اور ایک دو سو سے زائد مناکحت کا سلسلہ چلتا رہا تو اس میں تہن کی کیا بات ہے؟ یزید کے مظالم کے مرالی بھی اقرار ہی تھے

گیا رہواں شبہ

یہ ہے کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد کوفہ کے شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسینؑ کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا اور جب آپ نے یہ جان لیا کہ یزید کی ہجت پر تمام امت متفق ہے تو آپ اپنے ارادہ سے دستبردار ہو گئے۔

اس کا جواب

یہ ہے کہ یہ محض ہرزہ سرائی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تاریخ طبری، انبایہ والنہایہ، ابن الاثیر، الامامہ لابن حجر اور تاریخ الخلفاء یہ سب کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان میں کہیں یہ مذکور نہیں جو مستحق نے سوال میں ذکر کیا ہے۔ کیا العیاذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض نے نادان عقل سے کورے، احکام شرع سے بالکل نادان اور دینی تقاضوں سے سرے سے نا آشنا تھے کہ سائل کو تو اس حقیقت کا پتہ چل گیا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ان شریر النفس لوگوں کے بہکانے میں آکر جن کے

نام مبارک عزائم و مقاصد کہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے اور کبھی جنگ جمل و صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور حسنؑ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں

کے نام اعمال سیاہ اور دامن و افکار میں

آپ نے یہ یاد کر لیا کہ امیر یزید امت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں اور پھر ان کے خلاف خروج پر

آباد ہو گئے۔ سبحان اللہ! اس سے زیادہ اور کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیر و تجہیل میں کہا جاسکتا ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ نہ صرف حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ان کے بعد ساری امت اسلامیہ پر آج تک یہ حقیقت مشکوک ہی نہ ہو سکی جو مستحق پر واضح ہوئی ہے نمودار اللہ من ہذہ الخرافات، جو ٹ بولنے کی حد ہو گئی۔

ناروق اعظم کی شہادت میں کسی کوئی کا با تھ نہ تھا | حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کسی کوئی کا با تھ نہ تھا یہ محض جھوٹ ہے۔ ان کی شہادت کسی سازش کے تحت عمل میں آئی ان کی شہادت کے بارے میں سادش کا افسانہ موجودہ دور کے ملحد نامیوں کے ذہن کا ساختہ و پرواختہ ہے۔

بقیہ غلط باتوں پر تنبیہ | حضرت ثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین میں بھی کسی کوئی کا نام نہیں لیا جاتا۔ محاصرین میں بھی اکثریت اہل مصر کی تھی۔ جنگ جمل و صفین میں کیا طرفین سے سارے صحابہ کرام (نمودار باشر) دیوانے ہو گئے تھے کہ وہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ان شریر النفس لوگوں کی شرارت کو بالکل نہ سمجھ سکے اور قتل و قاتل کا ہنگامہ کارزار جاری رکھا۔ ایک ملحد تو ایسی بات سوچ سکتا ہے لیکن کبھی مسلمان کا ذہن اس خرافات کو باور نہیں کر سکتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قاتل عبدالرحمن بن ملجم مرادی پکا خارجی تھا، خارجیوں کا گروہ کوفہ نہیں نہروان تھا۔ ابن ملجم قاتل علی کوئی نہیں مصری تھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تحقیر می خوارج اور فاسق پیش رہے ہیں۔

یزید کے خلاف حضرت حسینؑ کا اقدام شرفی اللہ تعالیٰ عنہ | حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف اس کی نااہلی کی بنا پر دوسروں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بصیرت کے مطابق محض شرفی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ تھا۔ چنانچہ ما فظ ابن جریر و تاریخ الباری میں لکھتے ہیں:

قسم خرجوا غضبا للدين من اجل جور الولاة وترك علمهم بالحسنه النبویه فلهذا فعلوا الحق ومنهم الحسين بن علي و علي رضي الله تعالى عنهما اور اہل مدینہ جنہوں نے اس حیرت

ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم اور سنت نبوی پر ان کے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی غیرت و حمیت میں بخٹے یہ سب اہل حق ہیں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل مدینہ جنہوں نے اس حیرت

أهل المدينة في الحرة والفتاء
الذين خرجوا على المحتاج^۱
جن حضرات سے نیزہ و تاج کے خلاف
اقدام کیا ان سے جنگ کرنا جائز تھا
قلعہ جائز نہیں تھا چنانچہ حافظ ابن حجر متبع الباری میں رقمطراز ہیں :

من خرج عن طاعة امام جائز
أراد الغلبة على ماله أو نفسه
أو أهله فهو معذور ولا يخل
قتاله وله أن يدفع عن
نفسه وماله وأهله
بقدر طاقتة -

جو کسی ایسے حکمران کی اطاعت سے نکلے کہ جو ظالم ہو
اور اس شخص کے جان یا مالی یا اہل و عیال پر غلبہ
کرنا چاہتا ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اس سے
قتال حلال نہیں اور اس شخص کو اپنی طاقت کے مطابق
اپنی جان مال اور اپنی اہل و عیال کی طرف سے دفاع
کا حق حاصل ہے -

وقد أخرج الطبري بسند
صحيح عن عبد الله بن الحارث
عن رجل من بني مضر عن
علي، وقد ذكر الخوانسار
أن خالفوا إماماً عادلاً فقالوا لهم
وإنا خالفنا إماماً جائراً
فمن وقتا تلوهم فإنا لهم
مقاتلاً -

چنانچہ امام طبری نے بسند صحیح عبد اللہ بن حارث
سے روایت کیا ہے اور وہ بنی مضر کے ایک شخص کے
ذریعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ
آپ نے ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو خلیفہ کے خلاف
خروج کرتے ہیں نہ ریاکار گریہ لوگ امام عادل کے خلاف
خروج کریں تو ان سے قتال کرو اور اگر ظالم حکمران کی مخالفت
کریں تو ان سے قتل و قتال نہ کرو کیونکہ ان کو کچھ کا حق
محاصل ہے (اس لیے معذور ہیں)

اس روایت کو منقل کرنے کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وعلى ذلك يعمل ما وقع للحسين
بن علي ثم لعبد المدينه
والحرة ثم لعبد الله بن الزبير
اور اسی صورت پر محمول ہوگا جو حضرت حسین بن علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آیا اور پھر معاویہ
میں اہل مدینہ کے ساتھ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ

ثم للقراء الذين خرجوا
على المحتاج في قصة عبد الرحمن
بن محمد بن الأشعث
والله أعلم له

عندہا کے ساتھ اور ان علماء کے ساتھ کہ جنہوں نے
عبد الرحمن بن محمد بن الأشعث کے واقعہ میں حجاج
کے خلاف خروج کیا تھا ان سب حضرات سے قتال
نامائز تھا - واللہ اعلم

حرمین میں یزید اور اس کے عمال نے
حضرت حسین کو زمین سے نہ بیٹھنے دیا -
کیا جا چکا ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو یزید کے عمال نے حرمین میں ہی سے بیٹھنے ہی نہ دیا۔ مدینہ میں تھے تو بیعت یزید پر اصرار
تھا، مگر معتزل آگئے تو وہاں بھی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام خط
لکھ کر اپنے قلعہ اشعار میں حضرت حسینؑ کو بیٹھنے کی ہدایت کی۔ چمکی دی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے حرم کے میں غزیری ہو اور حرم کی عزت خاک میں ملے بلکہ
اس لیے آپ نے کوفہ کا رخ کیا کہ وہاں آپ کے اعوان و انصار تھے -

جن حضرات نے کوفہ جانے سے حضرت حسینؑ
کو روکا ہر بنائے شفقت روکا -
کایہ اقدام خود باد خلاف شرع تھا۔ ورنہ روکے والے آپ سے صاف صاف کہہ دیتے کہ آپ
مرکب معصیت ہو رہے ہیں یزید جیسے خلیفہ برحق کے خلاف خروج کرنے سے آپ شرعاً کے رو
سے باقی مباح الدم اور واجب القتل ہو گئے۔ اس لیے خلیفہ برحق سے بغاوت کرنا آپ کے
شایانِ شان نہیں۔ نور فرمائیے یہ حضرات کو نیوں کی بیوفائی کا اندیشہ تو ظاہر کرتے ہیں مگر
آپ کے اس اقدام کو گناہ قرار نہیں دیتے -

کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے | کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے، ان میں مختصین کی

کثیر جماعت تھی حضرت حسین کو مرتبہ شہادت پر نائز ہونا تھا اس لیے لاکھ جن کی جلتے ہونا یہی تھا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں ازل سے شہادت مقدر تھی۔ بہت سے صحابہ کرام نے آپ کی نصرت میں اپنی خدات پیش کیں اور محاصرہ سے جنگ کی اجازت مانگی بظاہر خیال ہوتا ہے کہ اگر محاصرہ سے جنگ کی جاتی تو ان کافرا پر قرار ضروری تھا لیکن آپ نے اسے پسند ہی نہ فرمایا۔ اور آخر خر ہونا تھا ہو کر رہا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انجام سے ناواقف نہ تھے راوی میں شہادت مطلوب مومن ہے اس لیے آپ نے جو قرن مصیحت سچا اس پر عمل کیا۔

کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا مقرر
اور حضرت حسینؑ کی شہادت

کو جیسے ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عازم کوفہ ہونے کی اطلاع علی اُس نے فوراً حضرت عثمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دہاں کی گورنری سے معزول کر کے عبید اللہ بن زیاد کو جیسے یزید اپنا چا زاد بھائی بنانا تھا، کوفہ کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا۔ اس نے آتے ہی جو ظلم و ستم ڈھایا اس سے تاریخ کے اوراق پر ہیں۔ بڑے بڑے سرکردہ لوگوں کو داد و دہش سے سر کیا۔ اور عوام کو جبر و قہر سے کوفہ کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی کہ کسی کو کسی کی خبر نہ ہو، اور کوئی کہیں نہ جاسکے جو یہ حال میں اسل چانک تبدیل سے محکمین کو آپ کی نقل و حرکت کی خبر نہ ملنے کے سبب مدد کا موقع نہ مل سکا۔ حضرت حسینؑ ابھی کوفہ سے پچیس میل دور ہی تھے کہ ابن زیاد کے حکم سے حکم سے راہ ہی میں حرمین یزیدی کے دستہ فوج نے جو ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھا آپ کا محاصرہ کر دیا۔ پھر حرمین سعد کی سرکردگی میں مزید چار ہزار سپاہ روانہ کر کے پہلے حضرت حسینؑ ہی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاروان کا پانی بند کیا پھر ان سب حضرات پر حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا۔

چنانچہ امام بخاریؒ تاریخ صفحہ ۱۱۱ لکھتے ہیں :

ہم سے موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم کو سلیمان
بن سلم ابو المعلى عجل نے بتایا کہ میں نے اپنے والد

سمعت ابا ان الحسین لما نزل
حکربلا فاقول من طعن ف
سراوقه عمر بن سعد فزأیت
عمر بن سعد وابینہ قد ضربت
أعناقهم وعلقتوا علی الخشب
ثم ألحبت فیهم النار۔
سب شہداء کربلا کے سر کاٹ کر ان کو کوڑھ روانہ کر دیا گیا۔

حضرت حسینؑ کے سر مبارک کے ساتھ ابن زیاد کی گستاخی
 کے سامنے طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو اس ابن زیاد
 بدبھاد نے آپ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی کی اس کی تفصیل ”مصحح بخاری“ میں ابن
 الغضائفی نے مذکور ہے :

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ شَا حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ
ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ أَقْبَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ
بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فُجِعَ فِي طِفْلِ
فُجِعَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حَسَنِهِ شَيْئًا
فَقَالَ أَنَسٌ كَأَن أَشْبَهَهُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ مَحْضُورًا بِالْمَوْتِ يَدُ

محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے راوی ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے سامنے
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک
طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو وہ مردود چھڑی
سے اس کو چھیرتا رہا اور آپ کے حسن کے بارے
میں بد بانی کی۔ اس پر حضرت انسؓ نے فرمایا کہ
یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ
تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر
مبارک پر اس وقت وسمہ کا خضاب تھا۔

اور جامع ترمذی میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے ۔

محدث شاخلا دین اسلام البغدادی ختم نبوت سیرت کا بیان ہے کہ محمد سے حضرت انس

ما انصر بن شعیب ناھشام بن
حسن عن حفصة بنت سيرين
قالت ثقی الن بن مالک قال
صحت عند ابن زیاد فجیء
برأس الحسين فجعل يقول بقتیب
فأفقه ویقول ما رأیت مثل
هذا احسن لم یذکر قال قلت
اما أنه کان الشیبه برسر رسول الله
صلی الله علیه وسلم - هذا حدیث
حسن صحیح غریب - ۱۰

عمر بن سعد کا حشر | عمر بن سعد کا جو حشر ہوا وہ ابھی تاریخ بخاری کے حوالہ سے
آپ پڑھ چکے کہ وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد ہی قتل کر دیا گیا اور پھر اس کے لاشے کو لوگ میں
جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ سن کر کاہل ہے۔

ابن زیاد کے سر کے ساتھ | اور ثلاثہ میں بروز فاشوراد ہی ابن زیاد بے شہاد بھی
کیا غیر تناک معاملہ ہوا | ابراہیم بن ابراہیم کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسے مصر میں
جہاں ثلاثہ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے ساتھ پیش کیا گیا تھا
اس کا سر مبارک بھی رکھا گیا پھر اس کے سر پر جو تین وہ سننے کے لائق ہے۔ امام ترمذی
اپنی جامع میں فرماتے ہیں :

عن عمار بن عبدی قال لما جئ برأس
عبيد الله بن زياد واصحابه فحدثت
في المسجد في الرحبة فالتفت اليهم
وهم يقولون قد جاءت قد جاءت
سارہ بن عیسیٰ بیان ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد
اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر چوک کی مسجد
میں بالترتیب رکھے گئے تو میں بھی وہاں پہنچا
اس وقت لوگوں کی زبان پر تھا وہ آیا وہ آیا

فاذا احببته قد جاءت تغلغل
الرفوس حتى دخلت في مغزى
عبيد الله بن زياد فمكثت
هنيهة ثم خرجت فذهبت
حتى تعقبت شمر قالوا قد
جاءت قد جاءت ففعلت ذلك
مرتين أو ثلاثاً. هذا حدیث حسن صحیح ۱۱

یزید کا دنیا سے ناکام دنا مراد جانا | اور یزید کا جو حشر ہوا وہ جاننا ابن کثیر کے
الفاظ میں یہ ہے :

وقد أخطأ يزيدي خطأ فاحشاً
في قوله لسلعم بن عقبة أن
تبيع المدينة ثلاثة أيتام
وهذا خطأ كبير فاحش مع
ما انضم إلى ذلك من قتل
خلق من الصحابة وابناءهم
وقد تقدم أنه قتل
الحسين واصحابه على يدي
عبيد الله بن زياد وقد وقع
في هذه الثلاثة أيتام من
الأسد العظيمة في المدينة
السنبوتية ما لا يحصى ولا يوصف
علا ليعلم إلا الله عز وجل
یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہہ کر کہ وہ تین دن تک
مدینہ نبوی میں قتل و غارت گری جاری رکھے
بڑی خطا فاحش کی، یہ بڑی سخت اور خوش غلطی
ہے اور اس کے ساتھ صحابہ اور صحابہ زادوں
کی ایک خلقت کا قتل عام اور شامل ہو گیا۔ اور
سابق میں گزر چکا کہ حضرت حسین اور ان کے
اصحاب عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کر ڈالے
گئے مدینہ منورہ میں ان تین دنوں میں ، وہ
مفاسد عظیمہ واقع ہوئے کہ جو حد و حساب سے باہر
ہیں اور بیان کیے ہی نہیں جاسکتے۔ بس اللہ
عزوجل ہی کو ان کا علم ہے۔ یزید نے تو مسلم بن
عقبہ کو بھیج کر یہ چاہا تھا کہ اس کی سلطنت و
اقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے

وقد اراد بار سال مسلمین
عقبه توطيد سلطانہ و
ملککہ و دو امر آتامہ من
غیر منافع فعاقبہ اللہ
بنفیض قصده و حال بلیہ
وبین مایشتمیہ فتصمہ اللہ
قاصم الجبارۃ و اخذہ اخذ
عزیز مقتدر و کذلک اخذ
رَبِّکَ اِذَا اخَذَ الْغُرَى وَ هِیَ ظَالِمَةٌ
اِنْ اخَذَ اِلَیْہِ شَدِیدٌ ۝

ایام حکمرانی کو بلا تزلزل دوام حاصل ہو
مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف مراد اس
کو سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے
درمیان آڑے آگیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے
جو سب ظالموں کی کمر توڑ دیتا ہے اس کی بھی کمر
توڑ کر رکھی اور اسے اسی طرح دھچک دیا جس طرح
کہ غالب اور باقتدار پکڑا کرتا ہے اور اسی
طرح ہے تیرے رب کی پکڑ جبکہ وہ پکڑ تمہارے سینے
کو اور وہ ظلم کرتے ہوئے ہیں بے شک اس کی پکڑ
دروناک ہے شدت کی

اس کی نسل کا منقطع ہو جانا اور خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نسل النکاح
میں فرماتے ہیں :

روز طفت باقی نہاندا زاد او دوسے مگر
زین العابدینؑ جس حق تعالیٰ از صلب
دے آتقد رکخواست اذ اہل بیت نبوت
بیسرون آورد و در شرق و غرب منتشر
گردانید چنانچہ پنج ناجیہ و پنج شہرے
از وجودشان غالی نیست و نباشد
و از یزید و اخلا فاش یک ہی نگذاشت
کہ خانہ آبادان کنند و آتش اشہد
و اللہ تعالیٰ راست ترین گویند کاویات
پر حبیب خود کہ فرمود ۱۔ اے

کر بلا کے دن حضرت حسینؑ کی اولاد و غریب
بجز حضرت زین العابدینؑ کے کوئی مرد باقی نہ بچا
پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندان نبوت
کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور
ایران کو شرق و غرب میں پھیلادیا چنانچہ کوئی نواح
اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود
خالی ہو اور نہ کبھی غالی ہوگا اور یزید اور اس کی
نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو مگر
آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے نہ کوئی ناک ایوا
رہ نہ پانی دیا اور اللہ تعالیٰ سب سے پہلے کہ جسے

شأنک ہوا لا بترہ ۝
اپنے حبیب حضرت محمدؐ کی طرف سے فرمایا تھا کہ
بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رو گیا و م کنا۔

یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسینؑ
یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے اور ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت
میں عربی سود کے سانسے جو تین شریکوں میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دمشق بھی دیا جائے
تاکہ میں اپنے ابن عم (پچا زاد بھائی امیر یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر معاملہ اس طریقے پر کروں
جس طرح میرے بھائی حسن نے امیر معاویہ کے ساتھ کیا تھا۔ سائل نے فاضل یدی فی یدہ
کے الفاظ تو فضل کے بقیا الفاظ تاریخ کی کس کتاب میں منقول ہیں۔

اس پر روایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث یہاں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے
کہ کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے کسی دور میں بھی یزید کی خلافت
منعقد ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی؟

سب سے پہلے جب یزید کی ولید بیوی کی تعزیر عمل میں آئی تو کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
نے اس کی ولی جہدی کی بیعت کی اور اس کو درست بتایا؟ پھر جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی وفات پر یزید کے عامل مدینہ ولید بن عقبہ نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو کیا آپ نے
اس مطالبہ کو منظور فرمایا؟ کیا آپ نے مدینہ طیبہ کو صرف اسی بنا پر خیر باد نہیں کہا کہ یزید کے مقرر
کردہ عامل مدینہ کی طرف سے اس سلسلہ میں آپ پر ناجائز دباؤ و الا جبار ہوا؟ کیا آپ
اسی وجہ سے وہاں سے چل کر حرم مکہ میں نہیں آ گئے تھے؟ حرم مکہ میں ہی آپ نے یزید کی بیعت
پر کبھی ایک لمحے کے لیے بھی انکار یا رضامندی کیا تھا؟ پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت منکرات بھی
سمجھتے تھے چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری "الفصل فی الملل والایہام و الفحل" میں رقمطراز ہیں:
اذا رأى أنهما بيعة ضلالة ۝ حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت
بیعت منکرات ہے۔

آپ کا اخیر خطبہ جو آپ نے میدانِ کربلا میں دیا، آپ کے موقف کو صاف صاف بتا رہا ہے یہ خطبہ احیاء العلوم امام غزالی کے حوالے سے نقل کیا جا چکا۔ حضرت ابن عباس کا وہ خط بھی پڑھ لیجئے جو آپ نے یزید کے نام لکھا تھا اور جو سابق میں تاریخ الکامل ابن اثیر کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں ان میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے موقف سے رجوع کر کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے راضی ہو گئے تھے حالانکہ یہ دونوں مواقع ایسے تھے کہ جہاں ایسی اہم بات کا ذکر ضروری تھا۔ پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے رفقاء یا حضرات انصارِ مدینہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی جب سے وہ یزید کے خلاف کھڑے ہوئے کبھی اپنے موقف سے رجوع کیا جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے۔ حضرت تو عزم و ہمت اور عزیمت کے اعتبار سے ان سب حضرات سے برتر اور بڑھ کر تھے۔ اور کمالات و فضائل کے اعتبار سے اپنے تمام معاصرین میں اس وقت کوئی ان کا ہمسرہ تھا وہ بھلا کس طرح اپنے صحیح موقف سے رجوع کرنا سکتے تھے وجہ یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ و تابعین کے نزدیک یزید کی شخصیت ناپسندیدہ تھی۔ چنانچہ حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَكْرَمُنَا أَكْرَمُنَ الصَّحَابَةِ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ومن التابعین حضرت نے بھی یزید بن معاویہ، ولید اور بیعة یزید بن معاویہ والولید و سلیمان سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ صرف لانہم کا نواغیر مرضی ہیں۔ اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ شخصیتیں تھیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید نے اپنی حرکات سے توبہ کی، نہ ان حضرات میں سے کسی نے اس سے بیعت کا ارادہ منہ نہ کیا، ہر حال اگر اہل سنت کی کتابوں میں یہ روایت حاضرین واقف سے پسند صحیح مذکور ہو تو ضرور پیش کی جائے ہم بعد شکر یہ اس تحقیق کو قبول کریں گے۔

حضرت حسین کا شمار نجباء صحابہ میں ہے | حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کرام رضہ کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ”نجباء“ (خاص برگزیدہ صحابہ) اور ”رقبار“ (جو آپ کے احوال کے نگران ہیں) میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

عن علی قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لكل نبي سبعة نجباء ورفقاء وأعطيتم آتانا أربعة عشر قلنا من هم؟ قال أئمة أئمة بني أمية وجعفر وحمزة و أبو بكر وعمر ومصعب بن عمير وبلال و سلمان و عمار و عبد الله بن مسعود و أبو ذر و المقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

”نجیب“ کے معنی برگزیدہ اور ”رقیب“ کے معنی نگران احوال کے ہیں، شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی ”اشعۃ اللمعات“ میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ازین معلوم میشود کہ درین چہارہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ بحسب نجابت و رقابت خصوصیت بہت کے چودہ بزرگوں کو نجابت و رقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ علیؑ
 دسین اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔
 اب غور فرمائیے کہ جو حضرات شریفِ نبات

کے تمام حالات کے سچے ہوں ان کے مزاج مثلاً نبوت ہونے میں کیا شبہ
 ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات کا جو اقدام بھی ایسے مواقع پر ہوگا وہ
 جادہ شریعت سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے حضرت علیؑ حضرت حسن
 اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے وقت میں مخالفین کے ساتھ جنگ
 و مسلح کا جو اقدام بھی کیا وہ امت کے عین مفاد میں تھا اور تمام اہل سنت کا اس پر
 اتفاق ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اپنے تمام جنگوں میں حق پر تھے اور حضرت حسن رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف بالکل صحیح تھا۔ چنانچہ علامہ عبدالحی بن محمد حنبلی رحمہ اللہ
 "شدات الذہب" میں لکھتے ہیں

والعلماء مجمعون علی تصویب
 قتال علی لمخالفیہ لانسہ
 الامام الحق ونقل الاتفاق
 ایضا علی تحسین خروج الحسین
 علی یزید وخروج ابن الزبیر
 وأهل الحرمین علی بنی امیہ
 وخروج ابن الأشعث ومن
 معہ من کبار النبییین والصلیین
 علی المجتہد الجہود رأوا
 جواز الخروج علی من کان مثل
 یزید والمجتہد ومنہم من
 جوز الخروج علی من کان ظالم
 اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے
 کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ نیز اس پر بھی اتفاق
 منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
 خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف
 اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین
 اور بزرگانِ مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن
 تھا پھر جہود علماء کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج
 جیسے (ظالم اور فاسق) حکمرانوں کے خلاف اٹھ
 کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو
 یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے۔

حسین اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے
 یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر حضرت حسین
 رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت پر اگر وقت میں راضی ہو گئے

تھے تو پھر ان کو عمر بن سعد یا عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر لینے سے آخر
 کو نسا امر مانع تھا کیا وہ بھی ان خود بائندہ (حب جہ) میں گرفتار تھے کہ صرف بادشاہ وقت
 ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس کے عمال کے ہاتھ پر بیعت کرنا ان کی کسر شان ہے
 اسی طرح اسی صورت میں خود یزید کی مثال کو انہیں دشمن پہنچانے میں آخر کیا مہذب تھا؟
 اور جب یہ اطاعت کے لیے تیار تھے تو پھر انہیں ناحق قتل کرنے سے کیا فائدہ تھا؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بیعت پر آمادہ تھے مگر
 عبید اللہ بن زیاد نے زبردستی آپ کو قتل کر دیا تو سوال یہ ہے کہ عبید اللہ بن زیاد اور
 عمر بن سعد کو آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی کونسی ذاتی عداوت تھی جس نے ان
 لوگوں کو آپ کے قتل پر مجبور کیا تھا؟

اور اگر یہ لوگ اس قدر خود مر گئے کہ باوجود اس کے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 یزید کی بیعت پر آمادہ تھے مگر پھر بھی وہ ان کے قتل سے باز نہ رہے تو یزید کیا برائے نام
 خلیفہ تھا کہ جو عضو معطل بنا بیٹھا تھا اور جو کچھ کرتے تھے اس کے عمال بدلہ ہی کرتے
 تھے۔ اور اگر واقع میں یزید با اقتدار خلیفہ تھا اور اس کے مشاکے بغیر شہر بدلے کر بلا کو قتل
 کیا گیا تو پھر اس نے اس بارے میں اپنے عمال بد سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اتنی بحث و رایت کے اعتبار سے اس روایت کے ناقابل قبول ہونے کے لیے کافی
 ہے جو مستفتی نے منقل کی ہے کہ "فاصلہ یدی فی یدہ" اور یہ کسی قابل وثوق
 سند سے ثابت بھی نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اس کے برخلاف عقبہ بن سمان کی صاف تصریح کتب تواریخ میں
 موجود ہے۔ چنانچہ حافظ عزالدین ابن الاثیر جزیری اپنی تاریخ الکامل میں فرماتے ہیں:
 وقد روی عن عقبہ اور بلاشبہ عقبہ بن سمان سے مروی ہے کہ انہوں نے
 بن سمان انہ قال صحبت بیان کیا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

الحسین من المدینة إلى مكة ومن مكة إلى العراق ولم أفرقه حتى قتل و سمعت جبيع مخاطباً له الناس إلى يوم مقتله فوالله ما أعطاه ما يتذكر به الناس من أنه يضع يده في يدي يزيد

مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کبھی جدا نہ ہوا۔ میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگوئیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں۔ سو بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے اور اس سے بیعت کر لیں گے۔

یہ عقبہ بن سمان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ باب کے غلام تھے عمر بن سعد نے غلام ہونے کے باعث ان کو زندہ چھوڑ دیا تھا۔

خضریٰ کی تحقیق [مخاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ] کے مصنف محمد خضریٰ کی تحقیق بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں :

ولیس بصحیح أنه عرض عليهم أن يضع يده في يدي يزيد فلم يقبلوا منه تلك العود وعرضوا عليه أن ينزل على حكم ابن زياد

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لیے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لیے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی یہ پیشکش قبول نہ کی اور آپ کے سامنے یہ بات رکھی کہ ابن زیاد کے فیصلہ پر تسلیم فرم کریں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخیر وقت میں یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے۔ نہ روایت کے اعتبار سے صحیح ہے نہ روایت کے اعتبار سے۔ اور جو اس

امریکی صحت کا مدعی ہوا اس کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ کوئی روایت پیش کرے تاکہ اس کا مدعا ثابت ہو۔

بارہواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خروج بغاوت نہیں بلکہ ایک اجتہادی سیاسی خطا تھی جس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا

اس شبہ کا جواب

یہ شبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلوایتوں کے خلاف کوئی اقدام نہ کر کے سیاسی غلطی کی تھی اور یہ خطا آپ کی اجتہادی تھی۔ بہر حال بغاوت ہو یا "اجتہادی سیاسی خطا" جب بقول مستغنی حضرت نے اپنے پہلے موقف سے رجوع فرمایا تھا تو اب ان کو شبہید کرنے کا کیا جواز تھا؟ اور خیر حضرت کو تو خاک بدہن گستاخ بقول مستغنی شرک النفس لوگوں نے امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا تھا اور اس کا سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی اور ان کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا مگر ان ناصبی قاتلان حسین کو خاندان نبوت کا چرغ ٹھل کرنے کے لیے کس شیطان نے کہا تھا اور انہوں نے اپنا دین و ایمان کس خبیثت کے کہنے میں اگر برباد کیا؟ اس پر مستغنی نے کچھ روشنی نہ ڈالی۔

سبائی کون تھے [اور یہ ابج بھی خوب ہے کہ] اس کا اصل سبب سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی ہے "سبائیوں کو تو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلایا تھا۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهَا
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ زنادقہ لائے گئے آپ نے ان کو نذر آتش کر دیا۔

یہ زنادق کون تھے ان کے بارے میں علامہ محمد بن یوسف کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 "الکوکب الدراری شرح بخاری" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام
 ابوالمفسر الاسفرائینی کی کتاب "التبصرہ" سے ناقل ہیں :
 هم طائفة من الروافض تدعی یہ روافض کا وہ گروہ تھا جس کو سبائی کہا جاتا
 السبائیة ادعوا ان علیاً الہ و ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی خلیفہ ان کا
 کان رئیسہم عبد اللہ بن سبا و سربراہ عبد اللہ بن سبا تھا جو اصل میں
 کان اصلہ یہودیاً ہے۔ یہودی تھا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں :

وأخبار عبد الله بن سبابة في عبد الله بن سبا کے واقعات تواریخ میں مشہور
 المتوابع وليست له رواية وشبه الحمد ہیں بحدیث سے کوئی روایت نہیں ہے۔
 وله أتباع يقال لهم السبائيون اس کے متبعین کو "سبائیہ" کہا جاتا ہے یہ
 يعتقدون إلهية علي بن أبي طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 وقد أخرجهم علي بن النوفلي کی الوہیت کے قائل تھے۔ ان کو حضرت علی
 خلافت سے کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلادیا تھا۔

اب ذرا غور فرمائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سبائیوں کے ساتھ جو
 عبرت انگیز معاملہ کیا وہ سب کچھ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے
 ہوا پھر یہ کیسی لعوبات ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے کے بعد بھی ان سے دھوکھا
 کے لیے خود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو تجویز کیا جائے اس سے زیادہ حضرت حسین
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور کیا غلط بیانی ہو سکتی ہے۔ ناہمی اور رافضی دونوں
 کا شمار خلق خدا میں بدترین جھوٹ بولنے والوں میں ہے۔

یہ افتراء کہ کوئی سبائیوں نے لڑائی اور یہ قتلنا افتراء ہے کہ یہ "کوئی سبائیوں کی
 میں پہلے کر کے ضلع نہ ہونے دی کی محض سوچی سمجھی سبکدوشی کی لڑائی میں پہلے کر کے

عمل کو پورا نہ ہونے دیا جائے، جنگ میں پہلے کرنے والے ناہمی تھے سبائی نہیں۔
 مستفتی نے ابن زیاد اور ابن سعد کے سبائی ہونے پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ ابن
 اس دور کے ناہمی محمد بن یحییٰ بن ایک سوچ سمجھی سبکدوشی کے تحت اب یہ جھوٹا من گھڑت افسانہ
 تیار کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف بربادی کی بیعت پر بالکل تیار ہو گئے
 تھے بلکہ اس سے بیعت کرنے کے لیے دمشق کی طرف بھی چل پڑے تھے اور عمر بن سعد
 حرم بن یزید اور شمر بن لہویش اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ قافلہ حسینی کی نگرانی کے لیے ان کے
 ساتھ تھے جو مخدرات حرم کے احترام کی وجہ سے قافلہ سے پیچھے رہتے تھے کہ اسی اثناء
 میں ان ساتھ کو فیوں نے جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ سے کرنا تک
 ساتھ رہے تھے ایک روز عصر کی نماز کے بعد موقع پا کر جھپٹنے کے وقت حضرت حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے کیپ پر حملہ کر کے ان کو موج ان کے رفقاء کے اچانک شہید کر ڈالا۔ اور پھر شمر
 اور عمر بن سعد کے دستہ فرجے ان قاتلوں کو کھڑکیر کر قتل کر دیا۔ یہ وہ فساد ہے جو
 "مجلس عثمان غنی" کے اراکین نے اپنے دل سے گڑبڑ "دستان کر بلا" اور "حادیہ کر بلا"
 نامی دو کتابوں میں کچھ کر شائع کیا ہے اور پھر ان کو بار بار طبع کر کے ہزاروں کی تعداد میں
 مفت تقسیم کیا ہے حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ذکر صحیح تو درکنار کسی جھوٹی اور موضوع
 روایت میں بھی موجود نہیں، اس سے پہلے محمد و احمد عباسی نے اس سلسلہ میں یہ داستان
 لکھی تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن سعد کے درمیان مسلح کی گفتگو جاری
 تھی اور معاملہ باہمی طے ہونے کو تھا کہ جب مزید امتیاط کی غرض سے قافلہ حسینی سے تنہا
 لینے کا مطالبہ کیا گیا تو ان کو فیوں نے اور مسلم بن حنفیہ کی اولاد نے اچانک عمر بن سعد کی فوج
 پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی بنا پر عمر بن سعد کی فوج کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قتل کر دیا اور ان کے
 باتیں محض جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ خدا تعالیٰ ان جھوٹوں کا منہ کالا کرے۔ اس جھوٹ کی
 تفصیل معلوم کرنا ہو تو ہمارے رسالہ "شہداء کر بلا پر افتراء" کا مطالعہ کرنا چاہیے
 صحابہ کی جماعت حضرت حسین کے موقف کی حامی تھی اور یہ کہنا کہ "کسی صحابی نے اس

خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا حالانکہ اس وقت خاصی تعداد صحابہ کرام کی موجود تھی باہل غلط ہے صحابہ کرام کی جو تعداد ہی بہت تعداد اس وقت باقی رہ گئی تھی وہ آپ کے موقف کی حامی تھی چنانچہ حافظ ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں جہاں یہ لکھتے ہیں کہ "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کے لیے ترغیب دے کر روانہ کیا تھا" وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں :

قلت : هذا يدل على
تصويب عبد الله بن عمرو
الحسين في ميصر وهو
راي ابن الزبير وجماعة
من الصحابة شهدوا
الحرة

میں (ذہبی) لکھتا ہوں کہ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کو فدیہ ہم پر جانے کو بھیج سمجھتے تھے اور یہی رائے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحابہ کرام کی اس جماعت کی تھی جو واقعہ حرہ میں شریک ہوئے۔

علامہ ابن حزم کاہری اور شیخ عبد بن محدث دہلوی کی تصریحات اس بارے میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور حافظ ابن کثیرؒ "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں :

بل الناس إنما يلهو بالحسين
لأنه السيد الكبير وابن بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس
على وجه الأرض يومئذ أحد يمايه
ولا يساويه ولكن الدولة التي يذبح
كانت كلها تناوبه

بلکہ سب لوگوں کا میلان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف تھا کیونکہ وہ سید کبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور ان دونوں کے روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو ان کے مماثل و مساوی ہو لیکن یزیدی حکومت سب کی کانت کلاہا تناوبہ

یہاں "الناس" کا لفظ قابل غور ہے کہ جس میں یزیدی ارکان مملکت کے علاوہ اس محمد کے سارے ہی حضرات آجاتے ہیں اس لیے یہ شبہ باہل ایسا ہی ہے جیسا کہ رافضی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہمیشہ کیا کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ اس وقت صحابہ کرام سے بھرا ہوا تھا مگر کسی ایک صحابی نے بھی اس وقت ان کا ساتھ نہ دیا۔

آخر نہایت بے کسی کی حالت میں میں حرم نبوی میں گھر کے اندر گھس کر ان کو قتل کر ڈالا گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکر معطل سے نکلنے وقت یہ کسی کو معلوم تھا کہ اسی سفر میں آپ کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی رزم میں شہید کر ڈالا جائے گا۔

صحابی رسول کا معرکہ کربلا میں شہید ہونا | پھر بھی حضرت انس بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ ہی کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں چنانچہ امام بخاری "السنن الکبریٰ" میں فرماتے ہیں :

انس بن الحارث قتل مع الحسين
بن علي سمع النبي صلى الله
عليه وسلم

انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے

احادیث کی رو سے حضرت حسینؑ کے موقف کی صحت | حضرت انس بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کا متن یہ ہے :

ان ابني يعني الحسين - يقتل بارض
يقال لها كربلاء فمن شهد منكم
ذلك فليتنصروا

میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا جائے گا یہاں لکھا کہ اگر تم میں سے کوئی اس موقع پر موجود ہو اس کی مدد کرے۔

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے۔ اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں امام بغویؒ کی "معجم الصحابہ" کے حوالہ سے بسند نقل کیا ہے :

اس روایت سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی صحت روایتوں کی طرح عیاں ہوگئی اور جیسا کہ سابق میں بھی گزرا حضرت علی اور حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امت کے نخباء و رقباء میں سے تھے اور اس منصب کی ذمہ داری تھی کہ امت میں جب بھی کوئی فحشا پیدا ہو یا اس کا بد وقت تدارک کریں خواہ اس

عن ابی ہریرۃ قال نظر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علیؑ و
حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا

قلہ ابی الامر وکان غیر اہلہ و
 نافع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فقصد عمرہ وابتز عقبہ
 وصار فی قبرہ وھینا بذنوبہ
 ثم بکی وقال ان من اعظم الامور

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل
 ہی نہ تھا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نو اسے سے نزاع کی آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور
 نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں
 کی ذمہ داری لے کر دفن ہو گیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے

علینا علنا سوء مصرعه وبئس
منقلبہ وقد قتل عترۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وأباح الخمر
وخرّب الکعبۃ ولم أذق
حلاوة الخلافۃ فلا أقصد من ارتقا
فشانکم وأمرکم واللہ لئن کانت
الدنیا خیرا لقد بدلنا منها حظا
ولئن کانت شرّا فکلنی ذریۃ
أبی سفیان ما أصابوا منها
یخرجون لکے جرات ہم پر سے زیادہ گرائی ہے
وہ یہ ہے کہ اس کا زراۃ انجام اور بری عاقبت
ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ اس نے
واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیا
شراب کو سباج کیا بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے
خداوند کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی بیٹیوں کو
کیوں بھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام
خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل
کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد
نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔

یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت | اور یزید کے خاص انخاص شریک کار
اس کے برادر عمر او (بشرطیکہ استعلاقی زیاد صحیح ہو) عبید اللہ بن زیاد کے الفاظ
ملاحظہ ہوں کہ امام اہل السنۃ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ بسند ذیل نقل
فرمایا ہے :

حدثنا ابن حمید قال :
حدثنا جریر عن معمر قال :
کتب یزید إلی ابن مرجانہ
ان اعز ابن الزبیر قتال، لا أجمعها
للعاسق أبداً أقتل ابن بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واغزو البیت، وقال، وکانت
یزید نے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد)
کو لکھا کہ "جا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں
اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں
اپنے نامہ اعمال میں بھی جمع نہیں کر سکتا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل
کر چکا اپنے خاندان پر بھی چڑھائی کر دوں،

امہ مرجانۃ امراء صدق
فقلت لعبد اللہ حنین
قتل الحسین علیہ السلام
ویلک ماذا صنعت وماذا
رکبت
غیر و کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھیل
عورت تھی جب عبید اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ
منہ کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کہ تجھ
پر افسوس تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔

یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے | اس لیے علماء اہل سنت والجماعہ میں
جو حضرات اکابر یزید علیہ المستقر پر لعن ملعون یا اس کی تکفیر و تفسیق کہتے ہیں
وہ بلا وجہ نہیں کرتے۔ یزید کا فسق تمام اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اس
بارے میں دورائے نہیں ہیں اور کسی خاص کی بات اس سلسلہ میں درخور اعتنا
نہیں البتہ اس کی تکفیر کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ امام صدر الاسلام
ابوالعزیز دؤی نے کیا خوب لکھا ہے :

وأما یزید بن معاویۃ کان ظالما
ولکن هل کان کافرا تکلم
الناس فیہ بعضهم کفروہ
لسا حکم عن من اسباب الکفر
وبعضهم لم یکفروہ وقتلوا
لہم یصح منہ تلک الاسباب
ولاحاجۃ بأحد إلی معرفۃ
حالہ فان اللہ تعالیٰ أعفانا
عن ذلک
یزید بن معاویہ، وہ ظالم تھا لیکن آیا
کافر بھی تھا یا نہیں اس بارے میں علماء
میں گفتگو ہے بعض اس کو کافر بتاتے ہیں
کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں
جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر
نہیں کرتے وہ کہتے ہیں یہ باتیں صحیح نہیں
اور کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کی ضرورت
بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے
عفو فرمادیا۔

بہر حال اگرچہ امتیاط اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس کی تکفیر سے گریز کیا جائے
مگر بہر صورت اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقة"

میں بہ راحت کھڑے :

و علی القول بانہ مسلم فہو اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے) فاسق شریر سکیڑ جیسا شریر کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، اشرہ کا ستوا لیا تھا، اٹھا کر نیک یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استغاثہ کرنا ان کی شہادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی وقعت گرانا ایسی جہودہ حرکت ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

شہادت حسین پر حضور علیہ السلام کا قلق حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام اور ملک القضا (بارش کا فرشتہ) کے ذریعہ اپنی حیات مبارکہ میں پہنچی تھی جس سے آپ کو سخت رنج و اضطراب ہوا تھا اور بعد وفات بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر آپ کے رنج و قلق اور سخت پریشانی و اضطراب کا ذکر احادیث میں وارد ہے چنانچہ :

عن ام الفضل بنت الحارث حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آن رات ایک بُرا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا؟ عرض کیا بہت ہی بُرا ہے، (بیان سے باہر ہے) آپ نے پھر فرمایا کیا دیکھا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ گویا کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گردن میں ڈال دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے تو بہت اچھا خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ کے لڑکا پیدا ہو گا اور وہ مجھ تمہاری گود میں رہے گا

غلاما یسکون فی حجرک (چنانچہ ایسا ہی ہوا) حضرت فاطمہ کے یہاں حضرت فولدت فاطمۃ المحسین جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا میری گود میں آئے پھر ایک روز میں ان کو لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئی اور ان کو آپ کی آغوش میں دے دیا اسی اثناء میں میری توجہ ذرا دیر کے لیے دوسری طرف ہوئی تو (کیا دیکھتی ہوں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارکہ سے آنسوؤں کی دھاریاں گرنے لگی تھیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر نثار آپ کو کیا ہو گیا، فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو غرق قتل کر دے گی میں نے عرض کیا، ان کو، فرمایا ہاں! اور مجھے ان کے قتل کی سزا دیت بھی لا کر دی ہے۔

ترجمہ حرماء

واضح رہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ اور بڑی قدیم الاسلام صحابیہ ہیں صاحب کوفۃ نے "اسماء رجال مشکوۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یہ مشرف باسلام ہو گئی تھیں۔

وعن ابن عباس انہ قال اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز دو پہر کے وقت خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ہیں چہرہ مبارک ذات یوم بر نصف النهار

أشعث أُنْصِبَ مَبْدَهُ قَارِوَةً
فِيهَا دَمٌ مُقْلَتٌ بِأَبٍ
أَنْتَ وَأَنْتَى مَا هَذَا؟ قَالَ
هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ
وَأَمَّا أَوَّلُ الْخَطَّةِ مِنْهُ
الْيَوْمَ فَمَا حَصَى ذَلِكَ
الْوَقْتُ فَأَجِدَ قَتْلَ ذَلِكَ
الْوَقْتِ -
رواهما السيِّهقي وِدَلَانِي
النُّبُوَّةُ وَاحِدُ الْآخِرَةِ

غبار آلود ہے اور آپ کے دست مبارک میں
ایک شیشہ کی بوتل ہے جس میں خون بھرا ہوا ہے
میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر خدا
ہوں، یہ کیا حالت ہے؟ یہ بوتل کیسی ہے،
فرمایا یہ حسین اور ان کے رفقاء کا خون ہے
جس کو آج دن نیکے سے سمیٹ رہا ہوں۔ ابن ابی
کابیان ہے کہ اس وقت کا میں صاب لگا تا ہوا
نویہ وہی وقت تھا جس وقت ان کو شہید کیا تھا
ام الفضل اور ابن عباس دونوں کی روایتوں
کو یہ ہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔
اور امام احمد نے اپنی مسند میں اخیر کی روایت
نقل کی ہے۔

وَعَنْ سَلْمَى قَالَتْ دَخَلْتُ
عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي
مَقْلَتٌ مَا بِيَكِيكَ؟ قَالَتْ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَعْنَى فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ
وَالْحَيْثُ الْقَرَابُ، فَقُلْتُ
مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ
شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ أَنَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اور حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ کی خدمت
میں حاضر ہوئی تو دیکھا وہ رو رہی تھیں میں نے
عرض کیا آپ کیوں روتی ہیں فرماتے لگیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حالت
میں دیکھا ہے کہ آپ کی ریش اور سر مبارک پر غمگ
پڑی ہوئی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو
کیا ہو گیا فرمایا میں ابھی ابھی حسین کو قتل ہونے دیکھا
اس روایت کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل
کیا ہے۔

اب غور فرمایں کہ احادیث کیا بتاتی ہیں مگر ناہمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت
پر خوش اور مسرور ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طنز و طعن اور ان کا
استحقاق ان کا شیوہ ہے۔

شہادت حسینؑ کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان | حافظ ابن تیمیہؒ نے خوب لکھا ہے
وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرَادَ
اللَّهُ تَعَالَى بِالشَّهَادَةِ فَهَذَا
الْيَوْمِ وَأَهْلَانِ بِذَلِكَ
مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَعَانَ عَلَى
قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِقَتْلِهِ، وَلَهُ
أَسْوَأُ حَسَنَةِ بَعْدَ سَبَقِهِ
مَنْ الشَّهَادَةِ فَأَتَاهُ وَآخِرُهُ
سَيِّدُ الشَّبَابِ أَهْلُ الْجَنَّةِ
وَكَانَ قَدْ تَرْتَبًا فِي
عِزِّ الْإِسْلَامِ لَمْ يَنَالَا مِنْ
الْهَجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَالْمَبِيرِ
عَلَى الْأَذَى فِي اللَّهِ مَا نَالَهُ
أَهْلُ بَيْتِهِ، فَكَرَّمَهَا
اللَّهُ تَعَالَى بِالشَّهَادَةِ تَكْيِلاً
لِكُرَامَتِهِمَا وَفِعْلاً لِدَرْجَاتِهِمَا
وَقَتْلَهُ مَصِيبَةً عَظِيمَةً

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے خوب لکھا ہے
اس دن شہادت سے معزز و مکرم فرمایا اور اس
جس نے بھی ان کو قتل کیا یا ان کے قتل میں امداد
کی یا ان کے قتل سے راضی ہوا اس کی امانت
فرمائی حضرت تو لکھے شہداء کا اچھا نام نہ تھے
کیونکہ بلاشبہ حضرت حسین اور ان کے بھائی حضرت
حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں جوانانِ جنت
کے سردار ہیں ان دونوں حضرات کی نشوونما چونکہ
اس عہد میں ہوئی تھی جبکہ اسلام کا غلبہ تھا اس لئے
دوسرے بزرگانِ اہل بیت کی طرح ان دونوں کو
ہجرت، جہاد اور راہِ خدا میں اذیت پر صبر کا موقع
نہ مل سکا جو ان حضرات کو ملا تھا لہذا حق تعالیٰ نے
ان دونوں حضرات کو بھی مرتبہ شہادت پر فائز فرما
کر معزز فرمایا تاکہ ان کے اعزاز و تکریم کی تکمیل ہو
اور ان کے درجات بلند ہو جائیں۔ حضرت حسینؑ
کی شہادت بڑی عظیم مصیبت ہے۔

حضرت حسینؑ سے حضور علیہ السلام کا محبت کرنا
اور خلفائے ثلاثہ کا ان کا احترام کرنا
یہ ناہمی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں ان کی قدر

تو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل سے کوئی پوچھے۔ حافظ ابن کثیرؒ
 "المبدأ والنہایہ میں فرماتے ہیں
 وقد أدرك الحسين من حياة النبي صلى الله عليه وسلم خمس سنين أو نحوها وروى عنه أحاديث
 وبتذكرة ما كانت رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر مهابه وما كان يظهر محبتهم والحنو عليهما والمقصود أن الحسين عامر برسول الله صلى الله عليه وسلم وصحب إلى أن توفي وهو عنه راجح ولكنه كان صغيرا ثم كان الصديق يكرمه ويعظمه وكذلك عمر وعثمان وصحب أبيه وروى عنه وكاف معه في مغازيه كلها في الجبل وصفين وكان معظما موقرا ولعزله في طاعة

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے پانچ سال یا اس کے گھ بھگ پاسے اور آپؐ حدیثیں روایت کیں اور ہم عنقریب ذکر کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں بھائیوں کی کس طرح عزت افزائی فرمایا کرتے تھے اور ان دونوں کے بارے میں کس قدر محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ اور مقتدوی تو یہ بتانا ہے کہ حضرت حسینؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا تھا اور وفات نبویؐ تک آپ کی صحبت اٹھائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تو اس وقت آپ حضرت حسینؑ سے خوش ہو کر گئے تھے لیکن ابھی یہ کم سن تھے پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور اسی طرح حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کا اکرام و تعظیم فرماتے رہے حضرت حسینؑ برابر اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے ان سے حدیثیں بھی روایت کیں اور تمام غزوات حیدری میں جن میں مجمل و صفین بھی شامل ہیں حضرت علیؑ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے

آبیہ حتی قتلہ

یہ ہر زمانے میں معظم و موتر تھے اور اپنے والد ماجد کی اطاعت میں سرگرم رہے تا آنکہ حضرت علیؑ کو کم الشو جہ نے شہادت پائی۔

اس لیے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں وقت دینا حد درجہ گستاخی و خیر چٹھی ہے اور اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے آمین۔

یاد رہے کہ یزید کی مذمت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں بعض میں صراحت کے ساتھ اس کا نام لے کر مذمت آتی ہے اور بعض میں اس کے عہد نحوست ہمد کی نشاندہی کی گئی ہے اور بعض میں اس کی حرکات و سکنات پر کبھی بعض میں اس کے اغیار قبیلہ رکنہ کی تصریح ہے۔ ان میں سے بعض حدیثوں کا ذکر سابق میں ہو بھی چکا ہے۔ ان احادیث کی تفصیل ہم انشاء اللہ تعالیٰ مستقل رسالہ میں قلم بند کریں گے۔ واللہ الموفق۔

مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف | اور یہ جو مستحق نے لکھا ہے کہ "اسی استفتاء کا جواب مذکورہ فتویٰ کا انتساب مشکوک ہے" بالا اسور کی تائید میں ہمارے محرم شہداء میں دارالعلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی ماتحتی میں دیا جا چکا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

تو الحمد للہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا دارالعلوم بھی موجود ہے اور علم دارالافتاء بھی وہاں سے دریافت کیا جاسکتا ہے ہم تو کہتے ہیں کہ ان بارہ سوالات مذکورہ کی تائید و تصحیح حضرت مفتی صاحب مرحوم کے قلم سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا رسالہ شہید کو بلا کہیں چھپا نہیں۔ چھپا ہوا موجود ہے پڑھ کر دیکھ لیجئے اس رسالہ کے مطالعے ان سوالات کی تردید ہوتی ہے یا تائید؟

یزید کے بارے میں مفتی صاحب | بہر حال مفتی صاحب کا انتساب علماء دیوبند کی طرح ہے کے اکابر کی تصریح کا مست | وہ وطنائے تہذیب و ملت اسلامیہ کا دیوبندی ہی ہیں۔ اکابر

علماء دیوبند جن حضرات علماء کی طرف انتساب میں فخر محسوس کرتے ہیں ان میں شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے خلف راشد شاہ و مبدع مولانا صاحب محدث کی تصریحات یزید کے بارے میں ان اوراق میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

لعن یزید کے بارے میں | حضرت مجدد الف ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے معاصر اور
مجدد الف ثانی کی تصریحات | شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالحزیز کے اکابر میں ہیں۔ یزید کے
بارے میں ان کے مکتوبات شریفہ میں جو کچھ مرقوم ہے وہ یہ ہے :

یزید بے دولت از زمرہ فسق است ، یزید بد نصیب فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے
توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر اس پر لعنت کرنے میں توقف اہل سنت کے
اہل سنت است کہ شخص معین را اگرچہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ کسی شخص معین پر اگرچہ
کافر باشد تجویز لعنت بخودہ اندکسر وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کی تجویز نہیں کیا
آنکہ یقین معلوم کنند کہ نعمت او بر کفر کرتے الایہ کہ بالیقین یہ معلوم ہو جائے کہ اس
بودہ کا بیعت النبی و امراتہ نہ آنکہ او شخص کا قاتل کفر یہ ہوا ہے جیسے کہ ابوہریرہ رضی
شایان لعنت نیست۔ ایش اور اس کی بیوی تھی یزید پر لعنت کرنے سے توقف
الذین یؤدّون اللہ ورسولہ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں۔ ارشاد
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الذُّنُوبِ باری ہے کہ وہ شک جو لوگ اس کے
وَالْاٰخِرَةُ رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں
بھی لعنت کی اور آخرت میں بھی

مکتوبات کے ایک دوسرے نسخے میں "از زمرہ فسق" کی بجائے "از زمرہ فسق"
کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہوتے "یزید سرکش فاسقوں میں سے ہے اور اسی مکتوب میں
سائل کے اس جواب میں کہ : اگر وہ (جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے)
مستحق لعنت ہے۔

اگر اسی سخن در باب یزیدی گفت اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جاتی تو
گنہائش داشت اس کی گنہائش تھی

اور مرقع تراول کے مکتوب (۲۳۱) میں فرماتے ہیں :

ابن منکر قرعہ یزید بے دولت یہ فضیلت شیخی کا منکر یزید بد نصیب کا

۱۸۲ مرقع تراول مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم ص ۶۰ طبع مجددی امرتسر ۱۳۸۵ھ

است کہ بواسطہ احتیاط اور لعن سائنچی ہے کہ احتیاط کے خیال سے اس پر لعنت
او توقف کردہ اند ایذا میکہ حضرت کہنے سے رکھتے ہیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو
پیغمبر از راہ ایذا را لمخافۃ راشدین جو ایذا آپ کے خلفائے راشدین کی ایذا رسانی کے
او میرسد در رنگ ایذا ہے است سبب ہوتی ہے وہ اسی رنگ کی ایذا ہے کہ جو منکر
کہ از راہ ایذا ہے امامیہ بہ اور سد امامین حسنین کی ایذا رسانی کی بنا پر آپ کو ہوتی ہے
علیہ وسلم الصلوۃ والتسلیمات علیہ وسلم الصلوۃ والتسلیمات

بحر العلوم کی تصریح | اور علامہ بحر العلوم نکھوی علیہ الرحمۃ فواتح الرحموت
یزید کے بارے میں | شرح مسلم الشبوت میں ارقام فرماتے ہیں :

و یزید ابنہ مع اللہ کان اور ان کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں
من اخبث الفتاق و کان میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت
بعیداً بمرآجل من الامامۃ سے بمرآجل (کوسوں) دور تھا بلکہ
بل الشک فی ایحانہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے
خذلہ اللہ تعالیٰ والصنیعات اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو
التي صنعها معروفۃ من طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے
انواع الخباثت کی ہیں سب جانی پہ جانی ہیں۔

اور حضرت سید احمد صاحب شہید بریلوی اپنے مکتوبات "میں فرماتے ہیں
رفیق من از بنو حسین بن علی است میرا رفیق حضرت حسین بن علی رضی اللہ
ورفتہ عن لعن من از زمرۃ یزیدی ہے سپاہ میں داخل ہے اور میرے
خالف کار رفیق یزید شعی کے زمرہ میں ہے۔

۱۸۲ حصہ چہارم ص ۱۳۰ - ۱۳۱ طبع معر ۱۳۲۲ھ

۱۸۲ مرقع تراول مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم ص ۶۰ طبع مجددی امرتسر ۱۳۸۵ھ

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :

بلا ریب مشارک یا غازی است
یا شبیب و مقابل یا ابن ابوجہل است
بلا شبیب ہمارا شریک یا غازی ہے
یا شبیب اور ہمارا مقابل ابوجہل
ہے یا یزید ۔

ہندوستان کے اکابر علماء رجب یزید کا نام لیتے ہیں تو اس کے نام
کے ساتھ پلید کا لفظ بڑھادیتے ہیں ۔ یا یوں لکھتے ہیں : یزید علیہ ماہواہلہ
یا یزید علیہ ما یتحقہ^۱ اور یزید بن معاویہ علیہ من اللہ ما یتحقہ^۲ یعنی یزید
کے لیے رحمت اللہ علیہ کے بجائے یوں لکھا کرتے ہیں کہ یزید جس معاملہ کا مستحق ہے اس
کے ساتھ وہی معاملہ ہو ۔

اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے مرشد و شیخ مولانا اشرف علی تھانوی
کے فتاویٰ یزید کے بارے میں امداد الفتاویٰ میں طبع شدہ موجود ہیں ان کو دیکھ لیا
جائے وہ یزید کو فاسق ہی بتاتے ہیں ۔

غیر مقلد مفسیوں کے فتویٰ کی نتیجہ^۳ مطبوعہ استفتاء جو "بشارت مغفرت کے
امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب "۔
کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے فتویٰ کے
بعد غیر مقلدین کے دو مفتیوں کا فتویٰ بھی یزید کے بارے میں ان الفاظ
میں درج ہے ۔

۱۔ ورق ۱۵۱۔ ان دونوں حوالوں کے بارے میں ہم مولانا سید لعل شاہ بخاری علم فرہنگ کے
ممنوی ہیں ۔ ۲۔ تیسیر الفقاری ج ۶ ص ۲۹۹ ۳۔ تیسیر الفقاری ج ۲ ص ۱۵۶ ۔
۴۔ تاج العروس ، مادہ حر ۵۔ ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۶۵

الجواب ۔ امیر یزید علیہ الرحمۃ کے متعلق علاوہ تاریخی حوالجات
کے صحیح بخاری کی حدیث مذکور و رسوا میں بطور پر یزید کی ظہارت
اور مغفرت پر دلالت ہے ۔ پس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور و مغضوب
علیہ قرار دیں ۔ بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا
خود کافر ہو جاتا ہے ۔ جبکہ اس میں کفر کی وجہ نہ ہو ۔ نتیجہ ظاہر ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پیشگوئی میں اس کو مغفور فرمائیں
یہ کافر فاسق و فاجر کہنے والا خود اس کا مستحق بن رہا ہے ۔ ایسے
خیالات و نظریات بابت یزید علیہ الرحمۃ رکھنے والے کے پیچھے
خدا کی ممانعت کہاں ؟ واللہ اعلم بالصواب

مفتیان بالا کی رائے صحیح ہے
ابراہیم افضل عبدالحق

۶۳۱/۵

مولانا
محمد یوسف ظاں
مفتی پاکستان کراچی
کلکتہ والے

نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں
صحیح بخاری کی حدیث
پر تو تفصیلی بحث گذر چکی اور ان دونوں مفتیوں کا غیر مقلدین میں جو مقام ہے
وہ جائیں ، ہندوستان میں نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم سے بڑھ کر
اہل حدیث میں کوئی کثیر التصانیف نہیں گزرا ۔ ان کا جو فیصلہ یزید کے بارے
میں ہے وہ ہم ان کی کتاب "بغیۃ المرائد فی شرح العقائد" سے جو عقائد نسفیہ
کی شرح ہے ۔ پیش کئے دیتے ہیں ۔ اور چونکہ اس کتاب کا تعلق علم عقائد سے
ہے اس لئے اہل حدیث حضرات کو یزید کے بارے میں جو عقیدہ رکھنا چاہیے

نواب صاحب اسی کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

و بعضی براہ غلو و اغراط در شان
و سے روند و گویند امامت اور باتفاق
مسلمانان شد و طاعت و سے بر
امام حسین رضی اللہ عنہ واجب بود
و بخدا پناه از میں قول و اعتقاد کہ
و سے با وجود امام حسین امام و
امیر شود و اتفاق مسلمانان
یکجا است جسے از صحابہ اولاد
ایشان کہ در زمان آن پلیس
بودند افکارش کردند و از طاعت
او بیرون رفتند و بعضی از
اہل مدینہ بعد دریافت حال خلع
بیعت کردند،

و سے تارک صلوة و شارب
خمر و زانی و فاسق و ستمگر محارم پر
و بعضی بروے اطلاق لعن کردہ
مثل امام احمد و امثال ایشان
و ابن جوزی لعن و سے از سلف
نقل نمودہ زیرا کہ و سے وقت
امر بقتل حسین کافر شد و کسی کہ قتل

کے کر دیا امر بدان نمود و جواز
لعن و اتفاق کردہ و اعتقاد زانی
گفتہ حق آنست کہ مقتل بقتل
حسین و استبشارشے بدان و
اہانت نمودن اہل بیت متواتر
المعنی است اگر چہ تفاسیل احاد
یا خود فہم و متوقف فی شانہ
بل فی ایمانہ لعنہ اللہ علیہ
و علی انصارہ و اعوانہ اتھی
و بالجملہ و سے مملو حق ترین مردم
است نزد اکثر مردم و کار ہائے
کہ آن بے سعادت درین است
کہ وہ از دست یغ کس ہرگز
نیاید۔

بعد قتل امام حسین لشکر
بتخریب مدینہ منورہ فرستاد و
بتیہ صحابہ و تابعین و امر بقتل
کرد و با محارم کہ و قتل ہند
بن النضر و سر برداشت و ہم دریا
حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ
و دیگر احتمال تو بہ و رجوع او کجا

یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر
اتفاق ہے۔ علامہ نقضانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے
کہ قتل حسین پر برید کی رضا مندی اور اس پر اس کا
خوش ہونا اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا یعنی متواتر
المعنی ہے گو اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبار احاد
سے ہو لہذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان
کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے۔ اللہ
تعالیٰ کی اس ہر بھی لعنت ہو اور اس ہر بھی حق
انوار و انصار پر گیا۔ (نقضانی کا کلام بیان ختم ہو گیا)
بہر حال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں
سب سے زیادہ قابل نفرت ہے اور جو جو برے
کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کئے
ہیں وہ ہرگز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے
مدینہ منورہ کی تھریک لے لے کر بھیجا اور جو صحابہ تابعین
وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر
حرم مکہ کی عزت کو پامال کرنے اور حضرت عبداللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کرنے کے درپے
ہو گیا۔ اور اس ناپسندیدہ حالت میں دنیا
سے چل بسا اب اس کے توبہ کرنے اور پگھلنے کا

است

احتمال ہی کہاں رہا۔

علامہ مقبلی کی رائے یزید کے بارے میں

اور علامہ صالح بن مہدی مقبلی کو کربانی نزہل کہ جن کے مجتہد ہونے کی قاضی خود کافی نے "البدرا الطالع" میں تصریح کی ہے اپنی کتاب "اعظم الشرائع فی تفصیل الحق علی الابرار والشارع" میں رقمطراز ہیں۔

واجب من ذلك من
یحسن لیورید المویذ الذی
فعل بخیار الامم ما فعل
دهتت مدینة الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وقتل الحسین السبط
اهل بیتہ وھتکھم وفعل
مالوا استمكن من مثل فعلہ
عدوهم من المضار یس جہا
كان ارفق منه
ومن جملة المحسنین لہ
حجة الاسلام الغزالی وکنہ
فی تصنیفاتہ کلھا کما طلب

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید
کے بارے میں کہتا ہے کہ یزید وہی ہے
جس نے ہر زمان امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ
کیا مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کھانک
میں ملایا سبط پیہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ان کے اہل بیت کو شہید کیا اور ان کی بے عرقی
کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنان اسلام
نصاری کا بھی ان پر قابو چلے قرشیدان کا برتاؤ بھی
ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم
ہی ہوتا۔

اور یزید کو اچھا بنا کر پیش کرنے والوں میں مجتہد
الاسلام غزالی بھی ہیں لیکن وہ اپنی تمام کلمہ گزاری
میں عاظم اللیل ررات کے اندھیرے میں

۲۳ - طبع مطبع حلوی کتبہ ۱۳۲۸ھ

۲۴ - طبع مطبعہ المورید کے مجلہ الرد ہے۔ ۲۵ - مرید کے معنی سرکش کے ہیں۔

لیل یجمع فی خطبہ الحیة
والعقرب ولا
مباری۔

وما یھون صنم یزید
الامشردل ادرکت
الشقاوة فی مشاکلتہ
بطوامہ المردیات قیالہ
والتفریط والافراط
ولکن الصبر عنہما کالتقی
علی البحر صیامع تراکوا یجھل
کرمنا ہذا انسال اللہ
العافیة والسلامۃ امین

ومن غریب الفقہ ما ذکرہ
ابن حجر الحمینی فی صواعقہ
أنہ لا یجوز لعن یزید : ان
کان یجوز بالاجماع لعن من
شرب الخمر ومن قطع الاحرام
ومن هتکت مدینة الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم ومن قتل
الحسین او اخر یقتلہ اور منی
بقتلہ۔ قال واما یزید

کروایاں جمع کرنے والے کی طرح ہیں کہ جو اپنی
کلمہ گزائیوں میں سناٹے پکھو بھی جمع کر لیتا ہے اور
اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔

اور یزید کی حرکت کو وہی معمول سمجھے گا جو
توفیق اہل سے محروم ہوا اور جس کو شقاوت نے
گھیر لیا ہو اس طرح وہ بھی اس کے ہلکے گتوں
میں اس کا شریک بن گیا۔ لہذا انہیں تفریط و افراط
سے بچنا چاہیے لیکن اس سلسلہ میں صبر کا کام لینا
ایسا ہی ہے جیسے آگ کا گڑے کو ٹٹھی میں پکڑ لینا خصوصاً
جبکہ جہالت امڈی چل آتی ہو جیسا کہ ہمارے
زمانہ میں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت سلامتی
کے خواہاں ہیں۔ آمین

اور فقہ کا نرا الا مسئلہ جس کو ابن حجر حمینی نے
اپنی کتاب "صواعق محرقة" میں بیان کیا ہے
یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ
بالاجماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو
سحر اڑے اور جو قطع رحمی کا مرتکب ہو اور جو
مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو پامال
کرے۔ اور جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے یا ان کے قتل
سے راضی ہو فرماتے ہیں لیکن خود یزید پر لعنت نہیں

بیونہ فلاوان کان قد فعل هذا
الاشیاء نحو فاسق قطعاً ونحو
فی نقہم غیر کلامہ اعنی اندک
یحوز عن المعین فی کلیۃ فیقال
لہم قیاس الدلائل علی نقہم
هذا ان لا یجوز شارب الخمر
المعین والزانی المعین الخ
ذلك فی جمیع احکام الشریعۃ لان
الطریقتہ واحدۃ فطہار
ایضاً منطقکون هذا الشک
الاول الضروری خالفتموہ فانی
یوہان یقام بعدہ وصورۃ :
هذا ایضاً شارب
الخمر وشارب الخمر
ملعون هذا ایضاً
ملعون -
ولو قالوا ینبغی تخافی ذلك
من باب قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لیس المؤمن باللعلن لکان
فیہ منہ وحة للتقین والعلہ علم
ومن ۳۶۰ طبع مصر ۱۳۳۲ھ

کر سکتے اگرچہ اس نے ان تمام امور کا ارتکاب کیا تھا
اور وہ قطعاً ناسق تھا اور جیسا کہ ان کا بیان ہے
ایسا ہی ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی میں شخص پر
لعنت کرنا روا نہیں لیکن کا کلیہ ہے۔ تو ان کی حدت
میں عرض ہے کہ تہاوی اس فقہ میں تو قیاس الدلائل
کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ کسی معین خمر بخور
پر حد لگائی جاتی اور نہ کسی معین زانی پر اور اسی
طرح اور سارے احکام شرعیہ میں بھی یہی ہونا چاہیے۔
تھا۔ کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے۔
اور اس صورت میں تہاوی منطق بھی ہوا میں اگر گئی،
کیونکہ تم تو منطق کی اس شکل اول کی بھی جو بڑی الٹان
ہے مخالف کہ ہے ہو۔ لہذا اب اس کے بعد اور کوئی دلیل
تہاوی سے نہیں ٹھیکر سکتی ہے کیونکہ قیاس کی شکل اول
کی صورت یہ ہے (۱) یہ جو بڑی حد جس نے شراب پی کر
اور (۲) شراب کا پینے والا ملعون ہے۔ (۳) لہذا یہ
بڑی ملعون ہے۔

ہاں اگر یہ حضرات بول کہتے کہ لعنت کہنے سے اس لئے
بچنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد
گرا ہے "مومن لعنتہ کا ڈھیر نہیں لگایا کرتا"
تو بیشک اس صورت میں اس تقویٰ کے لئے اس سے
بچنے کی گنجائش ہوتی، واللہ اعلم

اب ثواب صدق حسن خاں اور علامہ مقبل کے مقابلہ میں ان دونوں نام ہنہاد غیر
معروف مفتیوں کے فتویٰ کی جو وقعت ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔
یزید کی طہارت و مغفرت کی بحث اور صحیح بخاری کی اس حدیث کے بارے
میں جو استفتاء میں مذکور ہے ان غیر مقلد مفتیوں کا یہ کہنا کہ
حدیث مذکور در سوال بین طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر
دال ہے، پس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقبور و مغضوب علیہ قرار دیں؟
اور پھر کر اس بات پر زور دینا اور یہ کہے جا تا کہ
"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پیش گوئی میں اس کو مغفور
فرمائیں۔"
اور اسی طرح مولوی محمد صابر صاحب مفتی کا یہ لکھنا کہ
"امیر یزید.... از روئے حدیث بخاری شریف مغفور لہم میں
داخل ہیں۔"
محض غلط ہے۔ اگر یہ لوگ خود تحقیق کرتے یا محققین اہل علم سے دریافت کرتے تو ہرگز ایسی
شدید غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق ایک غلط
بات کو منسوب کر کے گالٹ اپنے سر نہ لیتے۔
غور فرمائیے صحیح بخاری کی جو حدیث استفتاء میں درج ہے اس کے الفاظ میں۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصرہ پر جنگ
جیش من حق یعنی من مدینۃ قیصرہ کرے گا اس کی بخشش کر دی گئی ہے۔
منفور لہم۔
اس کے بارے میں پہلے سوال کے جواب میں تفصیل سے یہ بحث گزر چکی ہے کہ

یزید کی بہت جہاد کی تھی جس نہیں وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیان
روم میں شامل ہو گیا تھا ورنہ اسے جہاد کفار سے کیا سروکار آپ بھی بڑھ چکے
ہیں کہ یزید نے جیسے ہی تخت حکومت پر قدم رکھا اپنی پہلی ہی تقریر میں بحری اور
سرمائی جہاد کی معطلی کا اعلان کیا۔

یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ
ارداد سے مجاہدین کو واپس بلا لینا
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت
میں سترہویں جزیرہ رودس فتح ہوا اور
وہاں مسلمانوں کی فوجی جہادنی قائم کر دی گئی۔ اس جہادنی کی وجہ سے بحر روم میں
میسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑ گئی تھی، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان مجاہدین اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد پر کمر بستہ رہتے تھے
مگر ان کے ناٹو تہ تیغ کرنے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے
منتقلی کے فوری احکام بھیجے آخر وہ بچا رہے پیچھے سے رسد اور ملک کے منقطع ہو جانے
کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق رودس کو خالی کر کے اپنی زمین جائداد کھیت
اور باغات کو خیر باد کہہ کر بادل ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑنے
بھڑے مفت میں مسلمانوں کا مغزوہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا۔

اسی طرح سترہویں جزیرہ رودس کے قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ "ارداد" فتح
کیا تھا وہاں بھی مسلمان سات سال تک قابض رہے مگر یزید کو وہاں بھی مسلمانوں کا
تبعہ ایک آنکھ نہ بھایا اور اپنے دور حکومت کے پہلے ہی سال میں مسلمانوں کو وہاں
سے واپسی کا حکم دے کر بلوا لیا۔

ظاہر ہے کہ جب یزید نے بحری جنگ بند کر دی تھی تو وہ ان دونوں جزیروں پر

لے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ اذان کثیر بسلسلہ واقعات و حوادث سترہویں جزیرہ

سے تاریخ طبری بعض واقعات سترہویں جزیرہ

اپنا قبضہ کیسے برقرار رکھ سکتا تھا۔

اس امر پر بھی بحث ہو چکی ہے کہ اس حدیث میں مغفرت سے "مغفرت عام"
مراد نہیں ہے۔ کہ سارے انگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا پروانہ مل گیا ہو، بلکہ تمام اعمال
ملاحہ میں جہاں مغفرت کا ذکر آتا ہے وہاں بالافتقار سابق سابقہ گناہوں کی مغفرت
مراد ہوتی ہے اور وہ بھی عام طور پر صغائر کی مغفرت، کبائر کے لئے تو بہ کہ ضرور
ہے۔ بغیر توبہ کے معافی لازمی نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت پر معاملہ موقوف رہتا ہے
کہ وہ دہر کریم چاہے تو اپنے فضل سے معاف کر دے اور چاہے تو ازراہ عدل
اس گناہ کی پاداش میں عذاب فرمائے۔

"مدینہ قیصر" سے کیا مراد ہے | اس حدیث میں "مدینہ قیصر" کے جو الفاظ ہیں وہ
بھی غلط ہیں۔ "مدینہ قیصر" یعنی شہر قیصر کی تعیین کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ اس شہر کے کونسا
شہر مراد ہے۔ اس لئے اس کی تعیین میں عین شہر دن کا نام لیا جا سکتا ہے۔

(۱) "مدینہ قیصر" سے مراد وہ شہر ہے جہاں قیصر اس وقت مقیم تھا جبکہ زبان
رسالت سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔ یعنی "حصص" جو کہ شام کا مشہور شہر ہے۔
اور جو یزید کی پیدائش سے بہت پہلے سترہویں جزیرہ رودس میں
فتح ہو چکا تھا۔ چنانچہ سابق میں گزر چکا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث میں
"مدینہ قیصر" سے "حصص" ہی کو مراد لیا ہے۔

(۲) شہر "رومہ" جو قدیم زمانہ سے قیصر روم کا دار السلطنت ہوتا رہا تھا۔
"رومہ" پر بھی اگرچہ مسلمان حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن یہ حملہ یزید کی حیات میں
نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کے مرنے کے بہت بعد کا واقعہ ہے۔

(۳) شہر "قسطنطنیہ" جو قسطنطین اعظم کا پایہ تخت تھا۔
حدیث "مدینہ قیصر" کا مصداق سلطان محمد فاتح | اب اگر "مدینہ قیصر" کو

قسطنطنیہ ہی قرار دینے پر اصرار ہے تو انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق یزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ علیہ الرحمۃ اور ان کی فوج ظفر موج ہے۔ یہی وہ مجاہدین اسلام ہیں جن کی شمشیر خارا شکاف نے عیسائیت کے اس مرکز کو نزع کر کے اس کو قتل و اسلامی میں داخل کیا۔ اور پھر وہ بغداد کے بعد صدیوں تک مسلمانوں کا دار الخلافہ رہا تا آنکہ معظفہ کمال نے اپنی حماقت سے خلافت ہی کے سلسلہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مرکزیت اور یکجہتی کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا اور اب شاید امام مہدی کے آنے پر ہی خلافت کا دوبارہ قیام عمل میں آئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آتی ہے اس میں عام طور پر فتح و کامرانی ہی مراد ہوتی ہے اس لئے اس حدیث کے صحیح مصداق اگر "مدینہ قیصر" سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیا جائے تو فاتحین "قسطنطنیہ" ہی ہو سکتے ہیں۔ بھلا یزید اس بشارت کا مصداق کس طور پر ہو سکتا ہے جبکہ وہ تو قریش کے ان شریر النفس لوٹدوں میں پھر فرست ہے جن کے متعلق زبان رسالت سے پیش گوئی کی جا چکی ہے کہ امت کی تباہی ان کے ہاتھوں ہوتی ہے۔

یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں شریک نہ تھا

پہلا لشکر کے الفاظ آتے ہیں اور یزید کے زیرِ کمان جو لشکر "قسطنطنیہ" کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہ "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔ بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر "قسطنطنیہ" پر جا کر چباؤ کر چکے تھے۔ یزید کس سنہ میں "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہوا اس کے بارے میں اگرچہ مورخین کے بیانات مختلف ہیں لیکن شکہ مجری سے پہلے کوئی تو رخ اس واقعہ کو بیان نہیں کرتا۔ نا صبیحوں کے

شیخ التاریخ محمود احمد عباسی کا بھی "خلافت معاویہ و یزید" میں یہی بیان ہے وہ لکھتے ہیں۔

"مسئلہ" میں حضرت معاویہ نے جہاد قسطنطنیہ کے لئے بڑی اور بحری حملوں کا انتظام کیا۔ ہری فوج میں شامی عرب تھے، خصوصاً بنو کلب جو امیر یزید کا ناہنیا فی قبیلہ تھا۔ ان کے علاوہ حجازی و قریشی غازیوں کا بھی دستہ تھا۔ جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے۔ یہی وہ پہلا اسلامی جیش ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا اسی اسلامی فوج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت

منفرت دی تھی " (ص ۳۷ طبع چارم)

اگرچہ خود بدلتے لے بھی اسی کتاب میں (ص ۹۰) امیر شریک ارسلان کی کتاب "حاضر العالم الاسلامی" کی تعلیقات سے بحوالہ "طبقات ابن سعد" اس غزوہ کی تاریخ شکہ مجری ہی نقل کی ہے۔ بہر حال شکہ سے پہلے قسطنطنیہ کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں ہے۔

اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شکہ مجری سے بہت پہلے

غازیان اسلام قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ چنانچہ سنن البودادہ میں مذکور ہے۔

حدیثنا احمد بن محمد بن السرح نا سلم ابی غران کا بیان ہے کہ ہم مدینہ نبوی سے جہانک ابن زہب عن جندہ بن شریحہ بن زہبہ عن ابی امیر جیش حضرت عبدالرحمن بن خالد بن الولید عن عمران قال محمود نامن الماب بنہ یزید اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ رومی فوج شہر تہا سے

القسططينية وعلى الجماعة
عبد الرحمن بن خالد بن الوليد
والروم مصلحون ظهورهم بجائظ
المدينة فحمل رجل على العدو
فقال الناس مده لا اله الا
الله يلقى بيديه الى التهلكة
فقال ابو ايوب انما اقولت
هذه الآية فينا معا شر
الا نصارى انما نصر الله نبيه
صلى الله عليه وسلم واظهر
الاسلام قلنا هلق نقيم في
اموالنا وتصلحها فانزل الله
عز وجل وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ
اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ إِلَى
التَّهْلُكَةِ فَلَا لِقَاءَ بَائِلَيْنا
إِلَى التَّهْلُكَةِ ان نقيم في
اموالنا ونصلحها ونخرج الجهاد
قال ابو عمران قلنا يزل
الايوب يجاهد في سبيل الله
عز وجل حتى يفتح بالقسططينية
باب في تولد عن رجل وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

پشت گله مسلمانوں سے آمادہ پیکار تھی۔ اسی لشکر میں
مسلمانوں کی صف میں سے نکل کر ایک شخص نے دشمن
کی فوج پر حملہ کر دیا۔ لوگ کہتے رہے "کو کو لا اله الا
یہ شخص تو خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں لال
رہا ہے" یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے
میں اتری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام
علیہ صیب فرمایا تو ہم نے کہا تھا کہ اب تو ہم کو بدینہ میں رکھ
اپنے اموال کی خبر گیری اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ
دینا چاہیے۔ اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیت شریفہ نازل
فرمائی وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ الله اذ يذره الله تعالى ان
راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو
لہذا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تو جہاد کو چھوڑ کر
ہمارے اپنے اموال کی خبر گیری اور اس کی اصلاح
کے خیال سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا
تھا۔

اور اسی غزوہ کا وہ واقعہ ہے جس کو امام ابو داؤد ہی نے "کتاب السنن"
کے "باب فی قتل الاسیر بالنبل" میں باری الفاظ نقل کیا ہے۔

حدثنا سعيد بن منصور ثنا
عبد الله بن وهب قال أخبرني
عمرو بن الحارث عن بکیر بن
الانجیر عن ابن نعلی قال غزونا
مع عبد الرحمن بن خالد بن
الوليد فأني بأربعة أعلاج
من العدو وقاموا بهو فقتلوا
صبرا. قال ابو داؤد قال لسا
غير سعيد عن ابرو هب فهدا
الحديث قال. بالنبل صبرا
فبلغ ذلك ابا ايوب الانصاري
فقال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يخبر عن قتال الصبر
تو الذي نفس بيده لو كانت
دجا جنة ما صبر تحا
فبلغ ذلك عبد الرحمن بن
خالد بن الوليد فامتنع
أربع مائة

ابن نعلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبدالرحمن بن خالد
بن الوليد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ جہاد میں
شریک تھے (اسی مہم میں) ان کے سامنے دشمن
کے چار ہتھیار کئے شخص پیش کئے گئے جن کے قتل
کرنے کا انہوں نے حکم دیا۔ اور نبی حکم میں ان کو
باندھ کر قتل کروا ڈالا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم
سے پہلے اس از سجد بن منصور کے علاوہ ایک کاتب
صاحب تھے ابن وہب سے اس حدیث میں یوں
نقل کیا ہے کہ ان چاروں کو باندھ کر تیروں کا ہتھیار
بنایا گیا تھا جب اس امر کی خبر حضرت ابو ایوب
انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
کہ آپ اس طرح باندھ کر قتل کر لے سنے فرماتے
تھے پس تم ہے اس ذات عالی کی کہ جس کے قبضہ
قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مرے بھی ہو تو
میں اس کا اس طرح باندھ کر شفا دلوں۔ پھر آپ
اس زمانے کی اطلاع جب حضرت عبدالرحمن بن خالد
بن الوليد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے
اس کفارہ میں چار غلام آزاد کئے۔

حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعض محدثین نے صفار صوابیہ میں ذکر کیا ہے یہ بھی اپنے والد بزرگوار حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شجاع و دلیر تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی تہذیب الصحابہ" میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دیا ہے کہ

اخرج ابن عساکر من طرق كثيرة حافظ بن عساکر نے بہت سی طرق سے نقل کیا کہ حضرت معاویہ ابن ابی سفيان غن و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں ان کو دو بیویاں تھیں
الروم ایام معاویہ لڑی جاتی تھیں ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔

امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں مسئلہ اور مسئلہ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں مسئلہ اور مسئلہ ہجری کے واقعات کے ذیل میں بلا دردم میں ان کی زیر اثر دیرین مسلمانوں کے سرمانی چاؤ کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہ مسئلہ ہجری ہی میں ان کو جس میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا تھا یہ اپنے غزوات و جہاد کی وجہ سے شامی مسلمانوں میں بڑے محبوب و با اثر تھے۔ قیصر ظاہر ہے کہ یزید کو مسئلہ ہجری یا اس کے بھی کئی سال بعد ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں قسطنطنیہ کی ہم پروردہ ہوا تھا۔ اور یہ اس سے برسوں پہلے قسطنطنیہ کی شہر بنامہ پر جنگ کو چلے ہیں۔ سردست ہم "غزوہ قسطنطنیہ" کے سلسلہ میں اسی قدر بحث پر اکتفاء کرتے ہیں۔ زندگی بخیر رہی اور حق تعالیٰ نے توفیق دی تو تفصیل بحث اس حدیث پر انشاء اللہ تعالیٰ

آپ ہمارے کتاب "یزید کے مشکل و صورت حدیثوں کے آئینے میں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ بھی یاد ہے کہ شارح بخاری مہلب السنوی مسئلہ ہجری سے پہلے یروشہ چھوڑا ہے کہ حدیث بخاری سے یزید کی منقبت نکلتی ہے۔ اندلس میں مالک کے قاضی تھے اور اندلس میں اس زمانہ میں خلفاء بنی امیہ کا آخری تاجدار ہشام بن عبدالعزیز علی اللہ فرما رہا تھا۔ اس عرصہ میں کی یہ ساری کارگزاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے جس کی بہت سی

یزید کا عقیدہ و عمل دونوں غراب تھے | خلاصہ بحث یہ ہے کہ یزید مطلقاً اہل سنت و جماعت کی تہذیب کے مطابق عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے نہایت غراب آدمی تھا اس کے عقیدہ میں دو غریبیاں تھیں۔ (۱) ناصیت "یعنی حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عداوت۔ چنانچہ حضرت نافوقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیور کے بارے میں تصریح ہے کہ "انہ رؤسائے نواصب است"

اور مورخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں: یزید بن معاویہ کان ناصباً فظلاً یرید بن معاویہ ناصبی تھا، سنگدل، بد زبان، فلیظ، بجا کلمہ غلیظاً جلیظاً یتناول المسکر ویفعل ے نوش، بدکار۔ اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین المنکر، انتہی دو لہ بقتل الشہید شہید رضی اللہ عنہ کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

(۲) "ارجار" یعنی نامیسی "ہونے کے ساتھ ساتھ" مرچئی "بھی تھا۔ چنانچہ سوال اول کے جواب میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح اس کے بار میں گزر چکی ہے اور ارجار "کی تفصیل بھی دینا مذکور ہے۔ اور یہی اس کی عدلی سوال کے اعلیٰ قیمر اور حرکات شیعہ کی تفصیل اس مقالہ کے اوراق پر ہیں۔ اب خود ہی سوچ لیجیے کہ ایسے نابکار اور نالائق شخص کی محبت کا دم بھرنا اور اس کے گناہ کا کیا کسی سلطان کو زبردستی ہے؟

حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں | حافظ ابن تیمیہ نے ٹھیکہ ہی لکھا ہے کہ: و اما قولہ محبتہ فلا ینالہ المحبتۃ یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو الخاصة اما تکلون للنبیین الصالحین انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین کہی جاتی ہے اور یزید کا والشہداء و الصالحین و لیس احداً شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد منہم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جو احسان سے محبت المؤمن مع من احبہ ومن امن باللہ والیوم" ہوگی: اور جو شخص میں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان

والفخر لا يختار ان يكون مع يزيد ولا
مع أمثال من الملوك الذين اس كاشتر يزيد يا اس جيسے بادشاہوں کے ساتھ ہو
لیسا واعداء لیثہ جو عادل نہیں تھے۔

رواض و نواصب دونوں راہ ہدایت سے دور ہیں | اخیر میں ہم اتنا اور عرض کریں گے
کہ احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو "نجوم ہدایت" بتایا گیا ہے
ارشاد ہے :

أصحابي كالنجوم بأيهم
اقتربتهم اهتديتم۔ جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس روایت
رواہ وزین۔ کہ کو روزی نے نقل کیا ہے۔

اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کو "کشتی نوح" سے تشبیہ کی گئی ہے کہ جو اس میں
سوار ہوگا بحر منالالت میں غرق ہونے سے بچے گا۔ ارشاد ہے۔

ألا إن مثل أهل بيتي فيكم
مثل سفينة نوح من ركبها
نجا ومن تخلف عنها
هلك۔ رواہ احمد۔ کہ
یاد رکھو یہ اہل بیت کی مثال تمہارے لیے ایسی
ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی کہ جو اس
میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں سوار
ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اس حدیث کو امام
احمد نے روایت کیا ہے۔

مطلب صاف ہے جو لوگ "سفینہ اہل بیت" سے دور رہے جیسے خوارج اور نواصب
کہ "اہل بیت" کے دشمن ہیں ان کو کافر کہتے اور ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں وہ اولیٰ اللہ
ہیں میں غرق دریا کے منالالت ہوئے اور جو کشتی میں تو سوار ہوئے مگر صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کی منیا پاشی سے کہ "نجوم ہدایت" ہیں انہوں نے رہنمائی حاصل نہ کی۔ جیسے
رواض ہیں تو اندھیرے اور تاریکی کی وجہ سے عین غی جار میں جا کر ان کی کشتی بحر منالالت میں
غرق ہوئی اور اہل سنت جماعت امام فخر الدین رازی کے الفاظ میں :

لہ مجموعہ فتاویٰ ابی تیمیہ ج ۳۔ ص ۳۸۴۔ لہ مشکوٰۃ: باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث
لہ باب مناقب اہل بیت: منہج علیہ وسلم الفصل الثالث (مشکوٰۃ)

نحن معاشر أهل السنة بمحمد الله
وحنبا سفينة محبة أهل البيت
واهتمدينا بنجم هدى صحاب النبي
صلی اللہ علیہ وسلم فزجوا النجاة من
أهل القلعة ودركات الجحيم
والعدا به إلى ما يوجب درجۃ
الجنان والنعيم المقيم۔ ہم گروہ اہل سنت "بحر اللہ محبت اہل بیت کے
سفینہ میں سوار ہیں اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نجم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لیے اسیر از
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہون کیوں اور جہنم کے طبعات سے
اہل القلعة و درکات الجحیم
والعدا بہ الی ما یوجب درجۃ
الجنان والنعم المقیم۔

محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں حدیث سفینہ نوح
کی تشریح میں امام رازی کی تفسیر کبیر سے ان کی یہ عبارت نقل کی ہے "یزید بلید نے
اہل بیت نبوی کی لاج رکھی نہ صحابہ کرام کی، اس لیے اب جو اہل سنت کے زمرہ سے خارج
ہو کر نواصب کے گروہ شقاوت پر وہ میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ شوق سے یزید پر اپنی
جان نچھاور کرے اپنا مال نثار کرے اور اس کی مذہبی کو اپنا شعار بنائے۔

ان ساری تفصیلات سے اب یہ بات رو نیز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ سائل نے
استفسار میں جو بارہ سوالات قائم کیے ہیں وہ سب وہی تباہی شہت پر مبنی ہیں۔ واقعہ
میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تمسخر
اور تحقیق و تمسخر میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس لیے ایسے امور کو حقائق باور کرنے والا پکا
ناموسی، فاسق اور بدعتی ہے اور اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے
ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے۔ اس کے چھپے نماز مکروہ تحریمی ہے
واجب الامارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والحمد لله اولاً و آخراً

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد عبد الرشید النعمانی مغفر اللہ ذنوبہ

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ

فہرست مراجع

۱	احکام القرآن - از جصاص ص ۴۶ - ۱۳۰
	احیاء علوم الدین - از غزالی ص ۱۲۴ - ۱۶۲
	اخبار الدول - از ابوالحسن کرانی ص ۱۴۸
	الاختیار لتعلیل المختار - ص ۱۳۰
	ارشاد الساری - از علامہ محمد قسطلانی ص ۹۳ - ۱۹۸
	إزالة الخلفاء فی رد کشف الظنار از مولانا غلام ربانی - ص ۱۳۸
	أسماء الخلفاء والولاة وذكر مددہم از ابن حزم - ص ۴۲
	اسرار رجال مشکوۃ - از خطیب تبریزی ص ۱۴۴
	أشقة المناہج - از شیخ عبدالحق دہلوی ص ۱۶۳
	الاصابة فی تمییز الصحابة از ابن حجر عسقلانی ص ۶۱ - ۱۵۲ - ۱۹۸
	أصول الدین - از ابوالنیر برزوی ص ۱۴۵
	الأغانی - از ابی الفرج اصبہانی ص ۱۰۳
	إفادة الأخیار ببرادة الأبرار - از محمد عربی تباتی - ص ۹۹
	الکام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی - از مناظر حسن گیلانی - ص ۶۱
	الإمامة والسياسة - ص ۱۰۳ - ۱۰۳
	إمداد الفتاوی - ص ۱۸۳
	انساب الأشراف - از بلاذری ص ۱۰۳ - ۱۰۸
	ب
	البدایة والنهاية - از ابن کثیر ص ۳۲ - ۳۶ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۹ - ۹۴ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۹ - ۱۲۱ - ۱۳۸ - ۱۵۲ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۸۰ - ۱۹۸ - ۱۹۲
	البدد الطالع - از قاضی شوکانی ص ۱۳۰ - ۱۸۸
	بذل المجہد فی حق ابی داؤد - ص ۸۰

بشارت مغفرت کے لیے یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء - ص ۱۸۴	تحریر الشہادتین - از سلامت الشرفی ص ۱۳۵ - ۱۳۶
بنیۃ الراشد فی شرح العقائد - از صدیق حسن خاں صاحب - ص ۱۸۵	تحفہ اثنا عشریہ - از شاہ عبدالغنی - ص ۱۳۵ - ۱۳۶
ت	تذکرۃ الحفاظ - للذہبی - ص ۱۲۳
	تجلیل المنقذ - از ابن حجر ص ۱۱۳ - ۱۱۴
تلح العروس - از زبیدی - ص ۱۸۴	تفسیر ابن ابی حاتم - ص ۵۴
تاریخ ابن خلدون - ص ۳۲	تفسیر کبیر - از امام رازی - ص ۲۰۶
تاریخ ابن خلکان - ص ۱۲۳ - ۱۲۸ - ۱۲۹	تفسیر مظہری - از قاضی شامی پانی پتی - ص ۱۲۰ - ۱۲۱
تاریخ ابن عساکر - ص ۱۱۵	التطہیات الالغیہ - از شاہ ولی اللہ ص ۲۴ - ۲۸
تاریخ ابن کثیر - ص ۱۰۱ - ۱۵۵	تقریب التہذیب - از ابن حجر ص ۱۰۱
تاریخ الخلفاء از سیوطی - ص ۸۰ - ۸۶ - ۸۸ - ۸۹ - ۱۳۳	تکلیل الایمان - از شاہ عبدالحق دہلوی ص ۲۴ - ۱۳۰ - ۱۳۳ - ۱۴۶
تاریخ صفیر - از امام بخاری - ص ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸	تہذیب التہذیب - ابن حجر ص ۱۱۱ - ۱۱۲
تاریخ طبری ص ۱۵۲ - ۱۵۷ - ۱۶۲ - ۱۹۸	تہذیب الکمال - از - مزنی - ص ۱۱۱
التاریخ الکبیر - از امام بخاری ص ۱۴۱	تیسیر القاری - از شیخ نورالحق دہلوی ص ۴۴ - ۶۴ - ۷۱ - ۷۳ - ۷۴
التبصرہ - از - ابوالمنظر الاسفرائینی ص ۱۶۸	ص ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲

ج

جامع الترمذی - ص ۹۲ - ۱۵۷
 ۱۵۸ - ۱۶۳ - ۱۷۲ - ۱۷۸
 جبهة أنساب العرب - ص ۴۲
 جوامع السيرة - از ابن حزم
 ص ۴۵
 الجواهر المضيئة - از عبدالقادر قرشي
 ص ۱۴۱

ح

حاضر العالم الإسلامي - از امیر
 شکیب أرسلان - ص ۱۹۵
 حجة الله البالغة - از شاه ولی الله
 ص ۲۹
 حسن العقيدة - از شاه عبدالعزیز
 ص ۱۳۶
 حیوة المجیدان - از علامه کمال الدین
 دمیری - ص ۱۲۸
 حیات سیدنا یزید - ص ۳۶

خ

خلاصة الفتاوی - از امام ظاہرین
 احمد بخاری - ص ۱۳۰ - ۱۳۲
 خلافت معاویہ یزید - محمود احمد عباسی
 ص ۱۲ - ۱۸ - ۱۵۱ - ۱۹۵

د

دلائل النبوة - از بیہقی
 ص ۱۷۸

دول الإسلام - از ذهبی ص ۸۸

ر

الروض الباسم فی الذب عن سنّة
 ابی القاسم - از حافظ محمد بن
 ابراهیم وزیریمانی
 ص ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۹۹

ز

زجر الشبان والشبیه عن ارتکاب
 الغیبة - از مولانا عبدالحی فرنگی علی
 ص ۱۴۰

س

سنن ابن ماجه - ص ۱۷۲
 سنن ابی داؤد -
 ص ۷۹ - ۹۳ - ۱۹۵
 سنن دارمی - ص ۸۳

سنن نسائی - ص ۵۱ - ۹۲
 سیر اعلام النبلاء - از ذهبی
 ص ۱۷۹ - ۱۷۰

شدرات الذب - از عبدالحی ابن
 عماد حنبلی - ص ۱۶۳

۶۶ - شرح تراجم ابواب البخاری
 از شاه ولی الله دہلوی

ص ۳۸ - ۳۹

۶۷ - شرح سیر کبیر - از شمس المہ مرشی
 ص ۹۱

۶۸ - شرح صحیح مسلم - از نووی

ص ۶۸ - ۸۷ - ۱۲۳

۶۹ - شرح عقائد نسفیہ - از ملا سعد الدین
 تقی تازانی - ص ۸۸ - ۱۳۵

۷۰ - شرح فارسی صحیح بخاری - از شیخ الاسلام
 دہلوی ص ۴۷ - ۶۳

۷۱ - شرح مقاصد - از تقی تازانی
 ص ۱۳۸

۷۲ - شہید کربلا - از مفتی محمد شفیع صاحب
 ص ۱۸۱

۷۳ - شہداء کربلا پر افتخار - از مصنف
 ص ۹۶ - ۱۶۹

ص

۱ - صحاح ستہ - ص ۱۱۳
 ۲ - صحیح ابن حبان - ص ۸۷ - ۱۷۲
 ۳ - صحیح بخاری - ص ۳۰ - ۴۷
 ۴۸ - ۴۹ - ۵۵ - ۵۶ - ۶۱ - ۶۲
 ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲
 ۷۵ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۶ - ۸۷
 ۹۲ - ۹۵ - ۹۶ - ۱۱۱ - ۱۱۳
 ۱۸۵ - ۱۹۱

۲ - صحیح مسلم - ص ۶۷ - ۷۶

۷۸ - ۸۰ - ۸۶ - ۱۵۷

۵ - الصواعق المحرقة - از ابن حجر مکی
 ص ۱۷۲ - ۱۷۵ - ۱۸۹

ط

طبقات ابن سعد - ص ۱۲۶
 ۱۳۷ - ۱۳۹ - ۱۹۵

ع

۱ - العقائد الطحاویہ - ص ۲۶
 ۲ - عقائد نسفیہ - ص ۱۸۵
 ۳ - العلم الشامخ فی تفصیل الحق علی
 الآیاء والشافخ - از صلاح بن مہدی
 مقبلی - ص ۱۸۸
 ۴ - عمدة القاری شرح صحیح البخاری
 ص ۶۳ - ۷۲ - ۸۱
 ۵ - العواصم من القواصم - از ابن العربی
 ص ۱۰۸ - ۱۱۳
 ۶ - العواصم والقواصم فی الذب عن
 سنّة ابی القاسم - از وزیریمانی
 ص ۱۳۰

ف

۱ - فتاویٰ برازیہ - از ابن البرزاز
 ص ۱۳۲
 ۲ - فتاویٰ عزیزی - از شاه عبدالعزیز
 ص ۱۱۰ - ۱۳۳

فتح الباری - از ابن حجر

ص - ۲۶ - ۳۹ - ۵۱ - ۵۲

ص - ۵۳ - ۵۸ - ۶۸ - ۷۱

ص - ۷۳ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۸ - ۸۰

ص - ۸۳ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸

ص - ۱۵۳ - ۱۵۴

الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر
ص - ۴۰

الفرع النامی من الاصل السامی -

از نواب صدیق حسن خان - ص ۱۶۱

فصل الخطاب - از خواجه محمد یار

تفسیری - ص - ۱۶۰

الفصل فی الملل والأهواء والنحل

از ابن حزم - ص - ۱۶۱ - ۱۶۲

الفوائد البهیة فی طبقات الخفیه -

از مولانا عبدالحق فرنگی محلی - ص - ۱۳۱

فواتح الرحموت شرح مستطاب الشیخ -

از علامه بحر العلوم رحمه الله

ص - ۱۸۳

ک

کامل ابن اثیر -

ص - ۳۳ - ۳۵ - ۱۰۵ - ۱۰۶

ص - ۱۰۸ - ۱۶۲ - ۱۶۵ - ۱۶۶

از عبد الله بن محمد شبراوی -

ص - ۷۳

کتاب الأذکار - از نووی -

ص - ۱۲۵

کتاب الانساب - از سمعیانی

ص - ۱۳۱

کتاب الثقات - از ابن حبان

ص - ۱۱۲

کتاب الزهد - احمد بن حنبل

ص - ۱۰۸ - ۱۱۱ - ۱۱۳ - ۱۱۴

ص - ۱۱۹ - ۱۲۲

کتاب العالم والمتعلم - از امام

ابو حنیفه - ص - ۱۳۳

الکوکب الدراری شرح مجمع بخاری

از علامه محمد یوسف کرمانی ص ۱۶۸

ل

لسان المیزان - از ابن حجر

ص - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۶۸

م

مجمع الزوائد - ص - ۱۰۶ - ۱۲۷

مجموع فتاوی ابن تیمیة -

ص - ۱۱۳ - ۱۲۰

عیاضات تاریخ الامم الاسلامیة

از محمد خضری - ص - ۱۶۶

المحلی از ابن حزم - ص - ۶۳

مدارج النبوة - از شیخ عبدالحق

محمد ث دهلوی - ص - ۸۲

مراسل الی داود - ص - ۱۱۳ - ۱۱۵

المراقبة شرح مشکوة - از عبدالحق

محمد ث دهلوی - ص - ۱۴۳ - ۲۰۱

مستخرج اسماعیلی - ص - ۵۶ - ۶۸

مسند ابی یعلی - ص - ۵۷ - ۵۸ - ۱۱۷

مسند احمد - ص - ۳۲ - ۵۱

ص - ۶۹ - ۶۹ - ۷۹ - ۱۱۳ - ۱۱۴

ص - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۸

مسند بزار - ص - ۷۲

مشکوة شریف از خلیف تبریزی

ص - ۲۶ - ۳۰ - ۹۳ - ۹۴

ص - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۷۸ - ۲۰۰

مطالب المومنین - ص - ۱۳۰

المتمم فی الاصول - از ابی یعلی

ص - ۱۲۰

معجم البلدان - از یاقوت حموی

ص - ۸۵

معجم الصحابة - از امام بخاری

ص - ۱۷۱

معجم طبرانی - ص - ۷۳ - ۷۷ - ۸۴

مفتاح النجا - از مرزا محمد یزدانی

ص - ۱۳۵

مقدمه ابن خلدون - ص - ۱۱۰

مکتوبات سید احمد - از سید احمد شهید

ص - ۱۸۳

مکتوبات شریفه - از مجدد العالی

ص - ۱۸۲

مکتوبات قاسمی درباره شهادت

حسین - ص - ۱۹۹

مناقب السادات - از قاضی

شهاب الدین دولت آبادی

ص - ۱۳۵

المقتنی - للذهبی - ص - ۹۸ - ۹۹

منهاج السنیة - از ابن تیمیة

ص - ۳۵ - ۳۸ - ۵۹ - ۱۱۰

موارد النجان الی زوائد ابن حبان

ص - ۱۷۲

میزان الاعتدال - للذهبی

ص - ۵۱ - ۱۱۳

ن

نکت علی الأطلال -

از ابن حجر ص - ۱۱۵

الإسلام والمستشرقون
ثقة عينية
٢٢-٢٣ فبراير ١٩٨٢ الموافق ٢١-٢٣ ربيع الثاني ١٤٠٢ هـ
دار المصنفين (الادمية شبل) اعظم كره (لندن)

الاشارة
تاريخ ٢٢ شعبان المعظم ١٤٠٢ هـ

محبت گرامی منزلت، وفاضل گرامی مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب زبیرت مآثرہ،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا ہر جیب کامودت نامہ، جو غالباً کسی ذریعہ
بھیجا گیا تھا، اور ایک نسخہ "الحزب الاعظم" جس پر آپ کی تحریر ہے، اور ایک نسخہ
"شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک مہینہ سے زائد تاخیر کے ساتھ مولانا منظور صاحب کے
یہاں سے ملا، "شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک نسخہ اس سے پہلے مل چکا تھا، اور میں
اس کی رسید دینے نہیں پایا تھا کہ دوسرا نسخہ مل گیا، میری طرف سے ان دونوں گرانقدر
ہدیہ پر دی شکر قبول کیجئے۔ خاص طور پر "شہداء کربلا پر افتراء" آپ کی ایک بڑی خدمت
ہے، اللہ تعالیٰ اہل بیت مظلومین کی طرف سے، اور عترۂ نبویہ کی طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا
فرمائے، میں عرضہ سے اس کی ضرورت محسوس کر رہا تھا، اللہ کا شکر ہے کہ ایک محقق فاضل کا
قلم جس کو اللہ تعالیٰ نے حمیت دینی کے ساتھ توازن و اعتدال کی دولت بھی نصیب
فرمائی ہے اس موضوع پر اٹھا، اللہ تعالیٰ آپ کی سنی مشکور فرمائے۔

عزیزی محمد ثانی مرحوم جو میری قوت بازو، اور فخر خاندان تھے، کے انتقال کے
سلسلہ میں آپ کی مخلصانہ تعزیت کا شکر گزار ہوں، ووقام اللہ کل مکروہ
برادر محترم پروفیسر محمد عبد الغنی صاحب کی علالت کا حال سن کر تردد ہوا،
اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت عطا فرمائے، میرا سلام پہنچا دیں۔

آپ کا ہم استاذ اور محب
ابوالحسن علی

۵ جون ۱۹۸۲ء

محبت گرامی منزلت، وفاضل گرامی مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب زبیرت مآثرہ،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا ہر جیب کامودت نامہ، جو غالباً کسی ذریعہ
بھیجا گیا تھا، اور ایک نسخہ "الحزب الاعظم" جس پر آپ کی تحریر ہے، اور ایک نسخہ
"شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک مہینہ سے زائد تاخیر کے ساتھ مولانا منظور صاحب کے
یہاں سے ملا، "شہداء کربلا پر افتراء" کا ایک نسخہ اس سے پہلے مل چکا تھا، اور میں
اس کی رسید دینے نہیں پایا تھا کہ دوسرا نسخہ مل گیا، میری طرف سے ان دونوں گرانقدر
ہدیہ پر دی شکر قبول کیجئے۔ خاص طور پر "شہداء کربلا پر افتراء" آپ کی ایک بڑی خدمت
ہے، اللہ تعالیٰ اہل بیت مظلومین کی طرف سے، اور عترۂ نبویہ کی طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا
فرمائے، میں عرضہ سے اس کی ضرورت محسوس کر رہا تھا، اللہ کا شکر ہے کہ ایک محقق فاضل کا
قلم جس کو اللہ تعالیٰ نے حمیت دینی کے ساتھ توازن و اعتدال کی دولت بھی نصیب
فرمائی ہے اس موضوع پر اٹھا، اللہ تعالیٰ آپ کی سنی مشکور فرمائے۔

۲۰ جولائی ۱۴۰۲
تاریخ وفات: جناب والد محترم عبد الرحیم صاحب خاں حیدری اور شہ
۱۸- جاری الاول ۱۴۰۲ مطابق ۲۳- جنوری ۱۹۸۲ء
بقلم کراچی
پاکستان
مظفر لطیف

اکابر صحابہ

شہادتِ نبویؐ کی روشنی میں ان کے سب سے بڑے گروہ کے اہل بیتؑ پر
اور

شہداء کربلا پر افتراء

[شاصحائین کے سامنے
ایک خود ساختہ بیان کا علمی مظاہرہ]

شیخ الحدیث مفتی محمد نورانی المعروف رشید عثمانی مدظلہ العالی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور
مؤنٹیس و منڈیر

الرحیمہ کتب دہلی

۷/۷، ملٹر ٹورسٹ آفس، لیاقت آباد
کراچی ۷۵۹۰۰

ناصریت

تحقیق کے بغیر میں

محمود احمد عباسی کے تازہ اٹھائے
ہوئے فتنہ کا علمی اور تحقیقی جائزہ

از
محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور
مؤنٹیس و منڈیر

الرحیمہ کتب دہلی

۷/۷، ملٹر ٹورسٹ آفس، لیاقت آباد
کراچی ۷۵۹۰۰

الإمیر ابنی جبر

وكتابه السنن

مکاتیب

المؤلف: محمد بن عبد الله بن جبر
الناشر: محمد بن عبد الله بن جبر

ولد جبر ۵۱۳۳ و توفي بمرکز تونس سنة ۵۱۴۲
وفيه ايام ثبتت من طريق علم الحديث في المشرق والمغرب
وتخرج به وادبه وشرطه الامنة الصمد الامة والامنة المسلمين
المصالح والحق والعدل مع رقة وروعة تميزت بعلومه وفضله

المكتبة

مكة المكرمة
مكة المكرمة

بیت اللہ اسلامیہ، ۱۰۰، قریب بازار شہید

الکتاب

مكة المكرمة
مكة المكرمة

الرحیمہ کتب دہلی

۷/۷، ملٹر ٹورسٹ آفس، لیاقت آباد
کراچی ۷۵۹۰۰

المدخل

فی اصول الحديث

تأليف الأمام الحاكم أبي عبد الله محمد بن عبد الله الخافض

الشيخ النيسابوري المتوفى سنة ۴۰۵

رحمہ اللہ تعالیٰ

تبصرہ پر

المدخل فی اصول الحديث للحاکم النیسابوری

جو علم اصول حدیث کی بہت سی نادر و قیمتی معلومات پر مشتمل ہے

از
محقق العصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عصفور
مؤنٹیس و منڈیر

الرحیمہ کتب دہلی

۷/۷، ملٹر ٹورسٹ آفس، لیاقت آباد
کراچی ۷۵۹۰۰